قیمت: پانچ روپے Rs. 5/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد: ۳۵ شمارہ: ۹ ۴رتا۱۰رمارچ ۲۰۲۲ء — ۳۰ررجب تا۶رشعبان ۱۴۴۳ھ
Year-35 Issue-9 4 - 10 March 2022 Page 16

سماجی انصاف کے نام پر جنوبی ہند سے اٹھی سیاسی

اتحاد کی آواز

کیا سیاسی پارٹیاں توجہ دیں گی؟

مسٹر اسٹالن نے تمام اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈروں کو سماجی انصاف کے پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کیلئے ایک مکتوب بھیجا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سیاسی پارٹیاں اپنی انا چھوڑ کر ایک اسٹیج پر آسکیں گی۔ محمد سالم جامعی

اتر پردیش، اتراکھنڈ، پنجاب، گوا اور منی پور کے اسمبلی انتخابات جس وقت آپ یہ سطریں پڑھ رہے ہوں گے اپنے آخری مرحلے میں پہنچ چکے ہوں گے۔ ۱۰رمارچ کو انتخابی نتائج بھی آجائیں گے۔ کس صوبے میں کون فاتح ہوگا اور کامیابی کا سہرا کس کے سر پر ہوگا یہ تو حتمی نتائج آنے کے بعد ہی معلوم ہوگا، مگر اس حقیقت کو بہرحال نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ بی جے پی کی مرکزی وصوبائی حکومتیں اپنی سابقہ مدت کارکردگی میں کوئی ایسا کارنامہ انجام نہیں دے سکیں جسے دیکھتے ہوئے یقین کے ساتھ یہ کہا جاسکے کہ ان اسمبلی انتخابات میں ان صوبوں کے عوام بی جے پی کو ایک بار پھر اقتدار کے گلیاروں تک پہنچانے کے لیے بیتاب ہیں۔ ہمارے ملک کا ووٹر اب کافی ہوشیار ہوچکا ہے۔ بی جے پی ہندو مسلمان کرکے کافی کامیابی حاصل کرچکی ہے مگر اس مرتبہ اس کی ہزار کوششوں کے باوجود اس کی ہندو مسلمان کو تقسیم کرنے کی دیرینہ سازش کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔ جس وقت یہ سطریں زیر قلم ہیں پنجاب، اتراکھنڈ، گوا میں مکمل اور اتر پردیش میں ۵ مراحل مکمل ہوچکے ہیں جن میں ڈھائی سو امیدواروں کی قسمت کا فیصلہ ای وی ایم میں محفوظ ہوچکا ہے۔ عوام کے موڈ کو سمجھنے والوں کا کہنا ہے کہ ابھی تک تو ہر جگہ بی جے پی اپنی منزل سے دور ہی نظر آرہی ہے جس کی وجہ سے اپوزیشن کے حوصلے کافی بلند ہیں اور یہ اپوزیشن کے حوصلوں کی بلندی ہی ہے کہ ایک بار پھر اپوزیشن اتحاد کی آوازیں آنی شروع ہوگئی ہیں۔ دراصل بی جے پی اور اس کی قیادت نے اپنی سرگرمیوں سے مسلسل یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ اسمبلی انتخابات پارلیمانی انتخابات ۲۰۲۴ء کے لیے سیمی فائنل ثابت ہوں گے۔

(باقی ص۴ پر)

اندر پڑھیے
• بدمزاجی انسانی رشتوں کے لیے زہر قاتل ص۵ • غیر مسلموں میں شادی کا رجحان: علاج اور اسباب ص۸
• پیکر اخلاص و وفا مولانا محمد یونس قاسمیؒ ص۹ • ماہِ شعبان المعظم کے فضائل و اعمال: قرآن وسنت کی روشنی میں ص۱۰

افغانستان: طالبان حکومت سے پاکستان ناراض؟

پاکستان کی حکومت افغان طالبان سے ناراض نظر آرہی ہے، حکومت پاکستان کی ناخوشی کا اندازہ اس وقت ہوا جب پاکستان کے ایک سرکردہ سیکورٹی عہدیدار نے یہ کہا کہ اسلام آباد کو کابل میں قائم طالبان حکومت سے کوئی امید اور توقعات نہیں ہیں، پاکستانی عہدیدار نے وجہ بتائی کہ دہشت گرد نیٹ ورک اب بھی خانہ جنگی سے دوچار ہے نیز ملک میں سرگرم عمل ہے اور اب بھی افغان سرزمین کو پاکستان کے خلاف سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کی امور خارجہ کمیٹی کو رپورٹ دیتے ہوئے عمران خان حکومت کے مشیر قومی سلامتی معید یوسف نے کہا کہ افغان میں ممنوعہ تحریک طالبان کی پاکستان میں موجودگی سے پاکستان کو خطرات لاحق ہیں۔ افغانستان میں اس تنظیم کا نیٹ ورک سرگرم ہے اور پاکستان کے خلاف سرگرمیوں کے لیے افغان سرزمین کو استعمال کیا جارہا ہے۔ پاکستانی عہدیدار نے کہا کہ پاکستان کی حکومت کو افغانستان کی طالبان حکومت سے توقع نہیں کی کہ وہ تمام مسائل کا کوئی حل تلاش کرے گی۔ اس دوران اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انٹونیو گوٹیرس نے طالبان پر زور دیا ہے کہ وہ خواتین اور بچوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ سیکریٹری جنرل نے عالمی برادری سے کہا کہ وہ افغانستان کو منجمد کی گئی امداد جلد بحال کرے تا کہ غریب افغان خاندانوں میں خوراک کی خاطر بچوں کو فروخت کرنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہوسکے۔ یہ انتہائی شرمناک بات ہے کہ دنیا میں ۵۷ مسلم ممالک موجود ہیں اور افغانستان میں غریب بھوک پیاس مٹانے کے لیے اپنے بچوں کو فروخت کررہے ہیں۔ افغانستان میں غربت اور بے روزگاری اپنی انتہا پر ہے اور عوام دانے پانی کو ترس رہے ہیں۔

سکریٹری جنرل اقوام متحدہ کی اس اپیل پر طالبان کو مثبت ردّعمل ظاہر کرنا چاہیے کہ وہ اپنے بہتر طرزِ عمل کے ذریعے عالمی رائے اپنے موافق بنائیں اور بنیادی انسانی حقوق سربلند رکھے جائیں۔ طالبان خود اندرونی اختلافات کا شکار ہیں چنانچہ امریکی اتحادی افواج کی واپسی اور صدر افغانستان اشرف غنی کے ملک سے فرار ہونے کے بعد بظاہر طالبان نے اقتدار سنبھالا ہے لیکن اب تک بھی طالبان نے اپنی باقاعدہ حکومت تشکیل نہیں دی ہے، اس کی بنیادی وجہ طالبان قائدین کے آپسی اختلافات ہیں اور طالبان کے سرکردہ لیڈر اس بارے میں ہنوز ایک رائے نہیں ہوسکے ہیں کہ ملک کا نظام حکومت کس طرح ہو اور عنانِ اقتدار کن کے سپرد کیا جائے۔ صحافتی حلقوں میں اس اطلاع سے سنسنی ہے کہ طالبان نے دو افغان صحافیوں کو گرفتار کرلیا ہے جو ایک مقامی نیوز چینل کے لیے کام کررہے تھے۔ انسانی حقوق تنظیموں اور اقوامِ متحدہ نے بھی کہا کہ دو خاتون جہدکار لاپتہ ہیں۔ صحافیوں کی نئی افغان میڈیا ایسوسی ایشن نے صحافت اور صحافیوں کو درپیش مسائل پر فکرمندی ظاہر کی ہے۔ طالبان کا نام لیے بغیر کہا گیا ہے کہ چینل آفس کے سامنے نقاب پوش گن مین نے رپورٹرس کو تحویل میں لیا ہے۔ طالبان حکام نے اس واقعہ کی تحقیقات کا تیقن دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی امداد مشن نے صحیفہ نگاروں کی گمشدگی پر تشویش ظاہر کی ہے۔ اقوامِ متحدہ نے طالبان سے کہا ہے کہ وہ عوام کو بتائیں کہ کیوں انھوں نے نیوز رپورٹرس کو قید رکھا ہے۔ طالبان سے عالمی ادارہ نے کہا کہ وہ افغان عوام کے حقوق کا لحاظ رکھیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ طالبان غیر مشروط طور پر گرفتار صحافیوں کو رہا کریں۔ ❑❑

سعودی عرب: ایران سے براہِ راست مذاکرات جاری رہیں گے: وزیر خارجہ

سعودی وزیر خارجہ فیصل بن فرحان نے ایران کے ساتھ براہِ راست مذاکرات کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بات چیت کے چار ادوار میں ٹھوس پیش رفت نہ ہونے کے باوجود مذاکرات جاری رکھیں گے۔ عرب نیوز کے مطابق میونخ سیکورٹی کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان السعود نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ براہِ راست مذاکرات کے چار ادوار میں ناکامی کے باوجود پانچویں دور میں شریک ہوں گے تاہم سعودی وزیر خارجہ نے خبردار کیا ہے کہ اگر ایران کے ساتھ ۲۰۱۵ء میں ہونے والا جوہری معاہدہ بحال ہوا تو اس اقدام کو علاقائی خدشات دور کرنے کا صرف ابتدائی نقطہ سمجھا جائے۔ حتمی طور پر معاملات طے پانے کے لیے ایران کو بنیادی مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ خواہش کا اظہار کرنا ہوگا۔ اس موقع پر سعودی وزیر خارجہ نے شکوہ کیا کہ اب تک ایران کی جانب سے ان نکات پر ٹھوس پیش رفت دِکھائی نہیں دی، جو دونوں ممالک کے درمیان مفاہمت کے لیے بے حد ضروری ہے۔ میونخ میں کانفرنس سے ایران کے وزیر خارجہ حسین امیر عبدالہیان نے بھی خطاب کیا۔ انھوں نے بھی اس خواہش کا اعادہ کیا کہ ایران جتنا ممکن ہو اتنی جلدی ایک اچھا معاہدہ کرنا چاہتا ہے تاہم ایسا تب ہی ممکن ہے جب دوسرا فریق بھی سیاسی فیصلہ کرے۔ ایران کے وزیر خارجہ حسین امیر نے امریکہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ قیدیوں کا تبادلہ ایک انسانی مسئلہ ہے جس کا جوہری معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا امریکہ فوری طور پر اس مسئلے کو حل کرے۔ قیدیوں کے تبادلے کے حوالے سے امریکہ کی جانب سے ایران کے ساتھ براہِ راست مذاکرات کی سربراہی کرنے والے رابرٹ مالے نے ایران سے چودہ امریکی شہریوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا جسے ایران نے امریکہ میں قید اپنے شہریوں سے مشروط کیا تھا۔

تنہا سفر کرنے والی خواتین کیلئے مدینہ منورہ دنیا کا محفوظ ترین شہر قرار

سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ کو تنہا سفر کرنے والی خواتین کے لیے دنیا کا محفوظ ترین شہر قرار دیا گیا ہے۔ خلیج ٹائمز کے مطابق برطانوی ٹریول کمپنی کی جانب سے تنہا سفر کرنے والی خواتین کے لیے محفوظ شہروں پر ایک سروے جاری کیا گیا ہے۔ سروے میں خواتین کے رات کے اوقات میں محفوظ تنہا سفر اور صنفی بنیاد پر حملے کے خطراب کا جائزہ لیا گیا اور دونوں شعبوں میں شہروں کو دس میں سے نمبر دیئے گئے۔ سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ نے ان دونوں معاملات میں دس میں سے دس نمبر حاصل کیے اور خواتین کے لیے دنیا کا محفوظ ترین شہر قرار پایا۔ اسی طرح متحدہ عرب امارات کا شہر دبئی تیسرے نمبر پر خواتین کے لیے دنیا کا محفوظ ترین شہر ہے جس کے خواتین کے رات کے اوقات میں محفوظ تنہا سفر پر ۹ء۴۳ نمبر اور صنفی بنیاد پر حملے کے خطرات پر ۸ء۶۴ لیے ہیں۔ سروے میں تھائی لینڈ کا شہر چیانگ مائی دوسرے، جاپان کا کیوتو چوتھے اور چین کے زیر انتظام علاقہ مکاؤ پانچویں نمبر پر خواتین کے لیے محفوظ قرار پایا۔

اردن میں نو ہزار سال قدیم کھنڈرات دریافت

اردن کے ماہر آثار قدیمہ نے بین الاقوامی معاونت کے ساتھ ملکی صحرائی علاقے کے ایک دور کے حصے میں ایسے کھنڈرات دریافت کیے ہیں، جو قریب قریب نو ہزار برس پرانے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ کھنڈرات میں دریافت ہونے والا کمپلیکس اس دور میں ہرن کے شکاریوں کے زیر استعمال بھی رہا ہوگا۔ ایسا بھی خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ ہرن کا شکار قدیمی آباد کاروں کی عبادتی رسومات کا حصہ تھا اور یہ شکاریوں کے کیمپ کی جگہ تھی۔

کھدائی کا عمل

اردنی صحرا میں کھدائی کے عمل میں ملکی ماہرین کے علاوہ فرانسیسی آرکیالوجسٹ بھی شامل ہیں۔ اس صحرائی علاقے میں کھدائی گزشتہ برس اکتوبر میں شروع کی گئی تھی۔ قریب چار پانچ ماہ کی انتہائی محتاط اور شدید گرمی میں جاری رکھی گئی کھدائی کے بعد ماہرینِ آثار قدیمہ کو کھنڈرات دریافت کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اس کھدائی کے دوران ماہرین کو ڈھائی سو سے زائد قدیمی نوادرات بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان نوادرات میں دو مجسّمے بھی شامل ہیں، جن پر انسانی چہروں کو تراشا گیا تھا اور رسومات میں استعمال ہونے والے جانوروں کے نمونے بھی ملے ہیں۔

پتھر کے دور کا مقام

ماہرین کا خیال ہے کہ جو جانوروں کے نمونے دستیاب ہوئے ہیں، ان کو شکاری ہرن ہلاک کرنے سے قبل ماورائی قوتوں کی خوشنودی کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس مقام سے تلاش کی جانے والی دیگر اشیا میں پتھر کی بنی ہوئی ایک لمبی دیوار بھی ہے، جس کے پہلو میں وہ ہرنوں کو اپنے شکاری جالوں میں پھنسایا کرتے تھے۔

کئی کلومیٹر لمبی ایسی دیواروں کو اس قدیمی دور میں 'ڈیزرٹ کائیٹس' کا نام دیا گیا تھا۔ ایسی دیواریں مشرقِ وسطیٰ کے بے آب و گیاہ علاقوں میں تعمیر کرنے کا رواج قدیمی دور میں پایا جاتا تھا۔ ایسی دیواریں بعض ایشیائی ممالک میں بھی دریافت کی جاچکی ہیں۔ ماہرین کو یقین ہے کہ اردنی صحرا میں دریافت کی جانے والی 'ڈیزرٹ کائیٹ' سب سے قدیم ہوسکتی ہے۔

ڈیزرٹ کائیٹس سب سے قدیم تعمیرات

آرکیالوجسٹس کا کہنا ہے کہ دنیا بھر میں جہاں ایسی لمبی دیواریں دریافت کی گئی ہیں، وہ بلاشبہ قدیمی ادوار میں انسانوں کے ہاتھوں سے بنائی جانے والی سب سے پرانی تعمیراتی نشانیاں ہیں۔ ان دیواروں کو حجری دور کے اور اس کے بعد کے انسان اپنی شکاری مہموں کے لیے استعمال کرتے تھے۔ ان دیواروں کے قریب پرانے دور کے انسان بڑے پیمانے پر شکار کیا کرتے تھے۔ اردنی صحرا میں ملنے والی ڈیزرٹ کائیٹ کے حوالے سے ماہرینِ آثار قدیمہ کی ٹیم کے شریک ڈائریکٹر وائل ابوعزیزہ کا کہنا ہے کہ حالیہ دریافت میں ملنے والے کھنڈرات کا مقابلہ کوئی قدیمی علاقہ نہیں کرسکتا۔

دریچۂ پاکستان — شیخ خالد زاہد

چین میں پاکستان کی سفارتی شکست

پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان گزشتہ ہفتے چین کے چار روزہ دورے پر گئے تھے۔ بظاہر اس دورے کا مقصد بیجنگ میں XXIV سرمائی اولمپکس کی افتتاحی تقریب میں شرکت بتایا گیا تھا، لیکن عمران خان کے ساتھ ایک بہت بڑا وفد تھا جس میں پاکستان کے وزیر خارجہ، وزیر خزانہ، وزیر منصوبہ بندی، وزیر اطلاعات، قومی سلامتی کے مشیر، کامرس کے مشیر اور چین-پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کے معاون خصوصیت سے شامل تھے، تاہم پاکستانی وزیر اعظم اور ان کی ٹیم اس وقت ششدر رہ گئی جب انھیں بتایا گیا کہ اہم میٹنگ میں سے ایک ورچوئل موڈ میں ہوگی، حالانکہ پاکستانی وفد بیجنگ میں موجود تھا۔ چین کے نیشنل ڈیولپمنٹ اینڈ ریفارم کمیشن (این ڈی آر سی) کے چیئرمین اور چینی عوامی سیاسی مشاورتی کانفرنس کے وائس چیئرمین ہی لائفنگ سے ملاقات ورچوئل طور پر ہوگی نہ کہ میز پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ کر۔ درحقیقت یہ چین کا مکمل طور پر ایک غیر سفارتی قدم تھا اور شاید اس نے پاکستان اور اس کی قیادت کو اس کی اوقات بتانے کے لیے اُٹھایا تھا، کیونکہ عملی طور پر جب کسی بھی ملک کا وزیر اعظم یا صدر کسی دوسرے ملک جاتا ہے تو اس کے پروگرام کے تحت ہونے والی چھوٹی سے چھوٹی ملاقات کی ساری چیزیں پہلے سے طے شدہ ہوتی ہیں، جن میں ترمیم بہت کم کی جاتی ہے اور اگر کی بھی جاتی ہے تو اس طرح سے نہیں کی جاتی ہے کہ آپ مہمان کے ساتھ اپنے دفتر یا گھر میں نہ مل کر اس سے ذاتی طور پر ملنے سے بھی گریز کریں۔ سفارتی حلقوں میں ایسی نظیر بہت کم نظر آتی ہے۔ عمران خان کا دورہ چین ایک ایسے وقت ہوا ہے جب پاکستان اپنے آپ کو معاشی مسائل کی دلدل میں پھنستا ہوا پا رہا ہے۔ ایک طرف تو پاکستان کی معیشت بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے اور دوسری طرف ملک کے اندر خاص طور پر شورش زدہ بلوچستان کے علاقے اور افغان سرحد پر سیکورٹی کی صورتحال نے عمران خان کی مشکلات میں اضافہ کردیا ہے۔

پاکستان اس وقت مہنگائی اور غیر ملکی امداد نہ ملنے کی وجہ سے شدید معاشی مشکلات کا شکار ہے۔ معاشی مشکلات کو کم کرنے کے لیے عمران خان نے چین سے پانچ بلین ڑالر کے قرض کی درخواست کی۔ دیگر رپورٹس میں کہا جارہا ہے کہ پاکستان چین سے پانچ بلین ڈالر اور روس اور قزاقستان سے ایک بلین ڈالر قرضے کا طالب ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (آئی ایم ایف) سے چھ ارب ڈالر کے معطل شدہ قرضہ پروگرام کو بحال کرنے کے لیے بھی کوشاں ہے۔

سی پیک منصوبہ جس کی شروعات ۲۰۱۳ء میں کی گئی تھی، وہ چین کے شمال مغربی سنکیانگ ایغور خودمختار علاقے اور پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں گوادر کی بندرگاہ کو جوڑتا ہے جو ۳۰۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتا ہے اور کئی نئے بنیادی ڈھانچے کے منصوبے بھی اس میں شامل ہیں۔ بھارت نے بارہا چین سے سی پیک پر احتجاج کیا ہے کیونکہ یہ پاکستان کے زیر قبضہ کشمیر میں بھی زیر تعمیر ہے۔

پچھلے سال امریکہ میں قائم بین الاقوامی ترقی کی تحقیقی لیب ایڈ ڈیٹا کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ سی پیک کے تحت چینی ترقیاتی فنانسنگ کا ایک بڑا حصہ قرضوں پر مشتمل ہے جو گرانٹس کے برعکس موجودہ تجارتی مارکیٹ کی شرح سود پر دیئے گئے ہیں، جو دوطرفہ تعلقات کے لیے ایک معمول ہے۔

پاکستانی روزنامہ ڈان نے اس سے قبل اس رپورٹ کے اقتباسات چھاپے تھے، جس کے مطابق پاکستان کو تمام چینی ترقیاتی مالیات کا تقریباً نصف برآمد خریداروں کے کریڈٹ کی شکل میں ملا تھا اور اسے پاکستان نے چینی عمل درآمد کرنے والے شراکت داروں کو ادائیگی کرنے اور آلات کی خریداری کے لیے استعمال کیا تھا۔ گزشتہ سال ستمبر میں اپنے اداریے میں ڈان نے تبصرہ کیا تھا کہ انفرااسٹرکچر اسکیموں کے لیے چینی فنانسنگ کی نوعیت کے بارے میں ۲۰۱۵ء سے پاکستان میں چلائے جانے والے پروجیکٹوں کے لیے زیادہ وفافیت کی ضرورت ہے۔ اور سی پیک کے ساتھ تجارت اور تعاون کو بڑھانے پر زور دیا ہے۔ ۲۰۱۵ء میں شروع کیا گیا سی پیک چین کے بیلٹ اینڈ روڈ انی شیٹو (بی آر آئی) کا اہم منصوبہ ہے جس کے تحت چین سے توقع تھی کہ بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری آئے گی، جس سے پاکستان کے لوگوں کے لیے روزگار کے ہزاروں مواقع پیدا ہوں گے، تاہم عمران خان کی حکومت نے قومی احتساب بیورو نیب کے خوف کی وجہ سے سنگین معاشی صورتحال اور بیوروکریسی کے عدم تعاون کی وجہ سے سی پیک کے منصوبوں کے تعطل کا مشاہدہ کیا ہے۔

دوسری جانب سی پیک کے ناقدین کا کہنا ہے کہ اب تک جو معلومات عوامی طور پر مہیا کرائی گئی ہیں، ان کے مطابق سی پیک سے صرف سات ہزار پاکستانیوں کو روزگار مل سکے گا جبکہ دوسری جانب اسی ہزار چینی شہری اس میں روزگار پاسکیں گے اور انھیں پاکستانیوں سے زیادہ سہولیات حاصل ہوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کا کہنا ہے کہ مجموعی طور پر چین سی پیک کے ذریعے پاکستان کے وسائل اور بنیادی ڈھانچے کو اپنی تجارت کے فروغ کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ابھی حال ہی میں کچھ غیر مستند رپورٹس سامنے آئی ہیں جن کے مطابق پاکستان کے سندھ صوبے میں ٹکراپار کے علاقے میں چینی ماہرین نے کوئلے کے بڑے ذخائر کا پتہ لگایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کوئلے کو سی پیک میں شامل مختلف چینی کمپنیاں کوئلے کی کان کنی کریں گی اور یہ کوئلہ ان چینی کمپنیوں کو فروخت کیا جائے گا، جو پاکستان کے سندھ اور بلوچستان کے صوبوں میں بجلی پیدا کرنے والے مختلف منصوبوں کی تعمیر کررہے ہیں۔ یعنی جو کوئلہ پاکستان میں موجود ہے اور جو بجلی پاکستان میں تیار ہوگی اس کا فائدہ پاکستانی عوام کو نہیں بلکہ چینی کمپنیوں اور چینی حکومت کو ملے گا۔

اپنی ملاقاتوں کے دوران وزیر اعظم عمران خان نے جموں وکشمیر میں مبینہ بھارتی مظالم پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ بھارت میں اقلیتوں پر ظلم علاقائی امن اور استحکام کے لیے خطرہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بھارت میں عسکریت پسندی، علاقائی استحکام کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ انھوں نے بھارت کے جارحانہ رویے اور مروّجہ ہندوتو نظریے کو علاقائی امن کے لیے خطرہ اور خطے کے دیرپا عدم استحکام کی وجہ قرار دیا۔ خان کا یہ تبصرہ بیجنگ میں چین کے معروف تھنک ٹینک، یونیورسٹیوں اور پاکستان اسٹڈی سینٹر کے سربراہان اور نمائندوں کے ساتھ ایک خصوصی جلاس میں آیا۔

افغانستان کے حوالے سے دونوں رہنماؤں نے تسلیم کیا کہ ایک پرامن اور مستحکم افغانستان خطے میں اقتصادی ترقی اور رابطوں کو فروغ دے گا اور عالمی برادری پر زور دیا کہ وہ (باقی صـ۱۴ـ پر)

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بدعنوانی کا دور دورہ آخر حل کیا ہے؟

ہندستان میں بدعنوانی روزمرہ کا معمول بن چکی ہے اور شاید کوئی شعبہ ہو جہاں بدعنوانی کا نیٹ ورک موجود نہ ہو۔ جس شعبہ کے پاس وسائل جتنے زیادہ ہوتے ہیں اس میں اتنی ہی زیادہ بدعنوانی پائی جاتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے محترم وزیر اعظم ہر روز کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی موقع پر یہ اعلان کرنا نہیں بھولتے کہ ملک سے رشوت خوری اور بدعنوانی ختم کرنا ہماری حکومت کی اوّلین ترجیح ہے مگر اس کے باوجود آج صورتحال یہ ہے کہ ہر روز کسی نہ کسی شعبہ میں چھوٹی بڑی بدعنوانی اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہے۔ اس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جب بدعنوانی اور رشوت خوری کا کوئی معاملہ سامنے آتا ہے تو جب تک سیاسی حلقوں اور عوامی سطح پر اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھتی اس وقت تک نہ حکومت کی آنکھ کھلتی ہے اور نہ ہی متعلقہ شعبہ کی نیند ٹوٹتی ہے۔ ہمارے یہاں جتنی چھوٹی بدعنوانی ہوتی ہے حکومت کی سرگرمی اتنی ہی بڑھی ہوئی لگتی ہے اور بدعنوانی کا معاملہ جتنا بڑا ہوتا ہے اتنا ہی اس کے سامنے آنے میں وقت لگتا ہے اور جب تک معاملہ سامنے آتا ہے بدعنوان شخص ملک سے باہر جا چکا ہوتا ہے۔ ہر ایک کی حصہ داری تقسیم ہو چکی ہوتی ہے اور پھر حکومت کے حصہ میں صرف بدعنوان شخص کی ملک میں بچی کھچی جائیداد ہی آپاتی ہے اس لیے کہ ملک سے باہر بھاگ جانے والے بدعنوان شخص پر مقدمہ دشوار ترین مراحل سے گزرتا ہوا سالوں سال تک جاری رہتا ہے اور آخر ایک نہ ایک دن وہ مقدمہ عدالتوں کے دروازے پر دم توڑ دیتا ہے۔ جس معاملہ پر سیاسی طوفان زور پکڑ لیتا ہے تو حکومت اس پر ایک جانچ کمیٹی بٹھا دیتی ہے اور پھر وہ سیاسی بیان بازی بھی ختم ہو جاتی ہے اور معاملہ خاموشی کے گہرے غار کی نذر ہو جاتا ہے اور وقت کی آندھی سب کچھ اُڑا کر لے جاتی ہے۔ ہرشد مہتا، نیرو مودی، میہل چوکسی اور وجے مالیا کے لاکھوں کروڑ کے گھوٹالوں کا حال آپ سب کے سامنے ہے جن کے بارے میں آج اخبارات میں شاید ہی کوئی خبر سامنے آتی ہوگی۔ ابھی حال ہی میں بائیس ہزار آٹھ سو بیالیس کروڑ روپے کی ایک بڑی بدعنوانی سامنے آئی ہے جسے جہاز بنانے اور ان کی مرمت کرنے والی کمپنی اے بی جی شپ یارڈ نے انجام دیا ہے۔ اس کمپنی کے شپ یارڈ بھی گجرات کے داہود اور سورت شہروں میں ہیں۔ اب بینکوں کی شکایت پر اس کمپنی کے دستاویز کی جانچ کی جا رہی ہے۔ یہ اب تک کا سب سے بڑا بینک فراڈ ہے۔ جس حساب سے یہ فراڈ کیا گیا ہے اس حساب سے تو پہلے فراڈی لوگ اس کے مقابلہ پر کافی غریب نظر آنے لگیں گے۔

اے بی جی بینک فراڈ میں کوئی ایک دو بینک نہیں بلکہ اٹھائیس بینک شامل ہیں۔ اس کمپنی پر سب سے زیادہ سات ہزار کروڑ سے زائد صرف آئی سی آئی بینک کا قرض ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ستائیس بڑے بینک بھی اس فراڈ کا شکار ہوئے جن میں آئی ڈی بی آئی، پی این بی اور بینک آف بڑودہ بھی شامل ہیں۔ کمپنی نے یہ قرض ۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۷ء کے درمیان کے پانچ سالوں میں لیا تاہم اس سلسلہ میں آنے والی ایک رپورٹ کے مطابق کمپنی نے بینکوں سے لیے گئے قرض کی رقم کو دوسرے ملکوں میں بھیج دیا جہاں اس رقم سے جائیدادیں خریدی گئیں۔ کمپنی نے بینکوں سے یہ رقم بھی غیر قانونی طریقہ پر حاصل کی تھی اور پھر اس نے ہیرا پھیری کے ذریعہ یہ رقم ٹھکانے لگا دی۔ ظاہر ہے یہ سب کوئی اچانک یا چند دنوں کے اندر نہیں ہوا ہوگا جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ حکومت نے ۲۰۱۶ء میں ہی بینکوں کے بھاری بھر کم قرضوں کو این پی اے میں ڈال دیا تھا۔ حیرت ناک بات یہ ہے کہ اس کمپنی کی سب سے بڑی دھوکہ دھڑی کے خلاف پہلی بار شکایت ۲۰۱۹ء میں سامنے آئی۔ اس معاملہ میں کمپنی کے سابق چیئرمین رشی کملیش اگروال اور دوسرے آٹھ لوگوں کے خلاف سی بی آئی نے معاملہ درج کیا ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ رشی کملیش پہلے ہی سنگاپور فرار ہو چکا ہے اور وہاں مزے سے زندگی گزار رہا ہے۔ دراصل وہ پہلے ہی مالیا اور نیرو مودی کا معاملہ دیکھ چکا ہے کہ حکومت جتنا شور مچاتی ہے اتنا کرتی نہیں ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اس نے مالیا اور نیرو مودی کے فراڈ کو بھی مات دیتے ہوئے ان سے بھی بڑا فراڈ کیا اور خاموشی کے ساتھ سنگاپور پہنچ گیا۔

اے بی جی شپ یارڈ کمپنی کا یہ تازہ فراڈ گزشتہ کچھ سالوں سے بینکوں کے ساتھ ہونے والی دھوکہ دھڑی کی صرف ایک نئی کڑی ہے۔ اس میں حیرانی کی بات صرف یہ ہے کہ اس طرح کی بدعنوانیوں کے سامنے آتے رہنے کے باوجود ایسے بدعنوانی کے معاملات پر لگام لگنے کے بجائے جلد ہی کوئی اس سے بھی بڑا معاملہ سامنے آ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ ایک ایسے وقت میں بھی جاری ہے جب ملک کو معاشی و اقتصادی طور پر زبردست جھٹکے لگ چکے ہیں۔ یہاں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ آخر بدعنوانی کے خاتمہ کو اپنی اوّلیت قرار دینے والی حکومت ہر جھٹکے کے بعد خوابِ غفلت کا کیسے شکار ہو جاتی ہے جبکہ اسے پہلے ہی جھٹکے پر بیدار ہو جانا چاہیے تھا مگر ایک کے بعد ایک فراڈ بھی اسے بیدار کرنے میں ناکام ہی ثابت ہو رہا ہے، اور اس طرح بدعنوانی کے یہ روزمرہ وقوع پذیر ہونے والے معاملات ملک کے لیے ایک چیلنج بن چکے ہیں۔

قرض وصولی کا بینکوں کا اپنا ایک نظام ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر قرض کی قسط کی وصولی میں دیر ہو جاتی ہے تو بینک کی طرف سے تقاضہ شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مقروض کے گھر پر نوٹس چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ بعض علاقوں میں تو مقروض کو بیدار کرنے کے لیے اس کے گھر پر ڈھول بھی بجوا دیا جاتا ہے لیکن ایسا معوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک عام آدمی کے لیے ہے، بھلے ہی اس پر قرض ہزاروں میں ہی ہو جبکہ ہزاروں کروڑ روپے کے قرض داروں کو کسی ایسے مرحلے سے گزرنا نہیں پڑتا، اس کا صاف مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ بینک کے اعلیٰ افسران تک بھی اس میں ملوث ہوتے ہیں جیسا کہ گزشتہ بینک فراڈوں کی جانچ رپورٹوں سے اچھی طرح سامنے بھی آ چکا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ جب ریزرو بینک کے ضابطوں کے مطابق ہر سال بینکوں کو آڈٹ کرانا لازمی ہے تو آخر ایسے فراڈوں پر آڈیٹرس کی نظر کیوں نہیں جاتی، اس کا مطلب تو یہی لگایا جائے گا کہ یا تو آڈٹ میں غفلت سے کام لیا جاتا ہے یا پھر دولت کی چمک سے آنکھوں کی روشنی چلی جاتی ہے۔ دراصل بینکوں کی ایک عام روش یہ بھی ہے کہ جو بینک اپنے قرض داروں سے کسی وجہ سے قرض وصول نہیں کر پاتے تو انھیں پہلے این پی اے میں ڈال دیتے ہیں اور جب این پی اے کی رقم زیادہ ہو جاتی ہے تو اسے بٹہ کھاتہ میں ڈال دی جاتی ہے اور آخر کار پھر اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے بینکنگ نظام میں این پی اے کا کھیل کافی بڑا ہے۔ ابھی حال ہی میں آر بی آئی کی جو رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں ساڑھے نو لاکھ کروڑ کا بیڈ لون بٹہ کھاتے میں ڈالا گیا ہے اور حالانکہ گزشتہ سالوں میں این پی اے کم ہوا ہے لیکن سچائی یہ ہے کہ بینکوں نے پانچ سالوں میں جتنے قرض کی وصولی کی اس سے دوگنی رقم بٹہ کھاتہ میں ڈالی ہے۔ بینکوں کی بیلنس شیٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں اصلاح کی رفتار بے حد سست ہے اور بینکوں کے گھاٹے کو حکومت کبھی بینکوں کے انضمام اور کبھی بینکوں میں بڑی بڑی رقومات ڈال کر بینکوں کی مالی حالت سدھارنے کی کوشش کرتی رہتی ہے لیکن صورتحال پھر بھی ’’ڈھاک کے وہی تین پات‘‘ کے مصداق سدھار سے محروم ہی رہتی ہے۔

بہرحال اے بی جی نے بینکوں سے جتنا بڑا فراڈ کیا ہے وہ اعلیٰ درجہ کے تحفظ کے بغیر ممکن ہی نہیں ہو سکتا جو جانچ کا موضوع ہونا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ کمپنی کے ذمہ داروں کے تار کن لوگوں سے جڑے ہوئے تھے۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج کساد بازاری، روز افزوں مہنگائی اور بے روزگاری کے دور میں ایک عام آدمی سڑک پر آ چکا ہے جبکہ ملک اور پوری قوم فراڈیوں، دغابازوں اور بدعنوانوں کے اقتصادی جرائم کی سزا بھگت رہی ہے اور اگر ہمارے حکمرانوں کے یہ ہی لیل و نہار رہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ ملک و قوم کا مستقبل کیا ہوگا۔ □□

جواھر القرآن

سورۂ الاحزاب-۳۳ | ترجمہ آیات:۸ | حضرت شیخ الہندؒ

○ تا کہ پوچھے اللہ سچوں سے ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب (ف۱)

فوائد: —— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ف۱ یعنی قول وقرار کے مطابق ان پیغمبروں کی زبانی اپنے احکام خلق کو پہنچائے اور حجت تمام کر دے تب ہر ایک سے پوچھ پاچھ کرے گا تا کہ سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو اور منکروں کو سچائی سے انکار کرنے پر سزا دی جائے۔ جنگ الاحزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے سچے پیغمبر اور مومنین اور ان کے بالمقابل جھوٹے منافقوں اور منکروں کے کچھ احوال اور ان کے ظاہری ثمرات ونتائج ذکر کیے ہیں۔

انوارِ احادیث

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں وہ وصیت نہ بتاؤں جو (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو کی تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا: (حضرت) نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو وصیت میں فرمایا: میرے بیٹے! تم کو دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں۔ ایک تو میں تمھیں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کے کہنے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اگر یہ کلمہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور تمام آسمان وزمین کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا اور اگر تمام آسمان وزمین کا ایک گھیرا ہو جائے تو بھی یہ کلمہ اس گھیرے کو توڑ کر اللہ تعالیٰ تک پہنچ کر رہے گا۔ دوسری چیز جس کا حکم دیتا ہوں وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کا پڑھنا ہے کیونکہ یہ تمام مخلوق کی عبادت ہے اور اسی کی برکت سے مخلوقات کو روزی دی جاتی ہے۔ اور میں تم کو دو باتوں سے روکتا ہوں شرک سے اور تکبر سے کیونکہ یہ دونوں برائیاں بندہ کو اللہ تعالیٰ سے دُور کر دیتی ہیں۔ (بزار، مجمع الزوائد)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہا اس کو یہ کلمہ ایک دن (یومِ قیامت) ضرور فائدہ دے گا (نجات دلائے گا) اگر چہ اُس کو کچھ نہ کچھ سزا پہلے بھگتنا پڑے۔ (بزار، طبرانی، ترغیب)

سماجی انصاف کے نام پر جنوبی ہند سے اُٹھی سیاسی اتحاد کی آواز

کیا سیاسی پارٹیاں توجہ دیں گی؟

صفحہ اوّل کا بقیہ

خود وزیر داخلہ مسٹر امت شاہ بار بار یوپی آ کر لوگوں سے یہ ہی کہہ رہے ہیں کہ ۲۰۲۴ء میں مودی کو تیسری بار اقتدار میں اسی وقت لایا جاسکتا ہے جب یوپی میں یوگی کو کامیابی سے ہمکنار کیا جائے جس سے بی جے پی کی بوکھلاہٹ صاف نظر آ رہی ہے جبکہ اپوزیشن کافی پر اعتماد نظر آ رہا ہے۔

یہ ایک تلخ سچائی ہے کہ حالیہ اسمبلی انتخابات میں اپوزیشن پارٹیوں کا کوئی سیاسی اتحاد دیکھنے کو نہیں مل سکا ہے، صرف سماجوادی پارٹی نے چند چھوٹی پارٹیوں کو ساتھ لے کر انتخابی معرکہ آرائی میں حصہ لیا ہے، ورنہ ہر پارٹی ''اکیلا چلو'' کی راہ پر ہی گامزن رہی ہے۔ دراصل اس کی اصل وجہ شمالی ہندستان میں سیاسی پارٹیوں کی آپسی بداعتمادی میں پوشیدہ ہے۔ شمالی ہند کی پارٹیوں میں ایک دوسرے کو دغا دینے کی جو رسم چلی ہوئی ہے وہی آپسی سیاسی اتحاد میں بڑی رکاوٹ ہے، تاہم ابھی حال ہی میں قومی سطح پر اپوزیشن پارٹیوں کے اتحاد کے لیے ایک آواز جنوبی ہندستان سے آئی ہے۔ تامل ناڈو کے وزیر اعلیٰ مسٹر ایم کے اسٹالن نے ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں کو ایک خط لکھ کر ملک کے سیاسی پس منظر میں سماجی حالات کی طرف توجہ دلانے اور اس کے لیے ایک متحدہ پلیٹ فارم تیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے جن سیاسی لیڈروں کو خط لکھا ہے ان میں مسز سونیا گاندھی سے لے کر راشٹریہ جنتا دَل کے رہنما لالو پرشاد یادو وغیرہ تمام چھوٹی بڑی پارٹیوں کے رہنما شامل ہیں۔ انھوں نے مس ممتا بنرجی اور مس مایاوتی کو بھی بطور خاص مخاطب کیا ہے۔

اس طرح مسٹر اسٹالن سماجی انصاف کی مہم کے نام پر پورے ملک کی اپوزیشن پارٹیوں کو ایک اسٹیج پر لانا چاہتے ہیں۔ اس کی اہم وجہ بھی ہے، ان کی ریاست تاملناڈو میں مرکز میں حکمراں پارٹی بی جے پی کافی کمزور حالت میں ہے اور اس کا سیاسی فلسفہ ہندوتوا بھی جنوب کے لوگوں کے گلے نہیں اتر پا رہا ہے۔

اگر ہم آزاد ہندستان کی سیاسی تاریخ کو دیکھیں تو تاملناڈو ہی ملک کا پہلا صوبہ ہے جس میں سماجی انصاف کا موضوع سب سے پہلے سیاسی حلقوں میں بحث کا موضوع بنا۔ تاملناڈو میں ہی آزادی سے پہلے قائم ہوئی جسٹس پارٹی نے مدراس کے رہائشی علاقوں میں پسماندہ سماج کو اقتدار میں حصہ دلانے کی مہم چلائی تھی اور غیر برہمن واد کی بنیاد پر دلت اور پسماندہ طبقات کو اس میں شامل کیا تھا۔

اس مہم کے سب سے بڑے رہنما آنجہانی راما سوامی نائینکر عرف پیریار نے تاملناڈو میں معاشرتی انصاف کو سیاست کا مرکز بنانے میں دوسرے سیاسی نظریات کو بھی متاثر کیا جس کے بعد دراوڑ کڑگم پارٹی کا قیام عمل میں آیا تاہم انھوں نے جب تاملناڈو کے عوام کو تامل یا دراوڑ قومیت کی طرف موڑنا چاہا تو آزادی کی لڑائی لڑ رہی کانگریس نے اس کے بجائے متحدہ قومیت کی بیداری مہم چلا کر تمل عوام کو اس سے جوڑنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ اس میں مسٹر کامراج ناڈار اور چکرورتی راج گوپالا چاریہ کی کارکردگی نے بہت اہم رول ادا کیا تھا۔

مسٹر کامراج خود پسماندہ طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ایک غریب آدمی کے نمائندہ کی شکل میں ان کی سیاسی پہچان بن چکی تھی۔ مہاتما گاندھی کے اصولوں سے متاثر ہوکر انھوں نے تمل ناڈو میں انگریزوں کے خلاف آزادی اور متحدہ قومیت کی جدوجہد کو عام لوگوں تک پھیلایا اور اس سلسلہ میں انھیں تامل عوام کی بھاری حمایت ملی۔ انھوں نے سماجی انصاف کو بھی کانگریس میں رہتے ہوئے عملی سطح پر لانے کی بھرپور کوشش کی اور حالانکہ وہ خود صرف پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کر سکے تھے تاہم انھوں نے تاملناڈو کے تعلیمی نظام کو حیرت انگیز طریقے سے اس وقت تبدیل کردیا جب راجاجی کے بعد وہ ۱۹۵۶ء میں اس صوبے کے وزیر اعلیٰ بنے۔

سب سے پہلے غریب اسکولی بچوں کے لیے مڈڈے میل اسکیم انھوں نے ہی شروع کی تھی لیکن مسٹر کامراج کی قیادت میں تاملناڈو عملاً جہاں سماجی انصاف کی طرف بڑھ رہا تھا اور صوبہ کی سرکاری ملازمتوں میں پسماندہ طبقات کو ریزرویشن دیا جا رہا تھا، اسی وقت مسٹر پیریار کے ایک شاگرد مسٹر سی ایم انادورائی نے راما سوامی نائینکر کی ذاتی زندگی سے متاثر ہوکر اپنی نئی پارٹی دراوڑ مونتر کڑگم بنائی، پھر انھوں نے نائینکر کے دراوڑ قومیت کے نظریہ سے خود کو الگ کرلیا اور دستورِ ہند کے تحت متحدہ قومیت کو سیاسی نظریہ کے طور پر تسلیم کرلیا۔ دراصل چونکہ دراوڑ قومیت کے نظریہ میں علیحدگی پسندی کا جذبہ کارفرما تھا جو ظاہر ہے آئین ہند اور متحدہ قومیت کے تناظر میں کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا تھا اسی لیے دراوڑ کڑگم کی الگ درواڑ قومیت کے نظریہ کو دیکھتے ہوئے ہندستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے دستورِ ہند میں یہ تبدیلی منظور کرائی تھی کہ ہر وہ پارٹی یا جماعت جو ہندستانی فیڈریشن کو توڑنے یا اس سے الگ ہونے کی بات کرتی ہے وہ ملکی انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتی جس کی وجہ سے مسٹر انادرائی نے اپنی پارٹی دراوڑ مونتر کڑگم کے نظریہ کو ہندستانی دستور کے مطابق قائم کرتے ہوئے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا اور ۱۹۶۲ء کے انتخابات میں ان کی پارٹی کو عوام کی حمایت بھی ملی۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں مسٹر کامراج کو کانگریس پارٹی کا قومی صدر بنا دیا گیا جس کے بعد انھوں نے وزیر اعلیٰ کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور ان کی جگہ مسٹر ایم بھکت وتسلم وزیر اعلیٰ بنے۔ حالانکہ بھکت وتسلم بھی پسماندہ طبقے سے تعلق رکھتے تھے مگر وہ کامراج کی عظیم وراثت کو نہیں سنبھال سکے اور ۱۹۶۷ کے اسمبلی انتخابات میں انادرائی کی دراوڑ مونتر کڑگم پارٹی کو اسمبلی میں زبردست اکثریت حاصل ہوگئی اور مسٹر انادرائی نے وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا۔

مسٹر انادرائی نے ہی اپنے دورِ اقتدار میں مدراس کہے جانے والے صوبہ کا نام بدل کر تاملناڈو کیا تھا مگر ان کی جلد ہی موت ہوگئی اور ۱۹۶۸ء میں مسٹر ایم کے اسٹالن کے والد مسٹر ایم کے کرونا ندھی وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھے، پھر ۱۹۷۸ء میں ان کے اپنی ہی پارٹی کے اہم لیڈر اور مقبول عام فلم اداکار ایم جی رام چندرن کے ان سے اختلاف کی وجہ سے رام چندرن نے انادرائی کے نام پر ہی اپنی الگ ''انادرمک پارٹی'' قائم کرلی۔ ۱۹۶۷ء سے آج تک تاملناڈو پر یہ دونوں پارٹیاں ہی حکومت کرتی آ رہی ہیں تاہم انادرمک کی سربراہ جے للیتا کی موت ہوجانے پر اب یہ پارٹی لاوارث ہوگئی ہے اور گزشتہ سال کے اسمبلی انتخابات میں مسٹر کرونا ندھی کی موت کے بعد درمک کی کمان سنبھال رہے مسٹر ایم کے اسٹالن کو تاملناڈو کی جنتا نے بھرپور حمایت دی۔ درمک نے یہ انتخاب کانگریس کے ساتھ اتحاد کر کے لڑا تھا۔

درمک خود کو اصولی طور پر کانگریس کے قریب پہلے سے ہی کہتی رہی ہے اور اب اس کے لیڈر ایم کے اسٹالن سبھی سیاسی پارٹیوں کو سماجی انصاف کے نام پر ایک اسٹیج پر لانا چاہتے ہیں جن کا نظریہ کانگریس کے متحدہ ہندستان کے نظریہ سے ملتا جلتا ہے، یہی وہ نظریہ ہے جس کے مطابق ہندستان کی مختلف تہذیبوں کا اتحاد اور جغرافیائی خودمختاری انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

سماجی و معاشرتی انصاف کو یکساں سوچ (کامن فیکٹر) بنانے کے پیچھے بھی یہی مقصد کارفرما ہے کہ ہندستانی معاشرتی تخلیق میں تاریخی اور تہذیبی طور سے سب سے نیچے پائیدان پر کھڑے ہوئے لوگوں کو ان کے علاقہ اور ریاست کی پہچان کے طور پر ایک ہی چھت کے نیچے مشترک سیاسی پارٹیوں کے سائے میں مضبوط کیا جائے اور اسے سیاسی نظریہ میں بدلا جائے۔ اس میں کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ ٹکڑوں میں بکھری ہوئی اپوزیشن پارٹیاں کس طرح اپنی ذاتی خواہشات کو نظرانداز کر کے اس اسٹیج پر ساتھ آتی ہیں اس لیے کہ ابھی بھی جبکہ متحدہ قومیت اور سماجی انصاف پوری طرح راشٹرواد اور ہندوتوا کے نشانہ پر ہے اپوزیشن لیڈر اپنی ڈفلی اپنا راگ والی کہاوت کو سچ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایک طرف ممتا بنرجی ہیں جو صرف اپنی قیادت کی بنیاد پر سیاسی اتحاد کی خواہاں ہیں اور دوسری طرف تلنگانہ کے وزیر اعلیٰ کے سی راؤ ہیں جو ریاست میں اپنی سیاسی پکڑ کے زعم میں کسی کو بھی خاطر میں لانے کو تیار نہیں ہیں۔

بہرحال مسٹر اسٹالن کے ذریعہ سیاسی و سماجی اتحاد کا یہ پیغام بیحد اہم ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ سیاسی پارٹیاں اسے کس حد تک قبول کرتی ہیں اور کس حد تک اپنی سیاسی انا کو چھوڑتے ہوئے کم سے کم سماجی انصاف کے نام پر ہی سہی اپنے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ ▢▢

حالیہ اسمبلی انتخابات میں سماجوادی پارٹی کو چھوڑ کر ہر پارٹی ''اکیلا چلو'' کی راہ پر ہی گامزن رہی ہے۔ شمالی ہند کی پارٹیوں میں ایک دوسرے کو دغا دینے کی جو رسم چلی ہوئی ہے وہی آپسی سیاسی اتحاد میں بڑی رکاوٹ ہے، تاہم ابھی حال ہی میں قومی سطح پر اپوزیشن پارٹیوں کے اتحاد کے لیے ایک آواز جنوبی ہندستان سے آئی ہے۔ تامل ناڈو کے وزیر اعلیٰ مسٹر ایم کے اسٹالن نے ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں کو ایک خط لکھ کر ملک کے سیاسی پس منظر میں سماجی حالات کی طرف توجہ دلانے اور اس کے لیے ایک متحدہ پلیٹ فارم تیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔

چونکہ دراوڑ قومیت کے نظریہ میں علیحدگی پسندی کا جذبہ کارفرما تھا جو ظاہر ہے آئین ہند اور متحدہ قومیت کے تناظر میں کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا تھا اسی لیے دراوڑ کڑگم کی الگ درواڑ قومیت کے نظریہ کو دیکھتے ہوئے ہندستان کے پنڈت جواہر لال نہرو نے دستورِ ہند میں یہ تبدیلی منظور کرالی تھی کہ ہر وہ پارٹی یا جماعت جو ہندستانی فیڈریشن کو توڑنے یا اس سے الگ ہونے کی بات کرتی ہے وہ ملکی انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتی جس کی وجہ سے مسٹر انادرائی نے اپنی پارٹی دراوڑ مونتر کڑگم کے نظریہ کو ہندستانی دستور کے مطابق قائم کرتے ہوئے انتخابات میں حصہ لینا شروع کیا۔

سماجی و معاشرتی انصاف کو یکساں سوچ (کامن فیکٹر) بنانے کے پیچھے بھی یہی مقصد کارفرما ہے کہ ہندستانی معاشرتی تخلیق میں تاریخی اور تہذیبی طور سے سب سے نیچے پائیدان پر کھڑے ہوئے لوگوں کو ان کے علاقہ اور ریاست کی پہچان کے طور پر ایک ہی چھت کے نیچے مشترک سیاسی پارٹیوں کے سائے میں مضبوط کیا جائے اور اسے سیاسی نظریہ میں بدلا جائے۔ اس میں کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ ٹکڑوں میں بکھری ہوئی اپوزیشن پارٹیاں کس طرح اپنی ذاتی خواہشات کو نظرانداز کر کے اس اسٹیج پر ساتھ آتی ہیں اس لیے کہ ابھی بھی جبکہ متحدہ قومیت اور سماجی انصاف پوری طرح راشٹرواد اور ہندوتوا کے نشانہ پر ہے اپوزیشن لیڈر اپنی ڈفلی اپنا راگ والی کہاوت کو سچ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

میزان

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بدمزاجی انسانی رشتوں کے لیے زہر قاتل

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی صلاحیت بہت اچھی ہو، لیکن مزاج صحیح نہیں ہو تو لوگ آپ سے دور بھاگنے لگیں گے، بالکل اسی طرح جس طرح گہمن سانپ کے لعل کے حصول کا خواہشمند ہر آدمی ہوتا ہے، لیکن اس کی جو پھنکار ہوتی ہے اس سے ڈر کر آدمی اس کے قریب نہیں جاتا، اسی طرح با صلاحیت انسان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی خواہش ہوتی ہے، لیکن اس کی بدمزاجی، بے قابو زبان اور بداخلاقی کی وجہ سے انسان اس سے دوری بنائے رکھنے میں عافیت سمجھتا ہے، تاکہ وہ عزت نفس کے ساتھ جی سکے، جو لوگ بدمزاجوں سے قربت رکھتے ہیں، وہ کبھی بھی ذلیل ہو سکتے ہیں اور ان میں بے غیرتی کے جراثیم تیزی سے پروان چڑھنے لگتے ہیں۔

نفسیات کی زبان میں ایسے لوگوں کو ''ٹیکسک رویہ'' کا انسان کہا جاتا ہے، اس رویہ میں صرف برے تجربات ہی شامل نہیں ہوتے، کچھ ایسے معاملات بھی ہوتے ہیں، جنہیں آپ معمولی سمجھ کر گزر جاتے ہیں، لیکن وہ آپ کے دل کے نہاں خانوں میں جگہ بنا لیتے ہیں، تحت الشعور میں دبی یہ چنگاریاں مایوسی اور تناؤ کی شکل میں باہر آکر دوسروں کو رسوا کرنے کا کام کرتی ہیں، اس لیے ایسے لوگوں کی شناخت کر کے انہیں اپنی زندگی سے نکال دینے میں ہی عافیت ہے۔ اگر آپ ایسے لوگوں کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے رہے تو اس کا برا اثر آپ کی خود اعتمادی پر پڑتا ہے، اگر آپ کسی بات کو سچ سمجھتے ہیں تو اسے سچ کہنے کا حوصلہ جٹائیے، ہمیشہ خاموش رہ جانا مسئلہ کا حل نہیں ہوتا، کئی بار اہم معاملات پر اپنی رائے رکھنی بھی ضروری ہوتی ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے بدمزاجی ایک رویہ ہے، رویہ انسانی شخصیت کا بیان ہوتا ہے، برطانیہ کے سابق وزیر اعظم سرونسنٹ چرچل (۱۹۶۵-۱۸۷۴) کے مطابق رویہ ایک معمولی سی چیز ہے، لیکن انسانی شخصیت میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ رویہ کا انحصار بڑی حد تک انسان کے اپنے طرزِ فکر پر ہوتا ہے، اگر وہ تکبر اور ترفع کا شکار ہے، انا کا اسیر ہے تو اس کے بدمزاج ہونے کے امکانات زیادہ ہیں، ایسے لوگ اپنے رویہ پر قابو پانے میں ناکام ہوتے ہیں، وہ اگر زبان سے کچھ نہ بولیں تو ان کے چہرے بولنے لگتے ہیں، ان کی بدمزاجی کے آثار ان کے چہرے سے ظاہر ہونے لگتے ہیں، ایسے لوگوں پر جذباتی تاثر فوری طور پر غالب آجاتا ہے، ان کی شخصیت کی سب سے بڑی کمزوری ان کی انفعالیت ہوتی ہے، ایسا شخص اخلاق عادات کے اعتبار سے مضبوط نہیں ہوتا، اپنا فائدہ نظر آئے تو کچھ بھی کر گذرتا ہے، انفعالیت دربار خداوندی میں تو اچھی چیز ہے، لیکن بندوں کی بارگاہ میں یہ شخصیت کی کمزوری کو نمایاں کرتا ہے۔

بدمزاجی ایک منفی رویہ ہے، اس رویہ کا عادی شخص دوسرے کے کاموں میں خامیاں نکالنے اور تنقید کر کے نفسیاتی تسکین حاصل کرتا ہے۔ بد مزاج آدمی کا رویہ دھمکی آمیز بھی ہو سکتا ہے، وہ آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے بھی ہو سکتا ہے، اس کے باوجود یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بدمزاجی فطرت نہیں ہے، جسے بدلا نہ جا سکے، یہ ایک چال چلن

> **رویہ کا انحصار بڑی حد تک انسان کے اپنے طرزِ فکر پر ہوتا ہے، اگر وہ تکبر اور ترفع کا شکار ہے، انا کا اسیر ہے تو اس کے بدمزاج ہونے کے امکانات زیادہ ہیں، ایسے لوگ اپنے رویہ پر قابو پانے میں ناکام ہوتے ہیں، وہ اگر زبان سے کچھ نہ بولیں تو ان کے چہرے بولنے لگتے ہیں۔**

ہے، جسے مثبت رویہ اور صحیح سوچ کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے، اپنی سوچ کو مثبت اور غیر ضروری اندیشوں کے خول سے باہر لائیے، دوسروں کا اکرام و احترام کیجئے، ان کی باتوں کو غور سے سنئے اور جو درست ہوں ان کو اہمیت دیجیے اور اس پر عمل کیجئے، بدمزاجی ختم ہو جائے گی، لیکن اگر کوئی شخص ہٹلر اور مسولنی کی طرح ڈِکٹیٹر بن کر بدمزاجی ختم کرنا چاہے تو یہ ناممکن العمل ہے، اس کا علاج صرف رویوں میں تبدیلی ہے۔ رویے مثبت ہوں گے تو بدمزاجی ختم ہوگی، منفی ہوں گے تو تبدیلی کبھی نہیں آئے گی، رویوں کی تبدیلی کا یہ کام بدمزاج شخص خود بھی کر سکتا ہے اور خارجی دباؤ سے بھی بدمزاجی ختم ہو سکتی ہے، یہ خارجی دباؤ کئی قسم کے ہو سکتے ہیں، جن کا انتخاب حالات اور ماحول کے اعتبار سے کیا جا سکتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ بدمزاج شخص کے اندر سے تکبر کو نکالنے کی کوشش کی جائے، اللہ کی بڑائی کا استحضار اذان و اقامت کے کلمات کا جواب بھی اللہ کی بڑائی کے تصور کو ذہن نشیں کرنے میں بہت معاون ہوتا ہے، بدمزاج شخص کے ذہن میں اگر یہ بات بٹھا دی جائے کہ تم بڑے نہیں ہو، اللہ بڑا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عہدے مناصب کی بلندی پر پہنچنے کے باوجود تم سب محتاج ہو، بے نیاز ذات صرف اللہ کی ہے تو بدمزاجی دور ہو جائے گی، اور لوگ بد مزاج کی بدمزاجی سے محفوظ ہو جائیں گے۔

انفرادی زندگی سے الگ ہو کر اگر ہم اجتماعی تنظیموں اور اداروں کی بات کریں اور اس پر کوئی بدمزاج شخص کا تسلط ہو تو اس کی بدمزاجی کے اثرات اجتماعی نظام پر پڑتے ہیں، اور اداروں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، شریعت نے اسی وجہ سے اجتماعی کاموں میں خصوصیت کے ساتھ مشورے پر زور دیا ہے، وَشَاوِرْهُم فِي الاَمْر، وَامْرُهُم شُوْرَى بَيْنَهُم'' کا حکم اسی نقصان سے بچنے کے لیے ہے، اس پر جس قدر مضبوطی سے عمل ہوگا فرد کی اصلاح بھی ہوگی اور اجتماعی تقاضوں پر بھی عمل کیا جا سکے گا۔

بدمزاج شخص کے دل میں سختی ہوتی ہے، اس کا دل اسی کے سامنے نرم ہوتا ہے جس سے اس کا کوئی مفاد وابستہ ہو یا اسے نقصان کا خطرہ ہو یعنی جلب منفعت اور دفع مضرت اس کی زندگی کا نصب العین ہو جاتا ہے، وہ اگر کسی کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے تو نفع کا حصول مدنظر ہوتا ہے یا نقصان سے بچنا، اس کے علاوہ وہ دوسروں کو اپنی بدمزاجی سے محروم کرتا رہتا ہے، ایسے بدمزاج شخص کا اکرام کوئی دل سے نہیں کرتا؛ بلکہ اس کی مضرت رسانی کے خوف اور ڈر سے کرتا ہے، اسی کو حدیث میں يُكْرَمُ الرجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ سے تعبیر کیا گیا ہے اور جب معاملہ یہاں تک پہونچ جائے تو حدیث میں مسلسل اور متواتر مصائب کے نزول کی بات کہی گئی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح دھاگہ ٹوٹ جانے سے تسبیح کے دانے مسلسل گرنے لگتے ہیں۔

بدمزاج لوگوں کے ساتھ خود بدمزاج بن جانا صحیح نہیں ہے، اس سے آپ کی سوچ منفی بنتی ہے اور یہ آپ کے لیے پریشانی کا باعث ہوا کرتی ہے، ان حالات میں قرآنی ہدایات ''ادفع بالتی ھی احسن'' یعنی خوش اسلوبی سے معاملات کو ٹالنے کی ہے، ایسے (باقی ص۱۴ پر)

گوشہ روزگار

کیٹرنگ ایک شاندار ذریعہ معاش (۲)

مشینری اور آلات

آپ چھوٹے پیمانے پر کام شروع کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے مشینری اور آلات پر بہت پیسہ خرچ کرنا ہوگا لیکن آپ کو اس کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ (۱) شروعات میں آپ کرائے کی مشینری، آلات اور کروکری کا استعمال کریں، اس کے لیے بہت سے آن لائن و آف لائن پلیٹ فارم موجود ہیں جس پر آپ رابطہ کر سکتے ہیں۔ (۲) استعمال میں آنے والی درست مشینری لیں۔ نامناسب اور کم استعمال میں آنے والی مشینوں پر پیسہ خرچ نہ کریں۔ (۳) خریداری کے وقت ایسے شخص کی مدد لیں جو مشینری اور کروکری کے متعلق جامع معلومات رکھتا ہو۔ (۴) مشینری اور دیگر سامان کا انتخاب اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کس قسم کا کھانا رسد کرتے ہیں مثلاً فاسٹ فوڈ، گھریلو روایتی کھانا، فینسی کھانا (ریسٹورنٹ کا کھانا) وغیرہ۔ (۵) مشینری کا استعمال بہترین طریقے سے سیکھ لیں۔ ساتھ ہی مشینری کی صفائی کا طریقۂ کار بھی جان لیں۔ کیڑے مکوڑوں کے علاوہ کچھ مشینری کو پانی سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

عملہ/ کام کرنے والے افراد

جگہ کے تعین کے بعد سب سے اہم چیز آپ کیلئے کام کرنے والا عملہ ہے۔ ایک کاروباری ہونے کی حیثیت سے آپ اپنے ساتھ کام کرنے والے اور اپنے لیے کام کرنے والے لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں، بہت معنی رکھتا ہے۔

(۱) اپنے عملے کو صفائی کے متعلق سخت ہدایت دیں۔ خانساماں ہو یا ڈیلیوری بوائے، آپ صفائی پر سمجھوتہ نہ کریں۔ (۲) کچن میں یا دوسری جگہوں پر بھی بغیر سر ڈھانکیں نہ جانے دیں۔ (۳) عملہ جتنا تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوگا، اتنا ہی آپ کو فائدہ ہوگا۔ (۴) اس کے لیے سال یا چھ مہینے میں دو یا چار تربیتی کیمپ کا انعقاد کریں۔ (۵) عملے کو مشینوں اور آلات کے ساتھ کھانے کی اقسام اور صفائی کے لیے استعمال کیے جانے والے کیمیائی ماڈوں کے متعلق معلومات سے روشناس کروایا جائے تاکہ وہ صحیح طریقے سے استعمال ہوں اور جانی و مالی نقصان سے محفوظ رکھا جا سکے۔

کھانے کے متعلق

(۱) کھانا پکانے کے لیے درکار اجزا بہترین معیار کے خریدیں۔ مقدار کو اہمیت نہ دیں، معیار کو دیں۔ (۲) غذائیت سے بھرپور عمدہ اور تازہ کھانا فراہم کریں۔ (۳) کھانے کا معیار بہترین ہوگا تو آپ جلد ہی لوگوں کا اعتماد حاصل کر لیں گے۔ (۴) کھانا بنانے کے لیے استعمال ہونے والے اناج، مسالے، سبزی ترکاری اور دیگر اجزاء کی خریداری ہول سیل کی دکانوں اور منڈی سے کریں، ان جگہوں سے تعلقات بنائیں۔ (۵) خریدتے وقت معیار اور ایکسپائری ڈیٹ کو صحیح سے جانچ لیں۔ (۶) کھانا جن ڈبوں میں لے جایا جائے اس کے معیار اور دھات کا خاص خیال رکھا جائے۔ (۷) کھانا ڈیلیور کرنے کے لیے موٹر بائیکس یا چھوٹے ٹرک کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (باقی ص۱۴ پر)

دریچے

م۔س۔ج۔

انٹرنیٹ: طلسم ہوشربا

الف لیلہ کی داستان طلسم ہوشربا پڑھ کر انسانی عقل چکرا جاتی ہے اور زمانۂ قدیم کی انسانی ترقی اور جادوئی کمالات ہر خاص و عام کو حیرت زدہ کر دیتے ہیں۔ اب تو ہالی ووڈ اور بالی ووڈ نے اس پر فلمیں بھی بنا دی ہیں۔ امریکہ میں ایک تحقیقی ادارہ Thousands Miracle of the Ancient Days کے عنوان سے اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ فراعنہ مصر کے اہرام، بابل کا جھولتا باغ، الیکسر سٹی کے ایئر کنڈیشنڈ مکانات، عاد و ثمود کی بستیاں اور موہن جوڈرو کے کھنڈرات ایک طرف انسانی عروج و زوال کی داستان بیان کرتے ہیں تو دوسری جانب اسبابِ تباہی بھی تاریخ اور قرآنی قصص میں موجود ہیں، مگر دورِ جدید کے لاسلکی آلات اور ہوائی پیغام رسانی ایک طرف انسان کی مسخرانہ صلاحیتوں کو ظاہر کر رہے ہیں، تو دوسری جانب اس کی ہوشربا سرعت پذیر تباہی کی نوید بھی سنا رہے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھا فرد اس آلہ ابلاغ کے ذریعے دنیا کی خوفناک تباہی اور بربادی کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ جدید لاسلکی ترقی فرد کو بالادست اور معاشرے کو پست کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اس فکر کو مدنظر رکھ کر چند سوالات قارئین تک پہنچانے کی کوشش اس مضمون میں کی ہے۔

عام آدمی کی دسترس میں سوشل میڈیا ہے اور دنیا کی اکثریتی آبادی اس کو استعمال کر رہی ہے تو کیا سوشل میڈیا کے ذریعے انقلاب برپا ہو سکتا ہے؟ کیا ریاستی حکمرانوں کے ذریعے پیدا کردہ مسائل حل ہو سکتے ہیں؟ کیا سیلاب کی طرح پھیلتی ہوئی برائی، فحاشی، عریانی کو روکا جا سکتا ہے؟ کیا آن لائن تعلیم اسکول، کالج اور جامعات کی پڑھائی کا متبادل ہو سکتی ہے؟ جس سوشل میڈیا نے خاندانی نظام اور شوہر بیوی کے تعلقات کو مشکوک بنا کر رشتوں کو پامال کر دیا ہے، اس کو روکا جا سکتا ہے؟ سوشل میڈیا کو استعمال کر کے مقدس ہستیوں کی تذلیل کی جا رہی ہے، اس پر قدغن لگائی جا سکتی ہے؟ آج کے سوشل میڈیا نے ایک بڑے بلیک میلر کا روپ دھار لیا ہے، کیا اس سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے؟

سوشل میڈیا دورِ جدید کی ایسی ابلاغی ایجاد ہے جس نے دنیا کو لوگوں کی مٹھی میں بند کر دیا ہے۔ اب ۴ جی، اور ۵ جی کے بعد پلک جھپکتے ہر بات کی عالمی تشہیر ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود حکومتیں جب چاہتی ہیں پورے ملک لامحدود علاقوں میں اسے بند کر دیتی ہیں اس لیے کہ ان تمام تر ابلاغی ذرائع کا تعلق فضائی کنٹرول سے مشروط ہے۔ شمالی کوریا کی مثال ہمارے سامنے ہے جس نے سوشل میڈیا کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے تمام ملکوں میں سائبر کرائم کے سدباب کا شعبہ موجود ہے اور ان کرائم کو قابو کرنے میں کامیاب ہے۔ اب دُنیا ڈیجیٹل وار کی جانب بڑھ رہی ہے۔ چین، روس، امریکہ اور یورپی ممالک تیزی سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سرعت پذیر ایجادات کے مرحلے میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہوانا سنڈروم کے ذریعہ امریکی سفارت کاروں کو دنیا کے مختلف حصوں میں اعصابی مریض بنایا جا رہا ہے۔ چین الیکٹرو میگنیٹک ویب کے ذریعے لداخ میں انڈین فوجیوں کو گرمی سے ہلاک کر رہا ہے۔ زمین کی محوری بلندی پر ہزاروں مصنوعی سیارچے اسٹار وار کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اس سب کے باوجود سوشل میڈیا کا ہدف اخلاقی زوال کے تابوت میں کیل ٹھونکنا ہے تاکہ قہر خداوندی جوش میں آئے۔ اخلاقی جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح، ذہنی امراض اور مختلف گیمز کے ذریعہ خودکشی کے بڑھتے ہوئے رجحانات نے فلاح انسانیت کی سوچ رکھنے والے زعما کو پریشان کر دیا ہے۔ افسوس تو اکثر دینی تحریکوں اور مذہبی جماعتوں کی قیادت کے رویوں پر ہے جو اس تباہ کن، انسانیت کش اور خدا بیزار جارحیت کا سدباب کرنے کے بجائے فروعی، مسلکی اور جماعتی مفادات سے ہٹ کر سوچنے کی روادار نہیں۔ انسانی اخلاق اور سیرت کی تعمیر کا بنیادی کردار ادا کرنے والے اساتذہ اب تعلیم کی بروکری میں لگے ہوئے ہیں اور نتیجتاً ایک ایسی انسانی نسل اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں تیاری ہو رہی ہے جو نہ صرف معاشی بھیڑیے بن رہے ہیں بلکہ جنسی درندوں کے روپ میں حیوانیت کو شرمسار کر رہے ہیں جس کو عالمی طاغوت حقوقِ انسانی اور حقوقِ نسواں کے نام پر قانونی چھتری فراہم کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ سرزمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدس بھی پامال ہو رہا ہے۔ خدشہ ہے کہ چند سالوں میں دورِ جاہلیت کی تمام خرافات لوٹ آئیں گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حج اور عمرہ میں سیٹیاں بجائی جائیں جبکہ نامحرم عورتوں کو تنہا حج و عمرہ کرنے اور ہوٹلوں میں ٹھہرنے کی اجازت مل چکی ہے۔ یہ سب جدیدیت اور سوشل میڈیا کا کردار ہے۔ یہ تمام خرافات اور شیطانی عمل ریاست کی سرپرستی میں انجام پا رہے ہیں کیونکہ عالمی طاغوت نے پوری دُنیا کی قیادت اور حکمرانوں کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔

نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم پہلے ماں بنتی ہے پھر شادی کرتی ہے اور معروف و مقبول بھی ہے:

احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت

'پانی ایک دوا ہے' آئس لینڈ میں صحت بخش 'ہاٹ پولز' کا استعمال

یورپی ملک آئس لینڈ میں سفر کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہاٹ ٹب، سوناز اور آؤٹ ڈور سوئمنگ پولز اتنے ہی عام ہیں جتنا کہ امریکہ میں میک ڈونلڈ کے بورڈز۔ امریکی میگزین ہیلتھ لائن کے مطابق آئس لینڈ میں رہنے والوں کا شمار سب سے زیادہ صحت مند اور خوشحال لوگوں میں ہوتا ہے۔ بلوم برگ ہیلتھ انڈکس کے مطابق آئس لینڈ دنیا کا دوسرا صحت مند ملک ہے۔ آئس لینڈ میں شاید ہی کوئی شخص ہوگا جو اپنی زندگی سے خوش نہ ہو۔ یہاں کے رہنے والے نہ صرف مثبت سوچ کے مالک ہیں بلکہ جسمانی طور چست اور فٹ بھی ہیں۔ یہاں پر رہنے والے ہر شخص کی زندگی پانی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یعنی پانی قدرتی طور پر ہر شخص کی زندگی کا حصہ ہے۔ کسی بھی ریٹائرڈ شخص کی صبح کی روٹین میں مقامی واٹر پول میں بیٹھنا ضرور شامل ہوتا ہے جہاں وہ تر و تازہ ہوا میں سانس لینے کے علاوہ زندگی اور دیگر معاملات پر گفتگو بھی کرتے ہیں۔ اگر آئس لینڈ میں کبھی سفر کرنے کا موقع ملے تو بوتل والے 'منرل واٹر' کی ڈیمانڈ کبھی نہ کریں بلکہ نلکے کے صاف اور ٹھنڈے پانی کو ترجیح دیں۔ جنوب مغربی آئس لینڈ میں 'بلیو لگون' کے نام سے ایک مقام انتہائی مشہور ہے جو صحت کے نقطۂ نظر سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں کا پانی نہ صرف قدرتی طور پر گرم ہے بلکہ اس میں موجود معدنیات صحت بخش سمجھی جاتی ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ گرم پانی میں بیٹھنے یا تیرنے سے جسم میں خون کا بہاؤ بہتر ہوتا ہے اور وزن کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ذہنی صحت میں بھی بہتری آتی ہے۔ گرم پانی سے خون کی شریانیں کھلتی ہیں جس سے دل بھی بہتر انداز میں کام کرتا ہے۔ گرم پانی میں بیٹھنے سے جلد کی بیماریوں سے بھی آرام ملتا ہے۔ آئس لینڈ کے اسکائی لگون نامی سپا کی مینیجنگ ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ سینکڑوں برسوں سے یہاں کی کمیونٹی گرم پانی کے پولز کا استعمال کر رہی ہے جہاں لوگ نہ صرف گرم پانی میں بیٹھنے کا مزہ لیتے ہیں بلکہ اکھٹے مل بیٹھ کر زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال بھی کرتے ہیں۔

شہروں اور مقامات کے نام تبدیل کرنا کوئی قومیت کی علامت نہیں ہے

تاریخ کو ہندوتوا سے ملا کر نہ دیکھیں

نہرو جی علیحدہ ہی قسم کے وزیر اعظم تھے

معروف تاریخ داں جناب پروفیسر عرفان حبیب کا ایک اہم انٹرویو

پدم بھوشن کا اعزاز حاصل کر چکے معروف تاریخ داں پروفیسر عرفان حبیب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ میں ایمرٹس پروفیسر ہیں۔ ہندستان کے قرون وسطیٰ کی تاریخ، قدیم ہندستان کی جغرافیائی تاریخ، ہندستانی صنعت کی تاریخ، قرون وسطیٰ کے نظام حکومت اور معاشی تاریخ، نوآبادیات اور اس کے اثرات پر ان کا وسیع کام ہے۔ 'اے گرین سسٹم آف مغل انڈیا'، 'این ایٹلس آف مغل امپائر'، 'ایسیز اِن انڈین ہسٹری'، 'ٹو وَرڈس اے مارکسسٹ پرسپشن'، 'کیمبرج اکونومک ہسٹری آف انڈیا، پارٹ-۱'، 'یونیسکو کی ہسٹری آف ہیومنٹی' وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان دنوں تاریخ کے نام پر سیاست اور اس کا رخ بدلنے کا کام ہو رہا ہے۔ ناموں کی تبدیلی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ تاریخ کے حوالہ سے ان سے مختلف پہلوؤں پر بات چیت کے کچھ خاص حصے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

س: آپ مغل شہزادہ داراشکوہ کی قبر تلاش کرنے میں مصروف تھے، آخر کہاں ہے ان کی قبر؟

ج: ہمایوں کے مقبرے کے صحن میں کچھ قبروں کے نام مصدقہ ہیں۔ سمجھا جاتا ہے کہ اسی صحن میں مغل بادشاہ شاہجہاں کے بیٹے داراشکوہ کو دفن کیا گیا تھا۔ وہاں دوسرے مغل شہزادوں کی قبریں بھی ہیں لیکن یہ تصدیق نہیں ہو سکا کہ داراشکوہ کی قبر کونسی ہے۔

س: پرتھوی راج چوہان کے پوتے انگ پال ثانی کو لے کر دہلی میں حکومت ایک میوزیم بنا رہی ہے۔ کہا جارہا ہے کہ اس سے پہلے ان ہندو راجاؤں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ آپ اسے کس نظریے سے دیکھتے ہیں؟

ج: تاریخی دستاویزات میں 'طبقاتِ نصیری' نام کی

اعلیٰ اور ادنیٰ کی سوچ اور پسماندہ ذاتوں کے ساتھ ظلم وستم کی غلط روایتوں نے ہماری تاریخ کو اتنا ہی گندا کیا ہے جتنا کہ دوسرے ملکوں میں، چاہے آپ قدیم ہندستان کو دیکھیں یا مغلوں کے ہندستان کو۔ ادھر اب 'راشٹرواد' تاریخ کے نام پر پرانی کہانیوں کو وسعت دی جارہی ہے۔ تاریخ صرف 'تاریخ' ہے، اسے عام بناوٹی پن سے راشٹروادی یا ہندوتو سے ملا کر نہیں دیکھا جاسکتا۔

ایک کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی ہے جنھیں منہاج السراج نے لکھا ہے۔ وہ وسط ایشیا کا رہنے والا تھا اور سلطان التمش کے دور میں ہندستان آیا تھا۔ 'طبقاتِ نصیری' اور کچھ دیگر سنگ تراشوں سے ہمیں دہلی سلطنت اور دوسری معلومات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ چاہمان یا چوہان حکمرانوں کے بارے میں بہت کم جانکاری مل پاتی ہے۔ اس بنیاد پر ہم ان کے دورِ اقتدار کی ایک مصدقہ تصویر نہیں بنا سکتے۔ تصور کی بنیاد پر کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔

س: اورنگ زیب، اکبر اور ٹیپو سلطان کا تذکرہ ہمعصر سیاست کو لے کر ہو رہا ہے۔ دہلی میں اورنگ زیب روڈ کا نام تبدیل کیا گیا۔ اس معاملہ میں کیا سوچ ہے آپ کی؟

ج: اورنگ زیب ایک مذہبی انسان تھے لیکن اورنگ زیب روڈ کا نام بدلنے کی کوئی وجہ نہیں تھی جو کہ ۹۰ سالوں سے تھا۔ نہ ہی اتر پردیش میں پہلے سے موجود جگہوں کے نام بدلنے کی کوئی مناسب وجہ رہی ہے۔

س: ایک طبقہ مانتا ہے کہ کمیونسٹ تاریخ نویسوں نے ہندستان کی تاریخ صحیح طریقے سے نہیں لکھی؟

ج: اعلیٰ اور ادنیٰ کی سوچ اور پسماندہ ذاتوں کے ساتھ ظلم وستم کی غلط روایتوں نے ہماری تاریخ کو اتنا ہی گندا کیا ہے جتنا کہ دوسرے ملکوں میں، چاہے آپ قدیم ہندستان کو دیکھیں یا مغلوں کے ہندستان کو۔ ادھر اب 'راشٹرواد' تاریخ کے نام پر پرانی کہانیوں کو وسعت دی جارہی ہے۔ تاریخ صرف 'تاریخ' ہے، اسے عام بناوٹی پن سے راشٹروادی یا ہندوتو سے ملا کر نہیں دیکھا جاسکتا۔

س: ایک طبقہ کو آر ایس ایس سے دقت کیوں ہے؟

ج: آر ایس ایس کی پیدائش فرقہ وارانہ تشدد میں ہندو حمایت لینے کے اصل نعرے سے ہوئی تھی۔ اس نے آزادی کی تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ گولوالکر نے ۱۹۳۸ء میں اعلان کیا تھا کہ مسلمان ہندستان کے شہری نہیں ہو سکتے جن کی کتاب 'دی اراونڈیشن ہڈ ڈیفائنڈ' کو پڑھا جاسکتا ہے۔

س: آپ پنڈت جواہر لعل نہرو سے ملے تھے۔ شاید آپ کو سرکاری فیلوشپ ملنے والی تھی لیکن اس کی مخالفت ہو رہی تھی، آپ کو یہ فیلوشپ آخر کیسے ملی۔ اس وقت آپ کو حکومت مخالف خیمے کا رائٹر بھی مانا جاتا تھا، آخر کیا ہوا تھا؟

ج: پنڈت جواہر لعل نہرو بالکل الگ طرح کے وزیر اعظم تھے۔ یہ بات ۱۹۵۵ء کی ہے۔ میں صبح صبح وزیر اعظم کے دفتر پہنچا تو اندر صرف ان کا سیکریٹری تھا۔ ان کے دفتر میں کوئی گارڈ یا چپراسی تک نہیں تھا۔ تب میں علی گڑھ میں تاریخ کا لیکچرر مقرر ہوا تھا۔ میرے مضامین حکومت کے خلاف ہوتے تھے، اس وجہ سے وزارتِ داخلہ مجھے پاسپورٹ نہیں دے رہی تھی۔ اس کے لیے میں نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو ایک خط لکھا تھا۔ نہرو جی نے اپنے مخالفین کے اعتراضات کو نظر انداز کر کے مجھے فیلوشپ دینے کی سفارش کی۔ میری ان سے ملاقات ہوئی جس کے بعد مجھے پاسپورٹ ملا۔ ایک نرم دل اور وسیع نظر والے وزیر اعظم تھے پنڈت جواہر لعل نہرو۔

س: ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ادب اور لٹریچر کو ہی تاریخ سمجھنے لگے ہیں۔ ایک تاریخ داں کی نظر سے آپ کیسے دیکھتے ہیں۔ مغل تاریخ میں آپ کی دلچسپی

میرے مضامین حکومت کے خلاف ہوتے تھے، اس وجہ سے وزارتِ داخلہ مجھے پاسپورٹ نہیں دے رہی تھی۔ اس کے لیے میں نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو ایک خط لکھا تھا۔ نہرو جی نے اپنے مخالفین کے اعتراضات کو نظر انداز کر کے مجھے فیلوشپ دینے کی سفارش کی۔ میری ان سے ملاقات ہوئی جس کے بعد مجھے پاسپورٹ ملا۔ ایک نرم دل اور وسیع نظر والے وزیر اعظم تھے پنڈت جواہر لعل نہرو۔

کیسے پیدا ہوئی؟

ج: تاریخ کے اندراد بیات بھی ہے، ساتھ ہی اعتماد اور نظریات کی تاریخ بھی شامل ہے، لیکن یہ فطری طور پر اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ میری دلچسپی تواریخ میں تھی اور میں مغلیہ ہندستان کی تاریخ کی تلاش میں گیا کیونکہ مجھے ایسا لگتا تھا کہ ہندستانی تواریخ کی کسی بھی مدت کے مقابلے میں اس دور میں زیادہ ذرائع اور اسباب ہیں۔

س: آج تاریخ کی سیاست ہو رہی ہے۔ کئی شہروں، ریلوے اسٹیشنوں وغیرہ کے نام بدلے جارہے ہیں، اس کے لیے دلیل دی جارہی ہے کہ یہ پہلے ہوئی غلطیوں کو ٹھیک کیا جارہا ہے۔ آپ اسے کیسے دیکھتے ہیں؟

ج: تاریخی اور مشہور جگہوں کے نام بدلنا تنگ مزاجی کی دلیل ہے اور اس میں تنگ نظری کا پہلو غالب ہے۔ □□

ملک کے اصل مسائل سے عوام کا دھیان ہٹانے کے لئے گاندھی جی کی تضحیک کی جارہی ہے: تشار گاندھی

س: بابائے قوم مہاتما گاندھی کی شخصیت کو نشانہ بنایا جارہا ہے اس پر آپ کا کیا کہنا ہے؟

ج: مہاتما گاندھی کے خلاف توہین آمیز تبصرے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن آج کل اس قسم کے تبصرے زیادہ ہی ہو رہے ہیں۔ گاندھی جی کے قتل کے بعد ہی سے ان کے خلاف آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ جس طاقت نے ان کا قتل کروایا تھا وہی طاقت گاندھی جی کی تضحیک کے پس پشت بھی کارفرما ہے۔ یہ ایک دو لوگوں کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص ذہنیت اس کے پیچھے ہے۔ کالی چرن اور ترون مراری جیسے لوگ جنہوں نے گاندھی جی کی شان میں گستاخانہ کلمات ادا کئے ہیں وہ تو محض آلہ کار ہیں۔ اصل طاقت تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے گاندھی جی کا قتل کروایا تھا۔

س: گاندھی جی کی تضحیک اور ان کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنے سے کس کو فائدہ ہوگا؟

ج: دیش میں ایک مخصوص طاقت ہے۔ جسے زعفرانی طاقت کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جس کی آنکھ میں باپو گاندھی ہمیشہ سے کھٹکتے رہے ہیں، زندہ تھے تب بھی اور قتل کیے جانے کے بعد بھی۔ باپو کی توہین کرنا ان کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنا ان طاقتوں کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ باپو کے جو وچار ہیں، یہی اصل میں سیکولر ہندوستان کے تصور کو مکمل کرتے ہیں۔ ملک میں باپو کے تصورات ہی آئیڈیا آف انڈیا کی تکمیل کرتے ہیں۔ لیکن زعفرانی طاقتیں آئیڈیا آف انڈیا کے خلاف ہیں، وہ اسے قبول نہیں کرنا چاہتی ہیں۔ باپو کی تضحیک کے ذریعے باپو کو نشانہ نہیں بنایا جارہا ہے بلکہ آئیڈیا آف انڈیا کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اسی قسم کی طاقتیں سیکولر ہندوستان اور باپو کے نظریات کے خلاف ہیں، یہی لوگ باپو کو بدنام کر کے سیاسی فائدہ اٹھانے کی منشاء رکھتے ہیں۔

س: کیا باپو کی تضحیک کے ذریعے مسلمانوں کو بھی خوف زدہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں؟

ج: باپو کی شان میں تضحیک کرنا یہ جاہل لوگوں کا کام نہیں ہے بلکہ یہ کام خاص لوگوں کو سونپا گیا ہے۔ ان لوگوں کا مقصد سیکولرازم کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو خوف و دہشت میں مبتلا کرنا بھی ہے۔ گاندھی جی کے نام کو بدنام کر کے مسلمانوں کو خوف میں مبتلا کیا جارہا ہے، ایک تیر سے کئی نشانے لگائے جارہے ہیں۔ کیونکہ جب سیکولر ہندوستان کی تصویر مسخ کرنے کی کوششیں کی جائیں گی تو اقلیتیں اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور ضرور کریں گی۔

س: گاندھی کی تضحیک کے معاملے میں سیکولر جماعتیں خاموش کیوں رہتی ہیں؟

ج: ملک میں صحیح معنی میں سیکولر جماعت کوئی نہیں ہیں۔ سب اپنے اپنے مفاد کی حد تک سیکولر ہیں۔ کانگریس کی کمزوری نے اس طرح کے حالات پیدا کئے ہیں۔ کانگریس جب سے اپنے مقاصد سے ہٹی ہے وہ زوال کا شکار ہوگئی ہے۔ کانگریس کے لیڈران مودی کے خلاف بیان بازی کر رہے ہیں لیکن زمین پر اتر کر مودی کے خلاف لڑائی نہیں لڑی جارہی ہے۔ کانگریس اور دیگر سیاسی جماعتیں جو خود کو سیکولر کہتی ہیں ان کو زمین پر اتر کر سیکولرازم کی بقاء کے لئے جنگ لڑنا چاہئے۔

س: کیا آپ کو لگتا ہے کہ گاندھی جی کی تضحیک ملک کے اصل مسائل سے توجہ ہٹانے (باقی صفحہ ۱۴ پر)

ہوا کے دوش پر

قسمت ہوئی مہربان، ساٹھ سالہ مزدور ماڈل بن گیا

قسمت مہربان ہو تو انسان مزدور سے ماڈل بھی بن سکتا ہے۔ ریاست کیرالہ کی سڑکوں پر مزدوری کے لیے بھٹکنے والے ساٹھ سال کے مزدور پر قسمت کی دیوی کچھ اس طرح مہربان ہوئی کہ وہ سڑک سے اٹھ کر ماڈلنگ کی چکاچوند دنیا میں جا پہنچے۔ ایک فوٹوگرافر نے ممیکا نامی مزدور کو دیکھا اور ان کو ماڈل کے طور پر لے کر شوٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ممیکا کی لوکل برانڈ کی شرٹ اور کپڑوں کے لیے کی گئی ماڈلنگ سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ ہزاروں لوگوں نے ان کی لنگی اور شرٹ سے لے کر ڈیزائنر سوٹ اور برانڈڈ چشموں کے سفر کو سراہا۔ مختلف تصاویر میں ممیکا مختلف اسٹائل دیتے کسی ٹاپ ماڈل سے کم نظر نہیں آرہے۔ ممیکا کا کہنا ہے کہ وہ مزدوری جاری رکھتے ہوئے نئے نئے ماڈلنگ کے پروجیکٹس بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

ننانوے سالہ دادی نے ڈاکٹر بننے کیلئے پرائمری اسکول میں داخلہ لے لیا

کینیا میں ننانوے سالہ خاتون پریسیلا سیٹنی نے پرائمری اسکول میں داخلہ لے لیا جہاں وہ اپنے پڑپوتوں کی عمر کے طلباء کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ شوق کا کوئی مول نہیں اور تعلیم کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔ بس بات ہے تو لگن کی۔ کینیا میں غریبی کے باعث تعلیم حاصل نہ کر پانے والی ایک ننانوے سالہ دادی پریسیلا سیٹنی نے پرائمری اسکول میں داخلہ لے لیا۔ جس وقت دادی ایک چھوٹی سی لڑکی ہوا کرتی تھیں ان کے قصبے میں کوئی اسکول نہ تھا۔ کینیا کی حکومت نے اسکولوں کی کمی اور خواہش کے باوجود تعلیم حاصل نہ کرنے والے ضعیف افراد کے لیے ۲۰۰۳ء میں سبسڈی دینے کا فیصلہ کیا تھا جس کے بعد کئی قصبوں اور دیہاتوں میں اسکول کھل گئے۔ اپنے قصبے میں اسکول کھلنے پر دادی کی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پھر انگڑائی لینے لگی اور ایک ڈرامائی صورتِ حال نے ان کی خواہش پوری کرنے کا موقع دے دیا۔ تو ہوا کچھ یوں کہ ان کی ایک پوتی نے حاملہ ہونے کی وجہ سے اسکول جانا چھوڑ دیا جس پر بریسیلا سیٹنی نے پوچھا کہ اسکول میں فیس کی مد میں ان کا بیلنس موجود ہے؟ ہاں میں جواب ملنے پر دادی مسکرائیں اور پوتی کی جگہ اسکول میں داخلہ لے لیا۔

دل والا ایموجی بھیجنے پر ۴۶ لاکھ روپے جرمانہ اور پانچ سال قید

سعودی عرب میں سماجی رابطے کی اپلی کیشن واٹس ایپ پر بلا رضا و رغبت دل والا ایموجی بھیجنے والے کو ایک لاکھ ریال یعنی ۴۶ لاکھ روپے جرمانہ اور دو سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق سعودی اخبار کو انٹرویو میں اینٹی فراڈ ایسوسی ایشن کے رکن نے بتایا کہ بغیر اجازت کسی کو بھی دل والا ایموجی بھیجنا سعودی قوانین کے تحت آن لائن ہراسانی کے زمرے میں آتا ہے جس کی سزا ایک لاکھ ریال اور دو سال قید ہو سکتی ہے۔ اینٹی فراڈ ایسوسی ایشن کے رکن نے واٹس ایپ صارفین کو متنبہ کرتے ہوئے مزید کہا کہ اگر کوئی شخص دوسری بار بھی اس جرم کا مرتکب پایا گیا تو جرمانہ بڑھ کر تین لاکھ ریال اور قید کی سزا پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ واٹس ایپ پر کسی کی مرضی کے بغیر ان کی تصاویر بھی شیئر کرنا قابل گرفت جرم ہے۔ سائبر کرائم کے بڑھتے ہوئے واقعات کو دیکھتے ہوئے ان قوانین کو متعارف کرایا گیا ہے۔

ماضی کے جھروکے سے

تاریخ اسلام کا ایک ورق

مقدمات کا فیصلہ کرنے میں حضرت علیؓ کی مہارت (۲)

تحریر: مولانا مفتی ابوجندل قاسمی

علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مجنونہ عورت کے بارے میں زنا ثابت ہوا، آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا، نیز ایک دوسری عورت کے یہاں چھ ماہ میں بچے کی پیدائش ہوئی، آپ نے اس کو بھی سنگسار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری عورت کے متعلق یہ آیت تلاوت کی: **وحمله و فصاله ثلاثون شهرا.** اُس کے حمل کی مدت اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔ (سورہ احقاف، آیت ۱۵) آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جب حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے تو یہ عورت اقل مدت میں بچہ لے آئی تو سنگسار کرنا ازروئے شرع غلط ہوگا۔ اور پہلی عورت کے حوالے سے کہا کہ: **ان الله رفع القلم عن المجنون.** اللہ تعالیٰ نے مجنون سے (افاقہ ہونے تک) قلم اُٹھا لیا ہے۔ اس کے ذریعہ اس حدیث شریف کی جانب اشارہ ہے جس کو امام بخاریؒ نے تعلیقاً اور امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے حضرت علی اور حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: **رُفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ و عن الصبى حتىٰ يحتلم و عن المجنون حتى يعقل.** (سنن ابی داؤد، كتاب الحدود، باب فى المجنون يسرق او يصيب، حد ۶۰۵/۲۱)

تو اس موقع پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لولا على لهلك عمر.** (آج) اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ (الاستيعاب ۴۹/۲، ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء للامام المحدث ولى الله الدهلوى ۳۹۲/۴-۳۹۳)

اپنے ساتھی کو لے آؤ اور امانت لے جاؤ

دو آدمیوں نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکھے اور یہ کہا کہ جب ہم دونوں آئیں تو دینا، صرف ایک کے حوالے مت کرنا، اس واقعے کو ایک سال گزر گیا، اب دونوں میں سے ایک شخص آیا اور عورت سے کہا کہ میرا ساتھی مرگیا ہے اس لیے وہ امانت مجھ کو واپس دے دو، عورت نے انکار کیا، مرد نے عورت کے رشتے داروں کو بیچ میں ڈالا، بالآخر عورت نے مجبور ہوکر وہ امانت اس شخص کے سپرد کردی، اس کے ایک سال کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی، عورت نے سارا قصہ سنایا، اس شخص نے عورت سے تکرار کی، عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے عورت کو ضامن بنایا، عورت نے کہا: آپ ہمارے مقدمے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کردیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فریقین کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے مدعی و مدعا علیہ کی بات سن کر مدعی سے فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ امانت ہم میں سے ایک کو نہ دینا، بلکہ جب دونوں آئیں تو دینا؟ مدعی نے جواب دیا: جی ہاں! یہی کہا تھا، آپ نے فرمایا: تو جاؤ اور حسب شرط اپنے ساتھی کو لے کر آؤ، اس وقت امانت ملے گی۔ (ازالۃ الخفاء ۴/ ۳۹۵-۳۹۶)

درھموں کی عجیب تقسیم

زر بن حبیشؒ سے مروی ہے کہ دو شخص کھانا کھانے بیٹھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں، دوسرے کے پاس تین، جب دونوں نے اپنا اپنا کھانا سامنے رکھا تو ایک تیسرا شخص ادھر سے گزرا اور ان کو سلام کیا، دونوں نے اس کو بلایا، وہ آ کر بیٹھ گیا اور تینوں نے مل کر وہ سب آٹھ روٹیاں کھالیں، اس کے بعد وہ تیسرا شخص چلا گیا، اور جاتے وقت آٹھ درہم دونوں کو دیتے ہوئے کہا: یہ اس کھانے کا عوض ہے جو میں نے تمہارے ساتھ کھایا، اس کے جانے کے بعد دونوں میں تکرار شروع ہوئی، جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں، اس نے کہا: پانچ درہم میرے ہیں کیونکہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تمہارے تین درہم ہیں کیونکہ تمہاری تین روٹیاں تھیں۔ تین روٹیوں والے نے کہا: میں تو نصف (چار) سے کم پر راضی نہیں ہوں گا، بالآخر امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا اور دونوں انصاف کے طالب ہوئے، آپ نے دونوں کے بیانات سن کر تین روٹی والے سے فرمایا: تم کو تین درہم مل رہے ہیں یہ کم نہیں ہیں، کیونکہ تمہاری تین ہی روٹیاں تھیں، لہٰذا تم کو جو مل رہا ہے اس پر راضی ہوجاؤ، اس شخص نے کہا کہ میں اپنا پورا حق لوں گا، آپ نے فرمایا: اگر پورا حق چاہتے ہو تو تمہارا حق صرف ایک درہم ہے۔ تین درہم جو تم کو مل رہے ہیں، تمہارے حق سے کہیں زیادہ ہیں، اس شخص نے کہا: سبحان اللہ! آپ نے اچھا فیصلہ کیا، یہ شخص خود تین درہم دے رہا تھا، میں اس پر راضی نہیں ہوا، اب آپ فرماتے ہیں کہ تیرا حق ایک ہی درہم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا حق صرف ایک ہی درہم ہے، تمہارا فریق تین درہم پر صلح کرتا رہا مگر تم نے نہیں مانا، اب سن لو کہ تمہارا حق ایک درہم کیسے ہے، اس شخص نے کہا: فرمایئے اور معقول وجہ بیان کیجیے، آپ نے فرمایا: تم تین آدمیوں نے آٹھ روٹیاں کھائیں اور یہ معلوم نہیں کہ کس نے زیادہ کھایا کس نے کم، اس لیے یہی فرض کرنا پڑے گا کہ تینوں نے برابر کھایا تو اب ہر روٹی کے تین تین ٹکڑے کرلو، آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے، تو ہر شخص نے آٹھ ٹکڑے کھائے، اب تمہارے فریق کی پانچ روٹیاں تھیں جن کے پندرہ ٹکڑے بنے تو اس نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور سات تمہارے تیسرے ساتھی نے کھائے اور تمہاری تین روٹیاں تھیں جن کے نو ٹکڑے بنے، تو تم نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور صرف ایک ٹکڑا اس تیسرے ساتھی نے کھایا اس لیے تمہارا ایک درہم ہوا اور تمہارے ساتھی کے سات درہم۔ اس شخص نے کہا: آپ نے ٹھیک فیصلہ کیا، بیشک میرا حق ایک ہی درہم ہے اور میں اس پر راضی ہوں۔ (الاستيعاب ۵۱/۲، ازالة الحقائق عن خلافة الخلفا للامام المحدث ولى الله الدهلویؒ ۳۹۴/۴-۳۹۵) (جاری)

پتھر لگنے کا انتظار نہ کریں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک انجینئر بلڈنگ کی دسویں منزل پر کام کررہا تھا۔ ایک مزدور بلڈنگ کے نیچے اپنے کام میں مصروف تھا۔ انجینئر کو مزدور سے کام تھا۔ بہت زیادہ اس کو آواز دی، لیکن اس نے نہیں سنی۔ انجینئر نے جیب سے دس ڈالر کا نوٹ نکالا اور نیچے پھینکا تاکہ مزدور اوپر کی طرف متوجہ ہوجائے لیکن مزدور نے نوٹ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور اوپر دیکھے بغیر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ دوسری دفعہ انجینئر نے پچاس ڈالر کا نوٹ نکالا اور نیچے پھینکا کہ شاید اب کی بار مزدور اوپر کی طرف متوجہ ہوجائے۔ مزدور نے پھر سے اوپر دیکھے بغیر نوٹ جیب میں ڈال دیا۔ اب تیسری دفعہ انجینئر نے ایک چھوٹی سی کنکری اُٹھائی اور اسے نیچے پھینک دیا۔ کنکر کا مزدور کے سر پر لگنا تھا کہ اس نے فوراً اوپر کی طرف نگاہ کی۔ انجینئر نے اسے اپنے کام کے بارے میں بتایا۔ یہ درحقیقت ہماری زندگی کی کہانی ہے۔ ہمارا مہربان اللہ ہمیشہ ہم پر نعمتوں کی بارش کرتا ہے کہ شاید ہم سر اُٹھا کر اس کا شکریہ ادا کریں۔ اس کی باتیں سنیں لیکن ہم اس طرح اس کی بات نہیں سنتے لیکن جونہی کوئی چھوٹی سی مشکل، پریشانی یا مصیبت ہماری زندگی میں آتی ہے، ہم فوراً اس ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہمیں صرف مشکلات میں اللہ یاد آتا ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہر وقت جب بھی پروردگار کی طرف سے کوئی نعمت ہم تک پہنچے فوراً اس کا شکریہ ادا کریں۔ شکریہ ادا کرنے اور اللہ کی بات سننے کے لیے سر پر پتھر لگنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نظام حکومت (۳۷)

یہ ریاستہائے متحدہ کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ اس کے فیصلے کے خلاف اپیل کسی دوسری عدالت میں نہیں کی جاسکتی۔ دستور کی رو سے وفاق (Federation) کے جملہ عدالتی اختیارات اسے حاصل ہیں۔ ملک کی ساری عدالتیں اس کے ماتحت ہیں۔ اب اس کے ججوں کی تعداد نو ہے۔ اس تعداد میں کمی وبیشی کانگریس کرسکتی ہے۔ دوسری اہم تقرریوں کی طرح سپریم کورٹ کے ججوں کا تقرر ریاستہائے متحدہ کا صدر سینیٹ کی منظوری سے کرتا ہے۔ سینیٹ یہ منظوری خاصی چھان بین کے بعد دیتی ہے۔ سپریم کورٹ کے جج عام طور سے بہت لائق، قابل اور شہرت یافتہ وکیل اور ممتاز قانون داں ہوتے ہیں۔ مواخذہ (Impeachment) کے بغیر انھیں ان کے عہدے سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ اس طرح سے انھیں اس کا پورا اطمینان رہتا ہے کہ وہ پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکتے ہیں اور بے لاگ فیصلے دینے پر ان کی ملازمت برقرار رہے گی۔ ملازمت کے دوران میں ان کی تنخواہوں اور بھتوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاسکتی۔ دستور نے ان کے ریٹائر ہونے کی کوئی عمر نہیں مقرر کی۔ وہ جس وقت چاہیں ریٹائر ہوسکتے ہیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی انھیں پوری تنخواہ ملتی ہے۔

اختیار (Jurisdiction): سپریم کورٹ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل بھی سنتی ہے اور بعض مقدموں کی سماعت بھی صرف یہی کرتی ہے۔ اعلیٰ سرکاری عہدیداروں، سفیروں، وزیروں اور قونصلوں کے مقدموں کی سماعت یہی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مابین مقدموں کی سماعت بھی یہی کرتی ہے۔ یہ خاص طور سے ان فیصلوں کے خلاف اپیل سنتی ہے کہ جن میں دستور کی وضاحت کی ضرورت ہو۔

یہ دستور کی وضاحت کرتی ہے اس سے دستور میں برابر لچک پیدا ہوتی رہتی ہے۔ دستور کے محافظ ہونے کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہتی ہے کہ ریاستیں مرکزی حکومت کے اختیارات میں دخل نہ دیں اور نہ مرکزی حکومت ریاستوں کو ان کے اختیارات سے محروم کرے۔ عام شہریوں کو وہ مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کی زیادتیوں اور چیرہ دستیوں سے اس طرح بچاتی ہے کہ اگر انتظامیہ ان کو کسی بنیادی حقوق کرنا چاہے تو وہ اسے خلافِ دستور قرار دیتی ہے۔ اس طرح سے اگر انتظامیہ کا کوئی حکم دستور کے خلاف ہو تو یہ اسے خلافِ دستور قرار دے سکتی ہے۔ اس طرح سے وہ انتظامیہ کو اپنے کنٹرول میں رکھتی ہے۔

گاھے گاھے باز خواں...... ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶ سال پہلے

ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

۱۹/تا ۲۵/مئی ۲۰۰۶ء

بڑودہ کا فرقہ وارانہ فساد مودی حکومت کی منظم سازش

۲۰۰۲ء کے ہولناک گجرات فسادات کے بعد ۲۰۰۶ء میں ایک بار پھر بڑودہ میں فرقہ وارانہ فساد رونما ہوا تھا جو مودی حکومت کی ایک منظّم سازش تھی۔ اس پر ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے ایک اداریہ تحریر کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

۲۰۰۲ء کے نسل کش گجرات فسادات کی یادیں ابھی محو بھی نہیں ہو پائی تھیں کہ مودی حکومت کے زیر سایہ ایک بار پھر بڑودہ کو خون میں نہلا دیا گیا۔ بڑودہ گجرات کا ایک انتہائی اہم اور حساس شہر ہے۔ ۲۰۰۲ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں بھی اس شہر میں مسلسل ایک ماہ تک خون کی ہولی کھیلی گئی تھی اور جس میں سینکڑوں بے قصور اور نہتے مسلمانوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا تھا۔ بیسٹ بیکری میں چودہ مسلم نوجوانوں کو جلا دینے کا اندوہناک واقعہ بھی اسی شہر میں پیش آیا تھا جو آج انصاف کے ایوانوں میں بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اسی شہر بڑودہ کو ایک بار پھر پہلے مودی حکومت اور اس کی پولیس نے اور پھر اس کے ساتھ فرقہ پرستوں نے شامل ہوکر خون کے سمندر میں ڈبو دینے کی سازش رچی ہے۔

یکم مئی کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر دو حصوں میں تقسیم شہر بڑودہ اچانک پھر ایک معمولی سی بات کے بہانے فساد کی آگ میں جھونک دیا گیا۔ پھر کیا تھا یہ آگ پولیس، انتظامیہ اور حکومت کی غفلت، لاپرواہی اور غیرضروری یکطرفہ کارروائی کی وجہ سے مسلسل بڑھتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا شہر آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ ریاستی حکومت اس وقت حرکت میں آئی جب حالات قابو سے باہر ہوگئے اور مرکزی حکومت نے مودی حکومت کی لاپرواہی کا نوٹس لیتے ہوئے اس میں مداخلت کی اور اس طرح تین دنوں تک فساد کی آگ میں جلنے کے بعد شہر کو فوج کے حوالہ کیا گیا جس کے بعد اس فساد پر قابو پایا جاسکا۔ اب حالات معمول پر آرہے ہیں۔ جس وقت یہ سطریں لکھی جارہی ہیں کرفیو میں ڈھیل دیئے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور امید ہے کہ جب ہمارے قارئین یہ ادارتی کالم پڑھ رہے ہوں گے بڑودہ میں مکمل امن وامان ہو چکا ہوگا۔

بڑودہ کا یہ فساد کیوں ہوا، اس کے پس پردہ کیا سازش تھی یہ تو ابھی فساد کی جانچ رپورٹ کے بعد ہی معلوم ہوسکے گا مگر بظاہر جس معاملہ کو لے کر مودی کی پولیس نے مسلمانوں پر یہ قہر اور ظلم ڈھایا ہے وہ انتہائی اہم معاملہ تھا۔ میونسپل کارپوریشن کے لوگ ایک دوسو سالہ قدیم درگاہ کو گرانے کے لیے آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ گجرات ہائی کورٹ کا حکم ہے جس پر عمل درآمد کرنا ضروری ہے۔ درگاہ پر موجود لوگوں کو اس پر اعتراض تھا مگر کارپوریشن کے سفاک عملہ نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے بجائے درگاہ کو توڑ ڈالا۔ اس دوران مسلم نوجوان مزاحمت پر اتر آئے جس سے مودی کی خونخوار پولیس کو اپنا منصوبہ پورا کرنے کا موقع مل گیا۔ دراصل یہ بڑودہ شہر کو خاک وخون میں نہلا دینے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ گجرات میں ۲۰۰۷ء میں اسمبلی انتخابات ہونے والے ہیں۔ مودی حکومت کا منصوبہ یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ایک بار پھر ریاست میں فرقہ وارانہ ماحول گرم کردیا جائے تاکہ ہندو ووٹ بینک پر ان کا قبضہ برقرار رہ سکے۔ اس کے لیے مودی کے منصوبہ سازوں نے بڑودہ کا انتخاب کیا کہ یہ ریاست بھر میں سب سے حساس شہر مانا جاتا ہے۔ اس سازش کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مسلمانوں اور پولیس کے درمیان ہونے والے اس تصادم نے چند ہی گھنٹوں کے دوران ہندو مسلم فساد کی شکل اختیار کرلی جس کا سلسلہ کسی نہ کسی حد تک تادم تحریر جاری ہے اور یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مرکزی حکومت کی مداخلت کے نتیجہ میں بڑودہ کو فوج کے حوالہ نہ کردیا جاتا تو بڑودہ کی یہ آگ ریاست کے دوسرے علاقوں تک پھیل سکتی تھی اور پھر وہی سب کچھ دیکھنے اور سننے کو ملتا جو ۲۰۰۲ء کے گجرات فسادات کے دوران دیکھنے اور سننے کو ملا تھا۔

بڑودہ میں جو کچھ ہوا ریاستی انتظامیہ یہ کہہ کر اپنے آپ کو نہیں بچاسکتی کہ یہ سب ہائی کورٹ کی ہدایت پر کیا گیا ہے اور جب بہت سے مندر گرا دیئے گئے ہیں تو درگاہ کیوں نہیں گرائی جاسکتی۔ اور جب مندر والوں نے کوئی ہنگامہ نہیں کیا تو درگاہ گرائے جانے پر یہ ہنگامہ کیوں؟

ہمارے خیال میں ریاستی انتظامیہ کا یہ خیال ہی غلط ہے کہ جب مندر گرا دیئے گئے تو درگاہ کیوں نہیں گرائی جاسکتی۔ مندر عمومی طور پر ناجائز زمینوں پر بنانے کا ہمارے ملک میں ایک عام رواج ہے۔ پورے ملک میں سروے کرالیجیے، ۷۵ فیصد مندر ناجائز طور پر بنائے گئے ہی دستیاب ہوں گے جبکہ مسجدوں اور درگاہوں کو صرف اپنی ہی مملوکہ زمین پر بنایا جاسکتا ہے۔ اس لیے مندروں کے انہدام کو مسجدوں اور درگاہوں کے انہدام کے لیے بطور جواز پیش نہیں کیا جاسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایسے حالات میں جب اس طرح کی عمارتوں کو منہدم کرنا ضروری ہو تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہوتا کہ بلڈوزر بلا کر اسے زمیں بوس کردیا جائے بلکہ پہلے متعلقہ فریق کو اعتماد میں لیا جاتا ہے، اس کے بعد ہی کوئی قدم اُٹھایا جاتا ہے۔ مندروں کے تعلق سے جس طرح کارپوریشن کے افسران نے ہندوؤں کو اعتماد میں لے کر مندر منہدم کیے اسی طرح درگاہ کے تعلق سے مسلمانوں کو بھی اعتماد میں لینے کی ضرورت تھی جس سے بے اعتنائی برتی گئی اور ہائی کورٹ کی ہدایت کا سہارا لے کر درگاہ کو منہدم کردیا گیا۔ پھر کارپوریشن کے فرقہ پرست عملہ نے شروع میں ہی اپنے ساتھ اکثریتی فرقہ کے شرپسند عناصر کو لیجا کر اس پورے معاملہ کو فرقہ وارانہ شکل دے دی تھی جس کا نتیجہ فرقہ وارانہ فساد کی شکل میں ظاہر ہوا، اور جس میں دونوں فرقہ کے آٹھ افراد کی جانیں ضائع ہوگئیں۔ فرقہ پرست عناصر نے اس فساد میں بھی گودھرا فساد کی تکنیک استعمال کرنے کی کوشش کی گئی جس کے مطابق دو افراد کو زندہ جلا دیا گیا مگر فوج کی فوری مداخلت سے یہ تکنیک آگے نہیں بڑھ سکی۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ سپریم کورٹ نے گجرات ہائی کورٹ کی ہدایت اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے المناک واقعات کا سخت نوٹس لیتے ہوئے جہاں گجرات ہائی کورٹ کے آرڈر کو اسٹے کردیا ہے وہیں یہ ہدایت بھی دی ہے کہ کسی بھی کارروائی سے پہلے متعلقہ فریق کو اعتماد میں لیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے مودی حکومت سے سرکاری زمین پر تعمیر شدہ مذہبی عمارتوں کی فہرست طلب کی ہے۔ وزارت داخلہ کی اطلاع کے مطابق ایسی فہرست اس لیے طلب کی گئی ہے تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو کون کون سی مذہبی عمارتیں موجود تھیں جنھیں تحفظ عبادت (باقی صـ۱۴ پر)

عالمِ اسلام

یونیسیف کے تعاون سے یمن میں اساتذہ کے لئے تربیتی کورس

سعودی عرب میں شاہ سلمان مرکز برائے امداد وانسانی خدمات نے حال ہی میں یونیسیف کے تعاون سے اساتذہ کے لیے ایک تربیتی کورس شروع کیا ہے جس کے تحت یمنی بچوں کی معیاری تعلیم تک رسائی میں مدد فراہم کی جائے گی۔ سعودی خبر رساں ادارے ایس پی اے کے مطابق تربیتی کورس آٹھ دن تک جاری رہتا ہے جس کے دوران تعلیمی شعبے سے وابستہ ساٹھ افراد سکیورٹی، حفاظت اور اساتذہ کی تیاری کے بارے میں تربیت حاصل کرتے ہیں۔ یمن کے عدن گورنریٹ میں وزارت تعلیم کے دفتر کے ڈائریکٹر عبدالرقیب الرقیبی نے نوٹ کیا کہ کورس کے نتائج اساتذہ اور طلبہ دونوں کو تربیت دے کر قابل ٹیم تشکیل دیں گے جو تعلیمی عمل کے استحکام میں کردار ادا کریں گی۔ دریں اثنا شاہ سلمان مرکز برائے امداد و انسانی خدمات کا ایمرجنسی سینٹر فار اپیڈیمک کنٹرول یمن کے حجۃ گورنریٹ میں مریضوں کا علاج کررہا ہے۔ شاہ سلمان مرکز برائے امداد وانسانی خدمات نے یمن میں تقریباً چار بلین ڈالر کی لاگت سے ۶۷۸ منصوبے نافذ کیے ہیں۔ یہ منصوبے ۱۴۴ مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی شراکت داروں کے تعاون سے شروع کیے گئے ہیں۔ ان منصوبوں پر ۵ء۵ بلین ڈالر کی رقم خرچ کی گئی ہے۔

سعودی عرب میں قدرتی گیس کے متعدد نئے ذخائر دریافت

وزیر توانائی شہزادہ عبدالعزیز بن سلمان نے کہا ہے کہ سعودی عرب میں قدرتی گیس کے نئے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ سعودی پریس ایجنسی کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ قدرتی گیس کے نئے ذخائر کا انکشاف وسطی، شمالی اور مشرقی ریجنوں کے علاوہ صحرائے ربع الخالی میں ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سعودی تیل کمپنی آرامکو کے ماہرین نے وسطی ریجن میں ریاض شہر سے ۱۸۰ کلو میٹر جنوب مشرق کی طرف شدون گیس کنواں دریافت ہوا ہے۔ اس سے روزانہ ۲۷ ملین کعب فٹ گیس کا روزانہ اخراج کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسی طرح صحرائے ربع الخالی میں شہاب کنویں کا انکشاف ہوا ہے جو شیبہ پلانٹ سے ۷۰ کلومیٹر دور ہے۔ اس سے روزانہ ۳۱ ملین مکعب فٹ روزانہ گیس کا اخراج ہوا ہے۔ ربع الخالی میں ہی ایک اور ذخیرے کا انکشاف ہوا ہے جو شیبہ پلانٹ سے ۱۲۰ کلومیٹر دور ہے اور جس سے ۹ء۱۶ ملین مکعب فٹ گیس کا اخراج ہوا ہے۔ اسی طرح عرعر شہر سے ۷۱ کلومیٹر دور ایک اور ذخیرے کا انکشاف ہوا ہے جبکہ مشرقی ریجن میں الغوار پلاٹ سے ۲۱۱ کلومیٹر دور بھی گیس کے کنویں کا انکشاف ہوا ہے۔

ابوظہبی میں داخلے کے لئے گرین پاس اور ای ڈی ای کی پابندی ختم

ابوظہبی میں ایمرجنسی، کرائسز اینڈ ڈیزاسٹر مینجمنٹ کمیٹی نے امارات کی دیگر ریاستوں سے ابوظہبی میں داخلے کے لیے مقرر گرین ٹریفک پاس اور ای ڈی ای ایگزامینیشن کی پابندی ختم کی ہے۔ امارات الیوم کے مطابق نئے فیصلے پر عملدرآمد ۲۸؍ فروری سے کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ابوظہبی میں کورونا وائرس پر کنٹرول کیلئے فیس اسکیننگ ٹیکنالوجی (ای ڈی ای) استعمال کی جارہی ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ ابوظہبی کے تمام پبلک مقامات کے لیے گرین پاس سسٹم موثر رہے گا۔ بیان میں کہا گیا کہ یہ اقدام ابوظہبی میں کورونا وائرس پر کنٹرول کے حوالے سے اچھے اشاروں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

غیر مسلموں میں شادی کا رجحان

اسباب اور علاج

تحریر: مولانا ابوعدنان سنابلی

خواتین چاہے جس حیثیت میں بھی ہوں، مذہب اسلام نے انھیں قدر وشرف کی نگاہ سے دیکھا ہے اور انھیں عزت و رفعت عطا کی ہے۔ ماں ہو تو اس کے قدموں کے نیچے جنت، نیک بیوی ہو تو بہتر متاعِ زیست، خالہ ہو تو ماں کے درجے میں۔ صنف نازک کی حیثیت اگر بیٹی و بہن کی ہو اور ہم نے انھیں صحیح تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا تو وہ ہمارے لیے جہنم سے نجات کا سبب اور ذریعہ ہے۔ مذہب اسلام نے خواتین کو ایسا بلند مقام و مرتبہ عطا کیا ہے جو سابقہ ادیان و مذاہب میں حاصل نہیں تھا۔ بعض مذاہب میں خواتین کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا یہاں تک کہ کچھ کم عقل لوگ خواتین کو انسان ماننے سے گریزاں تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **النساء شقائق الرجال.**

اسی طرح خواتین کے تعلق سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر فرمودات بھی اتنے واضح ہیں کہ ان کے بعد خواتین کی عزت وعظمت کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے تعلق سے کہا تھا: ''عورتوں کے تعلق سے تم لوگ میری وصیت قبول کرو۔ وہ تمہارے ماتحت ہیں۔ تم لوگ ان سے صحبت اور ہم بستری کے سوا کسی چیز کے مالک نہیں ہو، الا یہ کہ وہ کھلی بدکاری کریں۔ اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو انھیں اپنی خواب گاہ سے جدا کردو، انھیں مارو لیکن خوب نہ مارو۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان پر زیادتی کرنے کے لیے بہانہ مت تلاش کرو۔ تمہارا عورتوں پر حق ہے اور ان کا تم پر حق ہے۔ عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارا بستر ایسے آدمی کو روندنے نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے گھروں میں کسی ایسے فرد کو نہ آنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔ سنو! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم انھیں اچھی طرح کھانا اور لباس فراہم کرو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اس حصہ کو پڑھ جایئے اور غور کیجیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے حقوق کا کس حد تک پاس ولحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے۔ یہی نہیں، اللہ کے پیارے رسول جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر خواتین کے ساتھ بہتر سلوک کرکے اپنی امتیوں کے لیے اسوہ اور نمونہ قائم کیا ہے۔ فرمانِ رسولؐ ہے: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے عمدہ اور بہتر ہوں۔''

اس مختصر مگر ضروری تمہید کے بعد آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اچھی طرح پتہ ہے کہ اس روئے زمین پر پایا جانے والا ہر انسان کسی نہ کسی چیز کا ذمہ دار ہے اور ہر انسان سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس کیا جائے گا۔

ایک روایت کی رو سے جس انسان کا دائرۂ کار جس قدر وسیع ہوگا اس سے اس کی ماتحت چیزوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔ نیز اس میں صاف کہا گیا ہے کہ انسان اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اور ان کے بارے میں اس سے سوال وجواب کیا جائے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اہل خانہ کے تعلق سے ہمارا فرض منصبی یاد دلاتے ہوئے کہتا ہے: **قوا انفسکم و اھلیکم نارا** یعنی ہمیں خود بھی جہنم سے بچنا ہے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اگر ہم نے اس تعلق سے اپنی ذمہ داری نہیں نبھائی اور ادنیٰ کوتاہی کی تو اس تعلق سے قیامت کے دن ہم سے پوچھ تاچھ ہوگی اور ہمیں وہاں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بیٹیاں اور بہنیں جن کی پیدائش ہمارے لیے رحمت ہے، ان کی صحیح تعلیم وتربیت پر نبی آخر الزماںؐ نے ہمیں جنت کا مژدہ سنایا ہے لیکن اگر ہم نے انھیں جہنم سے بچانے کا جتن نہیں کیا، ان کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کی، انھیں اسلامی تعلیمات سے روشناس نہیں کرایا تو یقین جانئے کہ پھر یہ ہمارے لیے وبالِ جان ہوں گی اور ان سے سرزد ہونے والی خطاؤں کے ذمہ دار اور ان کے شریک وسہیم ہم بھی ہوں گے، لیکن اگر ہم نے ان کی صحیح تربیت کی اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا تو پھر ہمارے لیے مبارکبادی اور خوشخبری ہے کہ یہ ہماری بہنیں اور بیٹیاں ہمارے لیے جہنم سے اوٹ اور پردہ ہوں گی۔

غور کریں ''یؤدبھن'' کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ انسان اپنی بیٹی بہن پر صرف خرچ کرنے اور انھیں عمدہ سے عمدہ کھانا کھلانے کا مکلّف نہیں ہے بلکہ اس کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کرے اور اسلامی اخلاق و عادات سے انھیں مزین کرے، تو اس صورت میں وہ اس نبوی بشارت کا مستحق ہوگا۔

آج کل ہمارے معاشرے میں غیر مسلموں میں شادی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ مسلم لڑکے اور لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکے اور لڑکیوں سے منسوب ہونے کے واقعات سامنے آرہے ہیں جو کہ ایک لمحۂ فکریہ ہے، جس کے درج ذیل اسباب ہیں:

پہلا سبب: اسلامی تربیت کا فقدان

آج پوری دنیا میں اس بات کا شکوہ ہے کہ ہماری اولادیں نافرمان ہیں، ہماری بات نہیں سنتیں، والدین کی گستاخی کی مرتکب ہیں لیکن ہم اس کے اسباب و وجوہات کو تلاش نہیں کرتے۔ اولادوں کے نافرمان ہونے، اسلامی تعلیمات سے برگشتہ ہونے اور ان کے اندر اسلامی آگہی کے فقدان کا سبب یہ ہے کہ ہم اپنی اولادوں کی تربیت میں اسلامی اصول و آداب کا خیال نہیں رکھتے ہیں۔ نیک اولاد کی حصولیابی کا طریقہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب ہم اپنی بیوی سے ہم بستر ہوں تو اس سے پہلے دعا پڑھیں جس میں پیدا ہونے والی اولاد کی نیکی کے لیے رب تعالیٰ سے دعا کی جائے۔

اس طرح اپنی اولاد کا عمدہ نام رکھنا بھی تربیت اولاد کا حصہ ہے اور والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کا اسلامی نام رکھیں کیونکہ انسان کی شخصیت پر اس کے نام کا اثر پڑتا ہے۔ ایسے نام جن کے معانی خراب ہوں یا بدشگونی کا معنی دیتے ہوں، ان سے بچا جائے کیونکہ مشہور تابعی سعید بن مسیبؒ سے مروی معروف واقعہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک صحابی کا نام حزن سے تبدیل کرکے سہل رکھ دیا تھا۔

اسی طرح بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انھیں نماز کا حکم دیا جائے، اسلامی احکامات کی ترغیب دی جائے اور جب وہ اپنی عمر کے دسویں سال میں قدم رکھ دیں تو ان کے بستر الگ کردیئے جائیں، کیونکہ اگر ہم اپنے بچوں کو اس عمر سے ہی اسلامی تعلیمات کی ٹریننگ دیں گے تو وہ نیکیوں کی انجام دہی کے معتمد اور خوگر ہوجائیں گے۔ دس سال کے ہونے کے بعد اگر ہمارے بچے عبادات کی انجام دہی میں سستی وکوتاہی برتیں تو اس صورت میں ہمیں حکم ہے کہ ان کی تادیب کریں۔ بچوں کے بستروں کو الگ کرنے کے پس پردہ حکمت یہ ہے کہ اس عمر میں اکثر بچے ہوشیار ہونے لگتے ہیں اور ان کے اندر ہوش وحواس آنے لگتا۔

یہی نہیں، تربیت کے دیگر اصول وضوابط جو کتاب وسنت کے ذخیرے میں موجود ہیں، ان کا بھی پاس ولحاظ رکھیں۔ ہمارے بچے کن کی صحبت میں رہتے ہیں، کس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور شب و روز کہاں گزارتے ہیں، ان سبھی باتوں پر دھیان رکھیں۔ موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ اگر ہم نے انھیں دیا ہے تو ہم دیکھیں کہ ہمارے لاڈلے ان چیزوں کا استعمال کہاں اور کیسے کررہے ہیں؟ ایسا تو نہیں کہ یہ آلات ہمارے بچوں کو بگاڑ رہے ہیں۔ ہمارے بچے ان آلات کے اس قدر گرویدہ تو نہیں ہوگئے ہیں کہ ان الیکٹرانک ڈیوائس میں ہی اپنے اوقات کا زیادہ حصہ برباد کررہے ہیں۔ اگر ایسی برائیاں موجود ہیں تو پھر ایسی صورت میں ہمیں وقت رہتے ہی ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

یہاں ایک بات یاد رکھیں کہ آپ کے گھر کا ماحول لاکھ اسلامی ہو، آپ بچے کو صبح وشام اسلامی آداب سے روشناس کرانے کا جتن کرتے ہوں، انبیائے کرام کے واقعات سناتے ہوں۔ قرآن کا درس دیتے ہوں آپ اپنے بچے کو غلط جگہ تعلیم دلاتے ہیں تو پھر اس بات کی امید عبث ہے کہ وہ بچہ آپ کا مطیع وفرماں بردار ہوگا۔ اسلامی تعلیمات کو من وعن تسلیم کرے گا اور مذہب اسلام یا مسلمانوں کے تئیں اپنے دل میں ہمدردی کا جذبہ فراواں رکھے گا۔ بہت سارے لوگ اپنے بچوں کا ایسے اسکولوں میں ایڈمیشن کرا دیتے ہیں جہاں سب سے پہلے بچوں کے عقائد کے اندر شکوک وشبہات ڈالا جاتا ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ میں جس تعلیمی ادارے سے وابستہ ہوں وہاں کی کچھ بچیاں جو پڑھنے میں ممتاز تھیں، ان کا بیک گراؤنڈ دینی تھا لیکن جب انھوں نے عصری اسکولوں میں داخلہ لیا، انھوں نے ایسے سوالات کرنے شروع کیے کہ العیاذ باللہ! جن میں سے کچھ سوالات یہ تھے کہ خواتین کو مردوں کی تدفین، جنازے میں شرکت، قبر کھودنے اور میّت کو قبر میں لٹانے کی اجازت کیوں نہیں؟ اگر آپ انھیں کہتے ہیں کہ خواتین نرم دل ہوتی ہیں، بہت جلد جزع فزع کرتی ہیں۔ صبر کا مادہ ان کے اندر نہیں ہوتا، مہینہ کے مخصوص ایام میں ناپاک ہوتی ہیں اور ان کا جنازے میں شرکت مرد حضرات کے فتنہ کا سبب بنے گا تو پھر وہ اپنی کٹھ حجتیوں کے ذریعہ رد کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ یہ شکوک و شبہات ان تعلیمی اداروں میں ڈالے جاتے ہیں جن سے بہر حال اپنے بچوں کو بچانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے مہنگے اسکولوں میں اپنے بچوں کے داخلے کرادیئے۔ اس سے آپ کی ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی، آپ پر ضروری ہے کہ آپ ان بچوں کی تعلیم کے نام پر کیا پروسا جارہا ہے، اس پر بھی نظر رکھیں۔

دوسرا سبب: اختلاط

مسلم لڑکیوں اور لڑکوں کا اپنی تہذیب سے پھر جانے کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ ہم اپنی بچیوں کو اختلاط جیسے ماحول سے نہیں بچاتے ہیں۔ ہمارے گھر ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں کسی طرح پردے کا نظم نہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''**الحمو و الموت**''، فرما کر خواتین کو پردہ کی تاکید کردی تھی اور باپردہ رہنے ہی کو ان کی شان قرار دیا تھا۔

ہمارے اندر مخلوط تعلیم کا رجحان بڑھنے کی وجہ سے معاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں جس کی وجہ سے صحیح وغلط کا امتیاز کرنے میں بے فکری اور لاپرواہی بڑھتی جارہی ہے، اس لیے تعلیم کے لیے ہمیں حتی الامکان ایسے اداروں کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جو متوقع وممکنہ دینی انحراف کا سبب بن جائیں۔ نام نہاد ترقی کی دوڑ میں ہم نے مغرب کی روش میں سب سے قیمتی متاعِ زیست اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو اجنبی مرد کے ساتھ تنہا ہونے کو سختی سے منع کیا ہے۔

اب اس حدیث کی روشنی میں اپنے معاشرے کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ جب ہماری بیٹیاں گھروں سے بے پردہ ہوکر نکلتی ہیں تو کیا اس صورت میں ہمیں یہ تعلیمات اسلام یاد نہیں رہتے اور ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس صورت میں شیطان ہماری نسلوں کو برائیوں پر آمادہ کرتا ہے اور انھیں غلط کاری کی راہ پر لے جاتا ہے، جب بھی کوئی خاتون کسی مرد کے ساتھ تنہا ہوتی ہے تو اس صورت میں شیطان ان کے درمیان ہوتا ہے جو دلوں میں برے خیالات ڈالتا ہے اور خاتون کو مرد کے لیے اور مرد کو خاتون کے لیے خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے۔

کس قدر آنسو بہائے جائیں اور کن کن احکامات کی نشاندہی کی جائے جن کی ہم نے نافرمانی کی ہے جس کی وجہ سے متبعین اسلام کا یہ حال ہوا ہے کہ وہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہورہے ہیں۔ آپ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور جاب پلیس کا رخ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ مرد خواتین جب بھی ملتے ہیں وہ بغلگیر ہوتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور اسے ماڈرن زمانے میں اخلاقیات کا جزو قرار دیا جاتا ہے جبکہ مذہب اسلام کی رو سے کسی اجنبی مرد وعورت کے لیے کسی اجنبی خاتون ومرد کو چھونا سخت گناہ ہے۔

تیسرا سبب: شادی میں تاخیر

ہمارے معاشرے میں ایک خرابی یہ در آئی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی شادیوں میں کبھی تعلیم کے نام پر تو کبھی دوسری چیزوں کا حوالہ دے کر بلاوجہ بہت تاخیر کرتے ہیں جبکہ یہ عمل سراسر اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر خواہشات نفسانی ودیعت کررکھی ہے۔ نیز ان خواہشات کی تسکین کا جائز طریقہ بھی بتایا ہے لیکن ہمارے معاشرے میں جب نوجوانوں کی شادی مناسب وقت پر نہیں ہوتی تو وہ اپنی خواہشات کو غلط ڈھنگ سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس وجہ سے بہت ساری برائیاں جنم لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے جلد از جلد شادی کرنے پر اُبھارا تھا تاکہ ان جیسے حالات سے بچا جاسکے۔

اس حدیث میں نوجوانوں کو جلد سے جلد شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر ان کے پاس شادی کے لیے جسمانی ومالی طاقت وقوت موجود ہو تو شادی کرلینے سے غلط کاری کے اسباب پر قفل لگ جائے گا اور پھر لوگ اپنی جسمانی خواہشات کی تکمیل جائز ڈھنگ سے کریں گے۔ شادی برائی کے خاتمہ کا ایک اہم سبب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے کہ جب کوئی عورت آپ کو پسند آجائے تو فوراً اپنی رفیقہ حیات کے پاس جاکر اپنی ضرورت کو پورا کرے۔

یوں تو ایک مسلمان کی نگاہ میں ہمیشہ پست ہونی چاہیے پھر بھی اگر کسی خاتون پر نظر پڑ گئی تو اسے تعلیم ہے کہ وہ اپنی نگاہیں ہٹا لے کیونکہ اچانک پڑ جانے والی نگاہ ہی معاف ہے اور رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہی تعلیم دی تھی۔

چوتھا سبب: سوشل سائٹس کا غلط استعمال

الیکٹرانک ڈیوائس مثلاً موبائل، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ بذاتِ خود مضر نہیں بلکہ ان میں جب انٹرنیٹ کنکشن ہو اور انھیں شتر بے مہار بنا کر استعمال کیا جائے تو معیوب ہے۔ انٹرنیٹ کے مضر اثرات میں ایک اہم یہ ہے کہ یہ برائیوں، بے حیائیوں اور فحاشیوں کا گڑھ ہے۔ آپ کچھ اچھا بھی کام کرنے کی کوشش کریں تو وہاں اشتہار کے نام پر نیم عریاں بلکہ بسا اوقات ننگی تصویریں آپ کے اسکرین پر آجاتی ہیں اور اس پر ایک کلک کے ذریعے آپ گندگیوں کے ڈھیر میں پہنچ جاتے ہیں۔ انٹرنیٹ کی ان خرابیوں کے علاوہ سوشل سائٹس جیسے فیس بک، ٹوئیٹر، اسنیپ چیٹ، واٹس اپ، ایمو، انٹسا گرام، ٹینڈر اور کوُ وغیرہ نے بھی ہماری نوجوان نسل پر بہت منفی اثر ڈالا ہے۔ وہاں نوجوان گھنٹوں بیٹھ کر جنس مخالف کے ساتھ چیٹ کرتے ہیں، کمال کی بات تو یہ ہے کہ بسا اوقات لڑکے لڑکیوں کے نام سے تو لڑکیاں لڑکوں کے نام سے آئی ڈی بنا کر اس طرح کی برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں جبکہ تمام تر سابقہ خرابیوں کے علاوہ اس میں تشبہ للنساء بالرجال اور للرجال بالنساء ہے جو کہ ایک سنگین گناہ ہے۔

یہ وہ کچھ بڑے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہماری نسلیں اسلامی تعلیمات سے دور ہورہی ہیں اور وہ طرح طرح کی بے حیائیوں، فحاشیوں اور غلط کاریوں میں ملوث ہورہی ہیں۔ یہی وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے بچے دوسرے مذاہب میں رشتہ جوڑ کر اپنے دین و ایمان کو ضائع کررہے (بقیہ صـ۹ پر)

پیکرِ اخلاص ووفا مولانا محمد یونس قاسمیؒ

یہ گلشن تری یادوں سے مہکتا ہی رہے گا

تحریر: (مولانا) محمد سالم جامعی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت میں علماء حق پے در پے وفات پاتے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ اس طرح علم کو نہ اُٹھائے گا کہ اسے بندوں سے کھینچ لے بلکہ علماء کو اُٹھا کر اسے اُٹھایا جائے گا یہاں تک کہ جب زمین پر کسی عالم کو نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ جاہل بغیر علم کے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“ (بخاری)

اور یہی وجہ ہے کہ ایک عالم کی وفات کو پورے عالم کی موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس لیے قحط الرجال کے اس دور میں اہل علم حضرات کا یکے بعد دیگرے اٹھتے رہنا کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔ ابھی یکم جنوری ۲۰۲۲ء کو جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد اختر صاحبؒ کے سانحۂ ارتحال کا غم تازہ ہی تھا کہ اسی مہینہ کی ۲۳؍تاریخ کو راقم الحروف کے ساٹھ سالہ رفیق محترم اور دارالعلوم دیوبند کے ناظم اوقاف مولانا محمد مرتضیٰ اسعدیؒ نے سفر آخرت کے لیے کوچ کردیا، پھر ابھی اس حادثہ فاجعہ پر آنکھیں اشکبار ہی تھیں کہ ۱۸؍فروری ۲۰۲۲ء کو رات کے ۹ بجے یہ روح فرسا خبر مل گئی کہ آسمانِ علم وفضل کا ایک اور ستارہ ٹوٹ گیا۔ اخلاص ومحبت کا ایک اور چراغ بجھ گیا اور مدرسہ مصباح الظفر ڈھکہ کے مہتمم مولانا محمد یونس صاحبؒ نے بھی عمر عزیز کی پچاسی بہاریں گذار کر یہ کہتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی:

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

مولانا محمد یونس صاحب مرحوم کا تعلق ضلع سہارنپور کے ایک ایسے قریہ سے تھا جسے علاقہ میں اہل علم کا قریہ کہا جاتا ہے۔ اس قریہ میں حفاظ کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے شناسا بھی بڑی تعداد میں ہیں اور سرکاری اسکولوں میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں جسے عرفِ عام میں موضع مغلمزرعہ کہا جاتا ہے، آپ کی پیدائش ایک ایسے گھرانہ میں ہوئی جہاں پہلے سے ہی علم وعمل کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ آپ کے والد محترم حافظ عبداللطیف صاحبؒ خود ذی علم ہونے کے ساتھ ساتھ پنجاب کے معروف صنعتی شہر لدھیانہ میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۵؍اپریل ۱۹۳۹ء کو لدھیانہ میں ہی ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں پنجاب کے مخدوش حالات کی وجہ سے یہ خاندان اپنے وطن مالوف لوٹ آیا۔ ۱۹۴۷ء میں وطن واپسی کے فوراً بعد مولانا مرحوم کو علاقہ کے معروف تعلیمی ادارے مدرسہ تعلیم القرآن (موجودہ جامعہ اسلامیہ) ریڑھی تاجپورہ کی آغوش میں دے دیا گیا۔ یہاں آپ نے قرآن کریم حفظ وناظرہ، پرائمری درجات، فارسی اور عربی شرح جامی تک تعلیم حاصل کی جس کا سلسلہ ۱۹۵۹ء تک جاری رہا۔ اسی سال آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا جہاں سے ۱۹۶۲ء میں دورۂ حدیث سے سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مزید دو سال دارالعلوم میں قیام کرکے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ اس طرح مولانا مرحوم کا دارالعلوم میں ۱۹۶۴ء تک قیام رہا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد چند ماہ راجستھان کے شہر گنگا پورسٹی میں رہے، پھر اسی سال (۱۹۶۴ء) میں مدرسہ تعلیم القرآن حسن پور ضلع امروہہ میں بحیثیت مدرس کام کیا اور یہاں پندرہ ماہ کام کرکے مدرسہ تعلیم القرآن حسن پور کے مہتمم حضرت القاری شوکت علی صاحب چلکانویؒ کے مشورہ سے ۱۹۶۵ء کے اواخر میں مدرسہ مصباح الظفر ڈھکہ ضلع امروہہ کے اہتمام وانصرام کی ذمہ داری سنبھالی جسے آپ تادم واپسیں انجام دیتے رہے۔

راقم الحروف مدرسہ تعلیم القرآن ریڑھی تاجپورہ کا شعبۂ عربی کے سال چہارم کا نصاب مکمل کرکے جب ۱۹۶۲ء میں برائے داخلہ اپنے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اصغر صاحب قدس سرہٗ کے ہمراہ از ہر ہند دارالعلوم دیوبند پہنچا تو ہماری میزبانی کے فرائض مولانا محمد یونس مرحوم نے ہی انجام دیئے۔ میرے والد محترمؒ مولانا محمد یونس صاحبؒ کے مشفق ومربی استاذ تھے، آپ نے فارسی اور عربی شرح جامی تک کی اکثر کتابیں انھیں سے پڑھی تھیں۔

مولانا مرحوم خوش گفتار، پرنور چہرہ، معتدل قد وقامت، قلب وکردار میں پاکیزگی، متانت وسنجیدگی سے معمور فکر ومزاج وغیرہ جیسی اعلیٰ صفات کے حامل تھے۔ انھوں نے تقریباً پچپن سال مدرسہ مصباح الظفر ڈھکہ کے بام ودر سنوارنے کا جو فریضہ انجام دیا وہ اس ادارہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جو ادارہ کی تعمیر وترقی کے لیے شاہد عدل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کا خونِ جگر، آپ کی آہِ سحر گاہی اور آپ کی شبانہ روز محنتوں سے اس گلستان میں جو پھول کھلے ہیں ان کی خوشبو ایک طویل عرصہ تک محسوس کی جاتی رہے گی۔

مدرسہ مصباح الظفر ڈھکہ کی تعلیمی وتعمیری ترقی آپ کی مخلصانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ دراصل مولانا مرحوم ایک ایسی خوشبو کے مانند تھے جو دور دور تک لوگوں کے دل ودماغ کو معطر کردیتی ہے۔ یہ ہی وہ خوشبو تھی جس سے مصباح الظفر مہک رہا تھا اور اس کی یہ خوشبو آنے جانے والے کو باغ وبہار بنائے رکھتی تھی۔ انھوں نے اپنے اساتذۂ کرام بالخصوص حضرت علامہ مولانا محمد اصغر صاحبؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو بندگی کی گمنام وادیوں میں محصور رکھنے کی پوری کوشش کی لیکن نظامِ فطرت کے مطابق آپ کی یہ تواضع وانکساری آپ کے لیے رفعت وبلندی کا سبب بن گئی۔ اظہار عبدیت نے مقام محبوبیت حاصل کرلیا، شب بیداری نے بیدار مغزی عطا کی اور اصولِ ملازمت کی رعایت وپاسداری نے شہرت ومقبولیت میں چار چاند لگا دیئے۔ پابندیٔ اوقات نے پیر جواں کے تمغے سے نوازا اور خاموشی وکم گوئی نے فکر آخرت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، استغنا وبے نیازی، غنائے نفس آپ کی وہ صفاتِ حمیدہ ہیں جن پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔ ظاہر ہے ایسا باکمال اور گوہر نایاب اندھیروں میں اجالے کے مانند ہوتا ہے جس کی روشنی چھپائے سے بھی نہیں چھپتی۔ مولانا مرحوم نہ مقرر تھے نہ مصنف تھے اور نہ ہی شاہانہ کروفر کے حامل تھے مگر ایک مخلص استاذ، ایک انصاف پسند منتظم اور ایک بے لوث نگراں ومربی کی حیثیت سے انھوں نے جو شہرت پائی اسے محبوبیت کے اسی مقام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جو کسی اللہ کے خاص بندے کو منجانب اللہ عطا کیا جاتا ہے۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

راقم الحروف مولانا مرحوم کے روز مرہ کے معمولات سے واقف نہیں ہے، لیکن میں نے بارہا دیکھا کہ وہ حوصلہ واستقامت کے پہاڑ تھے۔ وہ ان خوش نصیب بندگانِ خدا میں شامل تھے جو اپنے اسلاف واکابر کے نقوشِ قدم پر چلنا اپنے لیے باعث فخر واعزاز سمجھتے ہیں۔ وہ آخر آخر تک اپنے اساتذۂ کرام بالخصوص نمونۂ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اصغر صاحب قدس سرہٗ سے افادہ واستفادہ کرتے رہے۔ غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے راقم الحروف کا سنبھل، ضلع امروہہ کا سفر ہوا۔ دہلی سے سنبھل کے راستے میں ڈھکہ واقع ہے، اس لیے پروگرام میں مولانا مرحوم سے ملاقات کو بھی شامل کرلیا گیا۔ مدرسہ مصباح الظفر میں حاضری ہوئی، ملاقات ہوئی، مولانا مرحوم نے والد محترم کے تعلق سے بہت سے واقعات سنائے۔ ساتھ ہی حضرتؒ کے کچھ افادات بھی دِکھائے جو درسی کتابوں سے متعلق تھے اور جو مولانا مرحوم نے دورانِ تدریس اپنے استاذِ محترم سے دستی یا بذریعہ ڈاک منگوائے تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مستقل معمول تھا کہ آپ کے جو معتمد شاگردانِ رشیدان کسی بھی مقام پر درس وتدریس میں مصروف ہوتے ان کی خبر گیری رکھتے اور حسب ضرورت ان کی رہنمائی فرماتے رہتے۔ مولانا محمد یونس صاحبؒ بھی آپ کے ایک ایسے ہی معتمد شاگرد تھے۔ دہلی تشریف لاتے تو راقم الحروف کے دفتر ضرور تشریف لاتے اور اپنے محترم، مشفق ومربی استاذؒ کا مسلسل تذکارِ خیر کرکے کام ودہن کی لذت محسوس کرتے۔ مئی ۲۰۱۲ء سے تادم واپسیں ۲۵؍جنوری ۲۰۱۳ء تک حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام دہلی میں رہا۔ مولانا مرحوم متعدد مرتبہ حاضر خدمت ہوئے، برابر دعائے صحت کرتے رہے اور حضرت الاستاذؒ کی دعائیں لیتے رہے۔ اب مولانا مرحوم اپنی خدماتِ جلیلہ اور اعمالِ صالحہ کا اجر حاصل کرنے کے لیے بارگاہِ ایزدی میں جاچکے ہیں۔ آج ان کا علم وعمل سے منورہ وہ نورانی چہرہ نظروں سے اوجھل ہوچکا ہے جو ان کے محبین، منتسبین ومتعلقین کے لیے وجہ تسکین وطمانیت ہوا کرتا تھا۔ وہ ستاروں کے درمیان چاند کے مانند تھے، جو بحکم الٰہی غروب ہوگیا تاہم یہ بات باعث اطمینان وسکون ہے کہ آج وہ چاند ایسے ستاروں کے درمیان ہوگا جو کبھی غروب نہیں ہوتا اس لیے یہاں کے اختتام زندگی کے بعد آخرت کی دوام زندگی کی جو صبح ہوئی ہے اس سے موت کبھی ہم آغوش نہ ہوسکے گی۔

موت کو سمجھے ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوامِ زندگی

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو ان کی دینی، اصلاحی اور تعلیمی خدمات کے صلے میں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

تری لحد پہ خدا کی رحمت، تری لحد کو سلام پہنچے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

بقیہ— غیر مسلموں میں شادی کا رجحان....

ہیں۔ وقت رہتے ہی ان تمام اسباب وعوامل پر روک لگانے کی ضرورت ہے کیونکہ جب ہم میں مرض کی تشخیص کرلی تو اس کا علاج مشکل نہیں ہے کیونکہ مرض خطرناک ضرور ہے لیکن ابھی ناسور نہیں بنا ہے۔ قبل اس کے کہ یہ ناسور بنے ہمیں اس سلسلے میں پیش رفت کرنے کی ضرورت ہے۔

تدراک

ہماری نوجوان نسل کے بگاڑ کے کچھ اہم اسباب وعوامل کا ذکر کیا گیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس برائی کو کس طرح سے کنٹرول کیا جاسکتا ہے؟ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں صدق دل سے توبہ کرنا چاہیے اور ہم سے اپنی اولاد کی تربیت میں جہاں کہیں کوتاہی ہوئی ہے اس کی تلافی کے لیے آج سے اور ابھی سے اقدام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب ہم اپنی نسل کی تربیت اسلامی طرز ونہج پر کریں گے تو یقینی طور پر وہ صحیح اور غلط کے درمیان فرق کو کرلیں گے اور ان کاموں سے دور رہیں گے جو انھیں غلط راہوں پر پہنچاتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرادیں؟ اگر غلط کو غلط کے طور پر تعارف کرادیا تو نفس لوامہ ہی ہمیں ملامت کرے گا اور پھر ہماری حالت یہ ہوگی کہ راز دارِ رسول حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی طرح ہمارے بچے بھی ہم سے برائیوں کے بارے میں پوچھیں گے مبادا وہ برائیوں میں واقع نہ ہوجائیں۔

اگر ہم اپنی اولاد کو بے حیائی، فحاشی، عریانیت اور ننگے پن سے بچانا چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ ہم انھیں عظیم اسلامی ماؤں، صحابیات، صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی داستانیں سنائیں۔ سیدہ عائشہ، سیدہ خدیجہ، سیدہ فاطمہ زہرا، سیدہ میمونہ، سیدہ کلثوم، سیدہ رقیہ، سیدہ زینب رضی اللہ عنہن وغیرہ کی زندگی کے روشن نقوش بتائیں اور انھیں بتائیں کہ ہماری ماؤں نے عفت وپاکدامنی اور شرم وحیا کا پیکر بن کر اسلام کا نام کس طرح روشن کیا۔ ان سے پہلے سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہما کی زندگیوں کے بارے میں بتائیں کہ کس طرح انھوں نے عفت وپاکدامنی کو اپنے لیے حرزِ جاں بنایا جبکہ لوط اور نوح علیہما السلام کی بیویوں نے رب کی تعلیمات سے انحراف کیا پھر اس کا جو نتیجہ کیا ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ تعلیم اگر اختلاط والی جگہوں پر ملے تو ہم کیا کریں۔ اس تعلق سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اوّلاً مسلم کمیونٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم کے لیے ایسے تعلیمی اداروں کو قائم کریں جہاں پردے کے ساتھ انھیں معقول تعلیم دی جاسکے۔ ثانیاً آپ اپنے گھروں کا ماحول ایسے بنائیے کہ گھر میں انھیں اس قدر تعلیم سے آراستہ کردیں کہ وہ علم کا منارہ بن سکیں اور ان کے علم کا پوری دُنیا میں غلغلہ ہوسکے۔ محمد بن سیرینؒ مشہور معبر خواب کے والد سیرین اور ان کی والدہ صفیہ سے ہم سیکھ سکتے ہیں کہ ان دو پاکیزہ ہستیوں نے کس طرح سے اپنی اولادوں کی تربیت کی کہ سب کے سب علم وفضل کا عظیم پیکر بنے۔ کریمہ بنت سیرین بھی عظیم محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ اگرچہ ائمہ جرح وتعدیل نے کلام کیا ہے لیکن ان کی تعلیم پر کسی نے کلام نہیں کیا ہے۔ اگر ہم سیرین جیسی تربیت اپنی اولادوں کی کرلے گئے تو یقین جانئے کہ ہمارے سماج سے برائیاں ختم ہوجائیں گی اور ہماری آنے والی نسلیں اسلامی تعلیمات کو اپنے لیے حرزِ جان بنالیں گی۔

کہا جاتا ہے کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندا کردیتی ہے۔ اسی طرح سے آپ کی اولاد اگر غلط صحبت میں پڑ گئی تو پھر آپ کی تمام محنتیں اکارت۔ بھول جائیے کہ آپ کی تگ ودو اور تربیت کے لیے کوششیں کارآمد ہوں گی بلکہ بری صحبت ہماری اولاد کے لیے زہر ہلاہل اور انتہائی مضر ہے۔ ”لاتسئل الرأ و اسئل عن قرینہ“ کہ کسی انسان کے بارے میں معلوم کرنا ہو تو اس کے دوست کے بارے میں دریافت کرلیا جائے۔ یہ مقولہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک انسان کی زندگی میں اچھے دوستوں کی کیا اہمیت ہے اور برے دوستوں کے کیا نقصانات ہیں۔

اس کے علاوہ آج جو صورتحال ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ غلط چیز کو غلط رُخ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہر مسلمان کی بات کو فتویٰ تسلیم کرلیا جاتا ہے اور کسی سرپھرے اور دین سے بھٹکے ہوئے مسلمان کا غیر مسلم لڑکی سے شادی کو لو جہاد کا نام دیا جاتا ہے اور فرقہ وارانہ رنگ دے کر یہ کوشش کی جاتی ہے کہ مسلم لڑکیوں کو کس طرح سے نقصان اور گزند پہنچایا جائے۔ چنانچہ بعض جگہوں پر منظم طور پر بھی کچھ متشدد تنظیموں سے وابستہ لوگ اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس طرح سے وہ لو جہاد کی خودساختہ اصطلاح کا بدلہ لے رہے ہیں جبکہ اسلام میں اس طرح کی کسی اصطلاح کا ادنیٰ تصور موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس طرح کی مروّجہ شادی کی نہ تو اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس کی حمایت کرتا ہے۔ اسلام کے اس موقف کو برادرانِ وطن تک پہنچانے کی اشدت ضرورت ہے۔ بعض خالص دنیا دار مسلم نام والے حضرات نے غیر مسلم خواتین سے شادیاں کی ہیں۔ انھیں بھی لو جہاد کی عینک سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ری ایکشن بھی کچھ لوگ مسلم لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسا کر دِکھانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے پرفتن دور میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کرنے اور ان کی سرگرمیوں پر نظر اشد ضرورت ہے۔ ☐☐

عالمی خبریں

امریکی سپریم کورٹ میں پہلی سیاہ فام خاتون جج نامزد

امریکی صدر جو بائیڈن نے جیکسن کو ملک کے اعلیٰ ترین عدالت کے جج کے لیے نامزد کیا۔ وہ لبرل جج اسٹیفن بریئر کی جگہ لیں گی، جنھوں نے گزشتہ ماہ اپنی سبکدوشی کا اعلان کیا تھا۔ صدر جو بائیڈن نے جیکسن کی نامزدگی کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے فخر ہورہا ہے کہ میں جج کیتانجی براؤن جیکسن کو سپریم کورٹ کی خدمت کے لیے نامزد کررہا ہوں۔ وہ ملک میں قانون کے روشن دماغوں میں سے ایک ہیں اور ایک غیر معمولی جج ہوں گی۔ صدر بائیڈن نے جیکسن کو کثرت رائے بنانے والی مصدقہ شخصیت قرار دیا اور کہا کہ انہیں اس بات کی عملی سمجھ بوجھ ہے کہ قانون سب امریکیوں کے لیے برابر اور مساوی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ منصفانہ سوچ کی مالک ہیں اور حق اور انصاف کو سربلند رکھیں گی۔ امریکی صدر نے کہا کہ ایک عرصے تک ہماری حکومتیں، ہماری عدالتیں امریکہ کی طرح دکھائی نہیں دیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ایک عدالت ہماری قوم کی مکمل صلاحیتوں اور عظمتوں کا مظہر ہوگی۔ اکیاون سالہ جیکسن فی الحال واشنگٹن ڈی سی کے کورٹ آف اپیلز میں جج کے طور پر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ انہوں نے ہارورڈ لا اسکول سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔

جرمنی میں کم از کم فی گھنٹہ اجرت بارہ یورو دینے کا فیصلہ

برلن میں چانسلر اولاف شولس کی قیادت میں گزشتہ برس کے اواخر میں قائم ہونے والی مخلوط حکومت میں تین سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ چانسلر شولس کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی، ماحول پسندوں کی گرین پارٹی اور ترقی پسندوں کی فری ڈیموکریٹک پارٹی۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ملکی عوام سے گزشتہ برس موسم خزاں میں کیا جانے والا ایک کلیدی انتخابی وعدہ یہ بھی تھا کہ عام کارکنوں کے لیے کم از کم فی گھنٹہ اجرت بڑھا کر ۱۲ یورو کردی جائے گی۔ ۲۳؍فروری کو برلن میں ہونے والے وفاقی کابینہ کے ایک اجلاس میں اس وعدے پر عمل درآمد کی راہ ہموار کردی گئی۔ جرمنی میں اس وقت ایسے عام کارکنوں کے لیے، جو اپنے شعبے کے ماہر پیشہ ور کارکن نہ ہوں، قانونی طور پر طے کردہ کم از کم فی گھنٹہ اجرت ۹٫۸۲ یورو بنتی ہے۔ وفاقی کابینہ نے جو فیصلہ کیا، اس سے ملک بھر میں کم از کم بھی ۶٫۲ ملین کارکنوں کو مالی فائدہ ہوگا۔

دنیا یوکرین میں طویل جنگ کے لئے تیار رہے: فرانسیسی صدر

فرانس کے صدر ایمانوئل میکخواں نے خبردار کیا ہے کہ دنیا کو روس اور یوکرین کے درمیان ایک طویل جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے کے مطابق فرانسیسی صدر کا یہ بیان ماسکو کی جانب سے اپنے مغرب نواز ہمسائے یوکرین پر حملے بعد سامنے آیا ہے۔ انھوں نے پیرس میں زراعت کے سالانہ میلے کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس صبح اگر میں آپ کو کچھ بتا سکوں تو وہ یہ ہے کہ جنگ جاری رہے گی، بحران جاری رہے گا اور اس کے بعد آنے والے بحران بھی طویل مدتی نتائج لائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ جنگ یورپ میں لوٹ آئی ہے، جنگ اور انسانیت کو المناک واقعات سے دوچار کرنے والی صورت حال کا انتخاب صدر پوتن نے یکطرفہ طور پر کیا ہے، یوکرین کے لوگ مزاحمت کررہے ہیں جبکہ یورپ یوکرین کے لوگوں کی جانب سے مزاحمت کرنے کے لیے موجود ہے۔

ماہِ شعبان المعظم کے فضائل واعمال

قرآن وسنت کی روشنی میں

تحریر: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

شعبان ہجری تقویم کا آٹھواں مہینہ ہے جو اپنی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے ماہ رمضان کے لئے پیش خیمہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس مہینے میں رمضان المبارک کے استقبال، اس کے سایہ فگن ہونے سے قبل ہی اس کی مکمل تیاری اور مختلف ضروری امور سے یکسوئی کا بھرپور موقع ملتا ہے، یہ وہ قابل قدر مہینہ ہے جس کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور آپ نے اس میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی، نیز اس ماہ کو اعمال کی پیشی کا مہینہ قرار دیا اور امت کی اس سلسلہ میں غفلت وبے توجہی کی پیشین گوئی دیتے ہوئے فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ عام طور پر غفلت برتتے ہیں۔ (سنن نسائی) غور کیا جائے تو مستند روایات اور تاریخی واقعات کے تناظر میں اس ماہ کی بالخصوص اس کی پندرھویں شب کی بڑی فضیلت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

وجہ تسمیہ: شعبان تشعب سے ماخوذ ہے اور تشعب کے معنیٰ تفرق (پھیلنے اور عام ہونے) کے ہیں، چونکہ اس ماہ میں خیر کثیر پھیل جاتا ہے اس لئے اس کو شعبان کہا جاتا ہے یا اس مہینے میں اہل عرب حرمت والے آخری مہینے رجب المرجب کے بعد لوٹ مار کے لیے منتشر ہو جاتے تھے اس مناسبت سے اس کو شعبان کہتے تھے۔

بعض علماء نے شعبان کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی ہے کہ یہ شعبہ سے ماخوذ ہے؛ جس کے معنی حصہ کے ہیں، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وفضل کے خاص شعبہ جات کام کرنا شروع کردیتے ہیں؛ اس لئے بھی اسے شعبان سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (ملخص از فتح الباری شرح البخاری)

اہم تاریخی واقعات: اس مہینے میں بہت سارے اہم اور تاریخی واقعات رونما ہوئے: آپ کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، اسی مہینے میں تاریخ اسلام کا عظیم غزوہ، غزوۂ بنو المصطلق پیش آیا، اسی مہینے میں آپ نے حضرت حفصہ اور جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا، تیمّم سے متعلق احکام کا نزول اسی مہینے میں ہوا، اسی مہینے میں حضرت حسین بن علیؓ، حضرت زین العابدین اور حضرت ابوالفضل عباس وغیرہم کی ولادت ہوئی اور صحابہ وتابعین میں حضرت مغیرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت عرباضؓ، اور امام ابوحنیفہؒ کی وفات ہوئی۔

بہ کثرت روزوں کا اہتمام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں روحانیت اور ملکوتیت کو بڑھانے کے لیے جہاں فرض روزوں کی تعلیم فرمائی، وہیں نفل روزے رکھنے کی بھی ترغیب دی بالخصوص ماہ شعبان میں آپ سے بہ کثرت روزے رکھنا منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزے رکھنا شروع فرماتے تو ہم کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب روزہ رکھنا ختم نہ کریں گے اور جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ نہ رکھنے پہ آتے تو ہم یہ کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب روزہ کبھی نہ رکھیں گے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شریف کے علاوہ کسی اور مہینہ کے مکمل روزے رکھتے نہیں دیکھا اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث ۱۹۶۹، صحیح مسلم: رقم الحدیث ۱۱۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مہینہ میں شعبان کے مہینہ سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دنوں کے علاوہ تقریباً شعبان کے روزے رکھتے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔ (جامع الترمذی: رقم الحدیث ۷۳۶)

فائدہ: یہاں پورے شعبان کے روزے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے، کیونکہ بعض مرتبہ اکثر پر 'کل' کا اطلاق کردیا جاتا ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزہ رکھتے نہیں دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں، اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (نسائی، مسند احمد، ابوداود ۲۰۷۶)

فائدہ: بعض دیگر احادیث میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع بھی فرمایا گیا ہے، تاکہ اس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں دشواری نہ ہو اور رمضان کا امتیاز نمایاں ہوکر سامنے آئے۔ (بخاری، کتاب الصوم۔ مسلم، کتاب الصیام)

شعبان کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت سے روزہ رکھنے کی علماء نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں:

(۱) چونکہ اس مہینہ میں اللہ رب العزت کے دربار میں بندوں کے اعمال کی پیشی ہوتی ہے؛ اس لیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال کی پیشی ہو تو میں روزے کی حالت میں رہوں، یہ بات حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت میں موجود ہے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ پورے سال میں مرنے والوں کی فہرست اسی مہینے میں ملک الموت کے حوالے کی جاتی ہے؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں ملک الموت کو احکام دیے جائیں تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہوں۔ (معارف الحدیث)

(۳) رمضان المبارک کے قریب ہونے اور اس کے خاص انوار وبرکات سے مناسبت پیدا کرنے کے شوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں روزے کا اہتمام کثرت سے فرماتے تھے، جس طرح فرض نمازوں سے پہلے سنتیں پڑھتے تھے، اسی طرح فرض روزے سے پہلے نفلی روزے رکھا کرتے تھے اور جس طرح فرض کے بعد سنتیں اور نفلیں پڑھتے تھے؛ اسی طرح رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھتے اور اس کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔

پندرھویں شب

یوں تو مکمل ماہِ شعبان مختلف جہتوں سے برکتوں اور سعادتوں کا مجموعہ ہے، خصوصاً اس کی پندرھویں رات جس کو شب براءت اور لیلۂ مبارکہ کہتے ہیں، باقی شعبان کی راتوں؛ بلکہ تمام سال کی اکثر راتوں سے افضل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات اللہ رب العزت اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتے ہیں؛ بخشش چاہنے والوں کو بخش دیتے ہیں، رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتے ہیں اور بغض رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی: رقم الحدیث ۳۵۵۴)

ایک اور روایت حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: (اے عائشہ!) کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس رات یعنی شعبان کی پندرھویں رات میں کیا ہوتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس میں کیا ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سال جتنے انسان پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے لوگ اس سال میں مرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اس رات میں لکھ دیے جاتے ہیں۔ اس رات بنی آدم کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی مقررہ روزی اترتی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: رقم الحدیث ۱۳۰۵)

خطبۂ استقبال رمضان:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں صحابہ کرامؓ کو اکٹھا کرتے اور خطبہ دیتے؛ جس میں انہیں رمضان کے فضائل ومسائل بیان کرتے، رمضان کی عظمت واہمیت کے پیش نظر اس کی تیاری کے سلسلے میں توجہ دلاتے۔

ایسے ہی ایک خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! عنقریب تم پر ایک عظیم الشان ماہ مبارک سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ مبارک میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے (یعنی شب قدر)۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کیے، اس کے قیام کو اپنی خوشنودی کا ذریعہ قرار دیا، تو جس شخص نے اس ماہ میں ایک چھوٹا سا کار خیر انجام دیا اس نے دیگر ماہ کے فرائض کے برابر نیکی حاصل کرلی، یہ صبر اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔

یہ وہ ماہ مبارک ہے، جس میں اللہ اپنے بندوں کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا۔ روزے دار کے روزے میں کمی کیے بغیر اس نے روزے دار کے برابر ثواب حاصل کیا۔ اور خود کو جہنم سے بچالیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر شخص تو روزے دار کو افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے روزے دار کو پانی کا گھونٹ پلایا، یا دودھ کا گھونٹ پلایا، یا ایک کھجور کے ذریعے افطار کرایا اس کا اجر اسی کے برابر ہے اور اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ اس سے روزے دار کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ جس نے اپنے ماتحتوں سے ہلکا کام لیا اس کے لیے بھی جہنم سے نجات ہے۔ (مشکوۃ شریف)

لہٰذا ہم ماہ مبارک کی آمد سے پہلے پہلے اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اور اس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کرلیں تاکہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں اور اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا مقصد اور ماحصل ہے۔ رمضان وعید وغیرہ کی ضروری خریداری بھی شعبان میں کرلینی چاہیے؛ تاکہ رمضان میں بازار جانے کی نوبت نہ آئے اور ہم ہر قسم کے جھمیلوں سے یکسو ہوکر رمضان المبارک کو خالص عبادات میں گزار سکیں۔ حق تعالیٰ ہمیں شعبان کی خوب قدر کرنے، زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ میں حصہ لینے اور رمضان کی تیاری کرنے کی بھرپور توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ◻◻

لہٰذا ہم ماہ مبارک کی آمد سے پہلے پہلے اس کے مقام، اس کی عظمت، اس کی فضیلت، اس کے مقصد اور اس کے پیغام کو اپنے ذہن میں تازہ کرلیں تاکہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں اور اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے اندر تقویٰ کی صفت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزہ کا مقصد اور ماحصل ہے۔ رمضان و عید وغیرہ کی ضروری خریداری بھی شعبان میں کرلینی چاہیے؛ تاکہ رمضان میں بازار جانے کی نوبت نہ آئے اور ہم ہر قسم کے جھمیلوں سے یکسو ہوکر رمضان المبارک کو خالص عبادات میں گزار سکیں۔

بچوں کا گوشہ
بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کا معاملہ کیجیے (۲)

اسلام جو دنیا کے تمام مذاہب میں سب سے معتدل اور سب سے متوازن ہے اور اس نے تمام شعبوں میں اپنے ماننے والوں کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے، اس نے معاشرے اور قوم کے مستقبل کو بہتر زندگی فراہم کرنے اور ان کو ایک باوقار فرد بنانے کے لیے بھی رہنمائی کی ہے، اسلام کا نظریہ بچوں کی تربیت اور ان کی نگرانی ودیکھ بھال کے تئیں بھی نہایت ہی شفاف اور واضح ہے۔ اسلام پہلے یہ بتاتا ہے کہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں فانی ہیں اور رشتے ناطے بھی دائمی نہیں ہیں، ان کی بھی کچھ خاص بنیادیں ہیں، جن پر یہ ٹکے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں دراصل ان رشتوں یا کسی بھی اور چیز کی اہمیت نہیں ہے بلکہ انسان کے ذاتی اعمال وکردار اس کا مقام متعین کرتے ہیں اور عند اللہ اس کا موقر یا بے وزن ہونا طے کرتے ہیں، اس لیے اولاد کے حوالے سے بھی آدمی کو بہت ہی معتدل راہ اختیار کرنی چاہیے، نہ ان سے اتنی زیادہ محبت کی جائے کہ اس چکر میں حلال وحرام کی تمیز ہی نہ رہے اور انسان اپنی اولاد کی محبت میں اپنے خالق کی یاد سے غافل ہوجائے اور نہ ان کی طرف سے بالکل بے پرواہونے کی اجازت ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے رب کے یہاں بہت اچھی اور اُمید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔'' (الکہف: ۴۶) اس آیت کا مطلب صاف ہے کہ مال اور اولاد کا جو رشتہ ہے، وہ بس اس دنیا کا ہے اور انفرادی طور پر کامیابی کا مدار ہمارے ذاتی اعمال ہیں۔ البتہ اولاد کی اگر بہتر تربیت کی جائے اور اس کے ساتھ رحمت وشفقت کا برتاؤ کیا جائے، تو یہ اولاد مرنے کے بعد بھی صدقۂ جاریہ ثابت ہوگی اور دعائے مغفرت کرتی رہے گی۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔ (سنن ابوداؤد) اس کی تاکید کرتے ہوئے ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: ''نرمی جب بھی کسی چیز میں آتی ہے تو اسے خوبصورت بنادیتی ہے اور کسی چیز سے نکلتی ہے تو عیب دار بنادیتی ہے۔'' (صحیح مسلم) رفق ایک ایسی صفت ہے جو بہت سے معانی ومفاہیم کو شامل ہے، یہ رحم، نرمی، لطف وکرم اور محبت ومؤدت کے مفہوم کو شامل ہے، یہ مومنوں کا زیور اور متقیوں کی زینت ہے، اور سب سے زیادہ صفتِ رفق ورحمت کا جو مستحق ہے وہ چھوٹا بچہ ہے، نبیؐ کا فرمان ہے: ''اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو اچھی طرح ادب سکھاؤ۔'' (سنن ابن ماجہ)

گوشۂ خواتین
زیب وزینت کے شرعی احکام (۲)

اگرچہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لیے زیب وزینت کے باب میں قدرے گنجائش ونرمی اختیار کی لیکن اس کے ساتھ ہی انھیں پابند کیا کہ ایسا کوئی قدم ہرگز نہ اُٹھائیں جس سے فتنے کو تقویت ملے اور بے حیائی وفحاشی کا دروازہ کھل جائے۔ اس سلسلے میں شریعت نے عورتوں کو پابند کیا کہ سوائے محارم کے کسی کے سامنے زیب وزینت کا اظہار نہ کریں۔

زیب وزینت بناؤ سنگھار کے اظہار کی اجازت صرف شوہر اور محارم کے سامنے ہے، ان میں شوہر اصل ہے کیونکہ عادتاً عورتیں چنداں اس بات کی خواہاں نہیں ہوتیں کہ اپنے والد، بھائی وغیرہ کے سامنے اظہارِ زینت کریں، بلکہ دیندار وشریف گھرانوں میں اسے نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ بیٹی یا بہن، والدہ بھائی کے سامنے بن ٹھن کر رہے ہیں۔

جب اصل مقصد شوہر کو خوش وراضی کرنا ہے تو شوہر کے لیے زیب وزینت کرنا یہ ہے کہ گھر میں ہی زیب وزینت کی جائے، نہ کہ باہر نکلتے وقت۔ گھر میں سادہ لباس اور عام حالت میں رہنا اور باہر نکلتے وقت خوب اہتمام کرنا شرعاً کسی صورت جائز نہیں۔ یہ زیب وزینت شوہر کے لیے نہیں بلکہ اجانب وغیرہ محارم کے لیے ہے۔

علامہ ابن حاج مالکیؒ فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں عورتوں نے احکام شرع کی پاسداری تو کجا مخالفت کی ٹھانی ہے، چنانچہ گھروں میں اپنی عادت کے مطابق میلے لباس، پراگندہ بالوں اور پسینے میں شرابور رہتی ہیں، اگر کوئی اجنبی بھی انھیں دیکھے تو نفرت وناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گا تو شوہر کا دل کس طرح ان کے ساتھ رہنا گوارا کرے گا؟

لیکن جب یہی عورت باہر نکلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو عمدہ سے عمدہ لباس وزیورات سے مزین ہوکر راستے کے درمیان یوں چلتی ہیں جیسے کوئی نویلی دلہن ہو۔ یہ سب سنت سے غفلت اعراض اور سلف صالحین کے طریقے کی خلاف ورزی ہے۔

صفحہ تحفظ ختم نبوت

قادیانیت: انگریزوں کا خودکاشتہ پودا (۱)

تحریر: محمد عارف جیسلمیری

سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھے اور جنھیں حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت سے انبیائے بنی اسرائیل کہا گیا۔ اس طول طویل عرصہ میں آپ کے دوسرے فرزند سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے کوئی ایک بھی رسول یا نبی مبعوث نہیں ہوا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جو آخری نبی مبعوث ہونے والے تھے، اس نبی سے متعلق مکمل تفصیلات کا ذکر کتب سماویہ میں کردیا گیا تھا کیونکہ بقول مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانیؒ رسول کی بعثت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتی، وہ کوئی اجنبی نہیں ہوتا جو عام لوگوں سے اٹھ کر دعوت کے لیے منبر سنبھال لیتا ہے۔ اس کی آمد سے پہلے نبیوں کی ایک بڑی جماعت اس کا تعارف کراتی ہے، اس تعارف میں ابہام ہوتا ہے نہ اجمال۔ اس میں اس کا وطن، اس کی زندگی کے خاص خاص واقعات، اس کے ساتھیوں کی صفات، اس کی دعوت کے خصائص، اس کا زمانہ، اس کی قوم، اس کا نام غرض ہر چیز وضاحت کے ساتھ بتائی جاتی ہے، وہ آتا ہے تو اپنی دعوت کی ابتدا اسی حوالہ سے کرتا ہے اور اپنے مخالفوں پر اتمام حجت کے لیے بار بار یہی کہتا ہے کہ ”مصدقا لما بین یدی“ یعنی میں تمہارے ہاں پہلے سے موجود پیشین گوئیوں کا مصداق بن کے آیا ہوں، وہ اس بات کو ان کے سامنے اپنی صداقت کی قطعی دلیل کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک آنے والے جلیل القدر انبیاء و رسل نے دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو اپنی قوم پر یہ بھی واضح کردیا تھا کہ وہ آنے والا نبی بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ بنی اسماعیل سے ہوگا۔

موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و آمد کی جو خبریں دیں وہ تحریف شدہ کتب میں آج بھی موجود ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ان اخبار کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

”خداوند تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ اس کی تم سننا اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لیے انھیں کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔“ (استثناء باب ۱۸، آیت ۱۵-۱۹)

اس عبارت میں ”تیرے ہی بھائیوں میں سے“ اور ”انھیں کے بھائیوں میں سے“ کے الفاظ سے آپؐ کے بنی اسماعیل سے ہونے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متعلق کئی پیشین گوئیوں میں سے چند ایک یہ ہیں:

”یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے، اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے، دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں، مگر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔“ (متی: باب ۱۴، آیت ۳۰)

قرآن کریم میں بھی متعدد مقامات پر ان موسوی و عیسوی پیشین گوئیوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔

سورۂ اعراف میں اہل ایمان کی صفات کے بیان میں ارشادِ باری ہے: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ.

سورۂ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق گفتگو قرآن کریم نے ان الفاظ میں نقل کی ہے: وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ.

یہود و نصاریٰ اپنی اپنی کتب کی تصریحات کے مطابق اس نبی آخرالزماں کے منتظر تھے، بلکہ مدینہ منورہ میں اس نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے علاقے کی نشانیاں اور علامتیں دیکھ کر بعضے اہل کتاب نے مدینہ منورہ ہی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ یہود و نصاریٰ اپنے معاصرین و مخالفین سے کہا کرتے تھے کہ ان نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرکے ہم پوری دنیا پر چھا جائیں گے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر انسانی تعارف انھیں کے ذریعے ہوا۔

اس سب کے ساتھ انھیں یقین کی حد تک امید و توقع تھی کہ وہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنی اسرائیل ہی سے ہوں گے۔ اللہ عزاسمہٗ نے ایک طویل عرصہ تک سلسلۂ نبوت و رسالت کو بنی اسرائیل میں جاری رکھنے کے بعد اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم و اختیار کے تحت بنی اسماعیل میں سے مبعوث فرمایا، بس یہی بات ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو ناگوارِ خاطر گزری اور اسے انھوں نے اپنی توقعات اور امیدوں کا خون سمجھا، حالانکہ یہ کوئی قابل اعتراض اثر نہ تھا جو کچھ بھی ہوا ان کے پالنہار کی حکمت عملی و مصلحت اور اسی کے حکم سے ہوا اور پھر ان نبی آخرالزماںؐ کی آمد سے برسہا برس پہلے خود ان کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا واضح اشارہ بھی دے دیا تھا، بس انھیں اوّل وہلہ ہی میں ان پر ایمان لے آنا چاہیے تھا، مگر ایسا نہ ہوسکا، یہودی و عیسائی دُنیا کا بہ نظر غائب مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حد درجہ ضدی واڑیل قسم کی قوم ہیں۔ اپنی چاہت کے خلاف نبی کا اقدام بھی انھیں راس نہ آیا اور صرف اسی جرم بے گناہی میں خدا معلوم کتنے ہی اپنے وقت کے اولوالعزم پیغمبران کے ہاتھوں شہید ہوئے، یہی ان کا وصف یہود کو عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی جانب لے گیا اور اسی کے طفیل وہ رومی بادشاہ کے ہاتھوں آپ کو مصلوب کرانے کے درپے ہوئے، مگر اللہ رب العزت نے انھیں زندہ آسمان پر اُٹھالیا اور آخرش ان کی اسی ادا نے نبی آخرالزماںؐ کا دامن تھامنے سے انھیں روک دیا۔ اہل کتاب ایسے حساس و اہم موقع پر اپنے پیغمبروں کی زبانی تعلیمات اور کتب سماویہ میں موجود اس سلسلے کی تصریحات (جن کا کامل مصداق ہمارے نبی تھے) کے علی الرغم آپؐ کی اور آپؐ پر نازل شدہ شریعت کی تکذیب اور نبی و متبعین نبی کی ایذارسانی پر اُتر آئے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے یہودی آپؐ پر ایمان لائے، مگر ایسے سعید انسانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی شاید نہ تھی۔ اکثریت نسل پرست اور تعصب پرست تھی جس نے دعوائے نبوت و رسالت کے ساتھ ہی آپؐ کے پیغام کی مخالفت کو اپنا مشن بنایا، قدم قدم پر دھوکے دیئے، بعض مواقع پر العیاذ باللہ ہمارے نبی کے قتل کی ناکام سازش میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شرکت کی اور متعدد معرکوں میں نبی و اصحابِ نبی کے مقابلے مشرکین مکہ اور دیگر کفارِ عرب کی افواج کی تعداد بڑھائی۔

یہ ذہنی و نسلی تعصب نسل در نسل ان میں چلتا رہا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مسلم دشمنی میں مزید اضافہ ہی ہوتا رہا اور شروع سے ان کی کوشش رہی کہ کس طرح اسلام ور مسلمان کمزور ہوں اور دنیا کے نقشے پر صرف اور صرف ہماری ہی حکومت و چودھراہٹ قائم ہو، اس کے لیے وہ پچھلے ڈیڑھ ہزار سال سے ہر قسم کے مکروہ ہتھکنڈے اپناتے آرہے ہیں۔

یہودی و عیسائی یہ دونوں قومیں ایک زمانہ تک باہم ایک دوسرے کی حریف و دشمن رہی ہیں کیونکہ عیسائیوں کے خیال کے مطابق یہودیوں نے ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پھانسی پر چڑھانے کا ناقابل معافی جرم کیا تھا، مگر نبی آخر الزماںؐ کی آمد کے بعد یہود نے عیسائیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور مسلم دشمنی جو دونوں ہی ان مغضوب وضال قوموں کا مشترکہ مشن ہے، اس مشن کی مضبوطی کی خاطر عیسائیوں نے بھی ان کی یہ خطا معاف کردی اور دونوں مل کر اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہیں۔

انھوں نے ہر دور میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی اپنے طور پر کوشش جاری رکھیں اور دنیا کی ہر اسلام دشمن تنظیم و تحریک کی حوصلہ افزائی کے علاوہ خود مسلمانوں میں سے کچھ غدارانِ اسلام کو تلاش کرنا، اپنے مذموم مقاصد کی نشر و اشاعت کی خاطر انھیں آلہ کار بنانا اور اس کے عوض ان کو جانی و مالی امداد بہم پہنچانا اپنا سب سے اہم اور اوّلین فریضہ سمجھا اور اس دوسری شق پر بھی بڑی مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ قادیانیت جس کی ایک واضح مثال ہے، جو اپنے خانہ ساز نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے اصل بانیان یہود و نصاریٰ کی زیرنگرانی اپنی پیدائش سے لے کر اب تک دنیا بھر میں کفر و شرک کے جراثیم پھیلانے کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعماری و تخریبی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور اس نمک حلالی کے نتیجہ میں یہود و نصاریٰ کی مادّی عنایات سے خوب خوب محظوظ و مستفید ہوئی اور ہورہی ہے اور یہ اسی کرم نوازی کا مظہر ہے کہ قادیانیوں کو اسرائیل جیسے اسلام دشمن خطہ میں اسلام مخالف سرگرمیاں جاری رکھنے کی مکمل اجازت ہے اور اس کے لیے باضابطہ اچھے خاصے قطعہ اراضی پر انھوں نے ایک بڑا مرکز بھی قائم کررکھا ہے۔

نشانانِ منزل منزل کا پتہ دیتے ہیں (جاری)

درود و سلام

علامہ منصورؔ بجنوری

میرے مولا کے محبوب، خیر البشر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
زندگی میری بے کیف و بے نور تھی، گردشِ وقت میں گھر کے مجبور تھی
محسنِ بزمِ کل، نازشِ دو جہاں، آپ کی رحمتیں برکتیں بے کراں
آپ کا جو نہیں وہ خدا کا نہیں، آپ سرکار ہیں رحمتِ عالمیں
آپ کے در پہ سرکار حاضر ہوں میں، آپ کی ذات ہے فخر، فاخر ہوں میں
ہے کرم مجھ کو بلوالیا آپ نے، اپنے روضہ کو دکھلادیا آپ نے
کہہ رہی ہے خموشی سے ہر اک نظر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
آپ کی چاہ میں ہوگیا یہ سفر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
آپ کی شان پر ہے فدا ہر بشر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
آپ نے دشمنوں کی بھی رکھی خبر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
میرے محسن، مربی، مرے راہبر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
عمر بھر ورنہ رہتی مری آنکھ تر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر
راہ دکھلائی منصور کو آپ نے، یہ بھٹک جائے منزل سے ممکن نہیں
ساری کونین کے آپ ہیں راہبر، ہوں کروڑوں درود وسلام آپ پر

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بہترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔
صفحات ۱۹۶ — سائز: ۲۳×۳۶/۸ — قیمت -/150
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

دہلی فساد متاثرین کی بازآبادکاری، قانونی اقدامات اور جمعیۃ علماء ہند

۲۳؍اور ۲۴؍فروری کی درمیانی شب دہلی میں فساد اور لوٹ مار کی خوفناک تصویر ابھر کر سامنے آئی جب شمال مشرقی دہلی کے علاقوں میں سیلنڈر کے استعمال سے گھروں، مسجد اور دکانوں میں آگ لگائی گئی، پچاس سے زائد لوگوں کو مار ڈالا گیا اور دکانوں اور مکانوں کی باقیات کو لوٹ لیا گیا۔ ۱۹۸۴ء کے بعد یہ پہلی بار ہے جب دلی میں اتنے بڑے پیمانے پر فسادات ہوئے ہیں۔ یہ فسادات تین روز جاری رہے اور متاثرین اور گراؤنڈ پر موجود صحافیوں نے بتایا کہ یا تو پولیس موجود ہی نہیں تھی یا جو تھی وہ معقول کارروائی نہیں کر رہی تھی۔ درحقیقت یہ فساد نہیں تھا بلکہ ایک پروگرام تھا کیونکہ اس میں پولیس انتظامیہ بھی ملوث تھی جیسا کہ مختلف ویڈیو سے انکشاف ہوا ہے۔ برجپوری میں مسجد اور مدرسوں پر حملہ کرنے والے افراد پولیس کے لباس میں آئے تھے، وہاں پر حملہ کے شکار ہوئے۔ ۸۴ سالہ حاجی محمد عباس نے بتایا۔ اس فساد میں مسلم اقلیت کے دکان مکان ہی نہیں جلائے گئے بلکہ ان کی جانیں بھی تلف ہوئیں، اس کی وجہ سے بڑی تعداد میں بچے والد کے سائے سے محروم ہوگئے اور کئی خاندان تنہا روزی روٹی کمانے والے سے محروم ہوگئے۔ دہلی فساد کے سلسلے میں مختلف آئینی اور سماجی اداروں کی طرف سے کی گئی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ میں بھی اس کا انکشاف ہوا فساد نہ صرف منظم بلکہ ایک طرفہ تھا۔ رپورٹ میں یہاں تک کہا گیا کہ دہلی پولیس کا کردار فساد کے دوران ٹھیک نہیں رہا اور کئی وارداتوں میں خود پولیس کے افراد شامل تھے۔

جمعیۃ علماء ہند کی خدمات

ایسے حالات میں جمعیۃ علماء ہند نے ہمیشہ کی طرح کمربستہ ہوکر مظلوموں کی مدد کی بلکہ لگاتار کر رہی ہے۔ فساد کے شروع دن میں جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم مولانا محمود اسعد مدنی صاحب بنگلہ دیش کے دورے پر تھے، جیسے ہی ان کو یہ اطلاع موصول ہوئی، وہ فوراً دہلی واپس تشریف لے آئے اور وہ مولانا حکیم الدین قاسمی موجودہ جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند اور مولانا نیاز احمد فاروقی سکریٹری جمعیۃ علماء ہند و دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ۲۴؍فروری ۲۰۲۰ء کی شام سیدھے گرو تیغ بہادر ہاسپٹل (جی ٹی بی) پہنچے اور زخمیوں سے ملاقات کرکے ان کے دکھ کو سانجھا کیا، اس کے بعد وفد مدرسہ باب العلوم جعفر آباد پہنچا جہاں ذمہ داروں سے مل کر ریلیف کے کاموں کو منظم کرنے کی تلقین کی۔ ۲۷؍فروری ۲۰۲۰ء کو صبح مولانا مدنی دہلی فساد کے متاثرہ علاقے مصطفیٰ آباد و اطراف کے دورے پر نکلے اور متاثرین سے ملاقات کرکے ان کی دکھ بھری داستان سنی، ساتھ ہی انھوں نے مدرسہ بیت العلوم شاخ مصطفیٰ آباد کو ریلیف سینٹر بنانے کا فیصلہ کیا۔ وہ دن ہے اور آج ہے، دو سال کا عرصہ بیت گیا، جمعیۃ علمائے ہند لگاتار مظلوموں کی داد رسی کر رہی ہے، اس نے سب سے راحت رسانی کا کام کیا، لوگوں کو کیمپوں سے نکال کر ان کے گھروں تک پہنچانا، ان کا حوصلہ بڑھانا اور ان کی جلی ہوئی ضروریات زندگی کا فوراً انتظام کرنا یہ اہم ترین مشغلہ رہا۔ اس سفر میں جمعیۃ علماء ہند کی دیگر ریاستی یونٹیں، جمعیۃ علماء تامل ناڈو، جماعت علما سبائی تامل ناڈو وغیرہم کا بھی اہم تعاون رہا۔ بعد میں جمعیۃ علماء ہند نے بازآبادکاری اور مقدمات پر توجہ دی۔

امداد و بازآبادکاری کے کام

(۱) فساد متاثرہ تاجروں کی بازآبادکاری۔ تقریباً ایسے ایک سو چھپیس تاجروں کی بازآبادکاری کی گئی جن کے دکان جلادیے گئے تھے، اس پر مبلغ اکتالیس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(۲) شہیدوں کے اہل خانہ کی گیارہ لاکھ روپے کے ذریعہ خصوصی امداد کی گئی۔

(۳) عیدالفطر کے موقع پر چودہ لاکھ روپے کی مالیت سے عید کٹس تقسیم کی گئیں۔

(۴) اس کے علاوہ انتہائی غریب متاثرہ خاندانوں اور بیواؤں کی خصوصی مالی مدد کی گئی۔

(۵) ۴۵ دکانوں اور ۱۶۶ مکانوں کی تعمیر نو کی گئی جس پر ایک کروڑ بیس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(۷) دس مساجد کی تعمیر نو کی گئی جس پر اٹھاسی لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(۸) فساد سے متاثرہ مشہور ٹائر مارکیٹ میں ۹۷ دکانوں کی مرمت اور ۲۲۴ دکانوں میں رنگ و روغن کا کام کیا گیا۔

(۹) ایس ای اسکول کراول نگر کی تعمیر نو اسی طرح مدرسہ جامعۃ الہدی برج پوری کی تعمیر نو کی گئی جن پر مبلغ دس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

(۱۰) اس طرح سے مجموعی طور سے ریلیف، بازآبادکاری پر کل ساڑھے پانچ کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

قانونی جد وجہد

شمالی مشرقی دہلی فساد کے بعد مسلم اقلیت کے خلاف پولیس انتظامیہ اور تحقیقاتی اداروں کی عصبیت جگ ظاہر رہی ہے۔ دہلی فساد کے مقدمات دیکھنے والے چار ججوں میں سے ایک جج اے ایس جے یادو نے کئی احکامات پاس کیے جن میں انھوں نے پولیس کی تفتیش کو بے وقوفی، مضحکہ خیز، بے رحم، غیر نتیجہ خیز، اور ناکارہ قرار دیا۔

فساد سے متعلق ۱۵۰ یا اس سے زیادہ مقدمات کے دوران جج صاحب نے پولس کے خلاف متعدد تنقیدی ریمارکس نوٹ کیے۔ انھوں نے کہا کہ جب تقسیم کے بعد دارالحکومت کے بدترین فرقہ وارانہ فسادات پر نظر ڈالی جائے گی تو سائنٹفک انکوائری کی کمی یقینی طور پر جمہوریت کے محافظوں کو اذیت دے گی۔

ایسے حالات میں جمعیۃ علماء ہند نے بے قصوروں کو انصاف دلانے کے لیے قانونی سطح پر طویل جدوجہد کی اور یہ جدوجہد لگاتار جاری ہے۔ ان مقدمات کی مجموعی طور سے نگرانی ایڈوکیٹ نیاز احمد فاروقی صاحب سکریٹری جمعیۃ علماء ہند کر رہے ہیں۔ اس کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:

دہلی فساد کے بعد دہلی ہائی کورٹ میں پی آئی ایل

فساد سے متعلق منصفانہ انکوائری کے لیے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے دہلی ہائی کورٹ میں ایک پی آئی ایل داخل کی گئی۔ جس پر گزشتہ ۲۵؍نومبر ۲۰۲۱ء کو ہدایت جاری کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے پولیس سے کہا ہے کہ گرفتاریوں اور مقدمات سے متعلق سبھی کارروائیوں کی رپورٹ عدالت میں داخل کی جائے۔ اس مقدمہ میں ہمارے وکیل سینئر وکیل محترمہ جون چودھری اور ایڈو طیب خاں ایڈوکیٹ ہیں۔

شیووہار مدینہ مسجد کا قضیہ

دہلی فساد میں شیووہار کی مدینہ مسجد کو فسادیوں نے سلینڈر ڈال کر تباہ کر دیا تھا، لیکن عقل پر ماتم کیجیے کہ اس حادثہ میں اس مسجد کے ذمہ دار حاجی محمد ہاشم نے شکایت کی تھی، تو ان کو ہی جیل میں بند کر دیا گیا یعنی شکایت کنندہ کو ملزم بنا کر پیش کیا گیا۔ اس لیے اس مقدمہ کو جمعیۃ علماء ہند نے خاص طور پر لیا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے اس کے وکیل ایڈوکیٹ ایم آر شمشاد ہیں۔ اسی مقدمہ سے جڑا ہوا معاملہ حاجی محمد ہاشم کا ہے۔ حاجی محمد ہاشم کی مدینہ مسجد سے متعلق شکایت اور فساد کے دوسرے مقدمہ کو ایک ایف آئی آر میں کلب کرکے دہلی پولیس نے الٹے حاجی محمد ہاشم کو گرفتار کرلیا تھا، اس طرح حاجی محمد ہاشم ایک ہی مقدمہ میں ملزم اور شکایت کنندہ دونوں بن گئے۔ جمعیۃ علماء ہند کی عدالت میں شکایت پر معزز جج ونود یادو نے اس پر حیرت کا اظہار کیا اور حاجی محمد ہاشم اور ان کے صاحبزادے کو فوری ضمانت کی ہدایت دی۔ اس وقت ان کا مقدمہ ٹرائل پر ہے۔ اس کے وکیل بھی ایڈوکیٹ ایم آر شمشاد ہیں۔

الحمدللہ اب تک جمعیۃ علماء ہند کی کوششوں سے ۵۰۳ مقدمات میں ضمانت ملی ہے، جس پر کل خرچ چوراسی لاکھ پچیس ہزار روپے ہے۔

ضمانت کے بعد سب سے بڑا مسئلہ ان مقدمات کا ہے جو ٹرائل پر ہیں، یعنی جن مقدمات میں چارج شیٹ داخل ہوگئی اور اب مجرمانہ حیثیت اور سزا پر سماعت جاری ہے۔ سردست جمعیۃ علماء ہند اس طرح کے تقریباً ۱۶۰ مقدمات لڑ رہی ہے، جن میں مختلف عدالتوں میں جمعیۃ علماء ہند کے وکلاء ایڈوکیٹ سلیم ملک، ایڈوکیٹ عبدالغفار، ایڈوکیٹ شمیم اختر، ایڈوکیٹ ایم آر شمشاد اور ایڈوکیٹ سرور مندر نمائندگی کر رہے ہیں۔ دنیا یہ جانتی ہے کہ عدالتوں میں مقدمات میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے اور اس پر آنے والا خرچ کیا ہوتا ہے، اس لیے جو مقدمات ٹرائل پر ہیں ان پر بھاری صرفہ آئے گا، ایک اندازہ ہے کہ اس پر تین کروڑ روپے کا صرفہ ممکن ہے۔

صدر جمعیۃ علمائے ہند حضرت مولانا محمود مدنی صاحب کا پیغام

دہلی فساد ہندستان کی تاریخ میں اس لیے بہت زیادہ کوٹ کیا گیا کیونکہ یہ ملک کی راجدھانی میں پیش آیا، اس کی وجہ سے یہ بین الاقوامی حیثیت میں بدل گیا اور اس سے ملک کی کافی بدنامی ہوئی۔ ساتھ ہی جانی و مالی نقصانات ہوئے، یہ نقصانات ہندو اور مسلمان کے نہیں بلکہ ملک کے ہوئے۔ جمعیۃ علماء ہند جس کی خدمت خلق کی ایک تاریخ رہی ہے، اور جس نے آزادی وطن کے بعد تعمیر وطن کا ذمہ لیا ہے، اس نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے جمعیۃ علماء ہند کے خدام سے یہاں بھی خدمت کا کام لیا اور جو کام حکومتوں کو کرنا چاہیے، وہ جمعیۃ نے انجام دیا۔ گزشتہ سال شیووہار کالونی کی بازآبادکاری مکمل ہونے پر خاکسار وہاں گیا تھا، وہاں زندگی کی دوبارہ واپسی پر مسرت ہوئی تھی، جمعیۃ علماء ہند نے وہاں مکانات بنائے، دکانوں کی مرمت کی اور تاجروں کو مالی تعاون کرکے دوبارہ تجارت سے لگایا، پوری ٹائر مارکیٹ کو دوبارہ زندہ کیا، یہ ایسی مارکیٹ ہے جس سے ہزاروں افراد کو روزگار ملتا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند انسانیت کی بنیاد پر کام کرتی ہے، جمعیۃ علماء ہند نے یہاں جو کچھ بھی کیا ہے وہ صرف اپنی ذمہ داری ادا کی اور بلاتفریق مذہب و ملت ہر ایک کو فائدہ پہنچایا۔ آج ہم قانونی امداد کر رہے ہیں، اس پر وسائل کا بوجھ ہے، لوگ ہمارے پاس آرہے ہیں کہ ہمیں دو سال بعد بھی معاوضہ نہیں ملا، ہمارے وکلا ان کے لیے قانونی پیروی کر رہے ہیں۔

ملک کے موجودہ نظام میں سرکاری امداد پہنچنے میں اتنی تاخیر ہوجاتی ہے کہ اگر سماجی و رفاہی تنظیمیں آگے نہ آئیں تو کئی خاندان مایوسی اور فاقہ کشی کا شکار ہوجائیں۔ ہم نے اس سے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کی۔ جمعیۃ علماء کی تاریخ ہے کہ وہ متاثرین کے ساتھ آخر دم تک کھڑی رہتی ہے۔ ہم وقتی ریلیف دے کر پیچھے ہٹ نہیں جاتے بلکہ جب تک صورتحال بہتر نہ ہوجائے، ہم آج تک ان کے درمیان ہیں اور آگے بھی رہیں گے۔

مولانا نیاز احمد فاروقی نگراں مقدمات دہلی فسادات

جمعیۃ علماء ہند انصاف دلانے کی جدوجہد کر رہی ہے، ہم تین سطحوں پر مقابلہ کر رہے ہیں: نمبر ایک: ہم چاہتے ہیں کہ دہلی فساد کی منصفانہ انکوائری ہو اور اس کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اس کے لیے ہم دہلی ہائی کورٹ میں مقدمہ لڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف ہماری جدوجہد ان بے قصور لوگوں کو انصاف (باقی صفحہ ۱۴ پر)

تجزیہ — م-س-ج

ہندو انتہا پسند ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے

ہندستان مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر جتھوں کی شکل میں تشدد کرنے والا ملک بن چکا ہے۔ ہندستان کی عالمی شہرت یافتہ مصنفہ ارون دھتی رائے نے ایک انٹرویو کے دوران مودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ بات کہی۔ مصنفہ ارون دھتی رائے کا کہنا تھا کہ ہندستان میں ہندو قوم پرستی ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا سبب بن سکتی ہے۔ ہندستان گزشتہ پانچ سال کے دوران جتھوں کی شکل میں تشدد کرنے والی قوم بن چکا ہے۔ ہندو انتہا پسند دن دہاڑے مسلمانوں اور دلتوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کرکے ویڈیوز دیدہ دلیری سے یوٹیوب پر ڈال دیتے ہیں۔ بھارت کی موجودہ صورتحال مایوس کن ہے۔ ہندو قوم پرستی کی وجہ سے ہندستان ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ کشمیر کو آزادی حاصل ہونی چاہیے۔ کشمیری بھارت کا حصہ کیوں بننا چاہیں گے۔ ارون دھتی رائے کا مزید کہنا تھا کہ بھارت اس وقت افراتفری، انتشار اور کنفیوژن کا شکار ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ بھارت میں لوگ نریندر مودی اور بی جے پی کے فاشزم کی مزاحمت کریں گے۔ ارون دھتی رائے نے مزید کہا ہے کہ ہندو قوم پرستی کی سوچ تفرقہ انگیز ہے اور ملک کے عوام اسے کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ سینئر صحافی کرن تھاپر کو دیئے گئے انٹرویو میں ارون دھتی رائے نے بی جے پی کو فاشسٹ قرار دیا اور یہ بھی کہا کہ انھیں امید ہے کہ ملک ایک دن ان کی مخالفت کرے گا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے ہندستانی عوام پر بھروسہ ہے اور یقین ہے کہ ملک اس تاریک خلیج سے نکل آئے گا۔ مصنفہ نے کہا کہ مودی صنعت کاروں کے پسندیدہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ مودی کے پسندیدہ صنعت کاروں میں سے ایک نے دولت کے معاملے میں دوسرے کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اڈانی کی سلطنت کی مالیت ۸۸ بلین ڈالر ہے اور امبانی کی غالباً ۸۷ بلین ڈالر ہے۔ اڈانی کی دولت میں ۵۱ بلین ڈالر کا اضافہ صرف پچھلے سال ہوا، جب ہندستان کے لوگ غریبی، بھوک اور بے روزگاری کی لپیٹ میں تھے۔ مودی کے آنے کے بعد ملک میں تقسیم اور تفاوت میں اضافہ ہوا ہے۔ ملک کے سو لوگوں کے پاس ہندستان کی جی ڈی پی کا ۲۵ فیصد ہے۔ اترپردیش کے ایک کسان نے بہت درست تبصرہ کیا تھا کہ ملک کو چار لوگ چلاتے ہیں، دو بیچتے ہیں اور دو خریدتے ہیں۔ چاروں کا تعلق گجرات سے ہے۔ ارون دھتی رائے نے کہا کہ امبانی اور اڈانی کی بندرگاہوں، کانوں، میڈیا، انٹرنیٹ، پیٹروکیمیکل سمیت کئی چیزوں پر اجارہ داری ہے۔ راہل گاندھی امیر اور غریب ہندستان کی بات کرتے ہیں تو اویسی نفرت اور محبت کی بات کرتے ہیں لیکن یہ سبھی طویل عرصے سے کارپوریٹ ہاؤسز کے ساتھ ہیں۔ واضح رہے کہ ارون دھتی رائے ماضی میں بھی اسی طرح بی جے پی پر حملہ آور ہوتی رہی ہیں جبکہ بی جے پی ارون دھتی رائے کے ان الزامات کو مسترد کرتی آئی ہے۔ ارون دھتی رائے نے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ہندستان کے دعوے پر سوال اُٹھاتے ہوئے کہا کہ مودی حکومت میں جمہوریت کے ستون چاہے وہ پریس ہوں، عدالتیں ہوں، خفیہ ایجنسیاں ہوں، فوج، تعلیمی ادارے ہوں، کہیں نہ کہیں ان پر ہندو قوم پرست نظریے کا اثر دیکھا جارہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ شہریت ترمیمی قانون، زراعت ایکٹ، آرٹیکل ۳۷۰ کی منسوخی پارلیمنٹ میں غیر آئینی اقدامات تھے کیونکہ اس سے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں متاثر ہوئی ہیں۔ ارون دھتی رائے نے کہا کہ وزیراعظم کے دفتر کا وزیراعظم غلط استعمال کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں بی جے پی نے لوگوں کو اس طرح الجھا دیا ہے کہ لوگ اس پارٹی کو ملک سمجھنے لگے ہیں۔ اگر آپ بی جے پی پر تنقید کرتے ہیں تو یہ ملک کی تنقید ہے۔ اگر بی جے پی عظیم ہے تو ملک عظیم ہے۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ ملک میں جمہوریت آہستہ آہستہ تباہ ہورہی ہے۔ کیا ہندستان ایک سیکولر سیاست سے ہندو راشٹر بننے کی طرف بڑھ رہا ہے؟ اس سوال کے جواب میں رائے نے کہا کہ حال ہی میں دھرم سنسد میں مسلمانوں کے قتل عام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ہندوؤں کو ہتھیار اٹھانے کو کہا گیا ہے۔ اس کے مرکزی ملزم یتی نرسمہانند کو حال ہی میں ضمانت ملی ہے۔ اس بارے میں ہر کوئی خاموش ہے۔ اس ملک میں شاعر، ادیب، پروفیسر، وکیل جیل میں ہیں لیکن جو آدمی کھلم کھلا نسل کشی کی بات کرتا ہے اسے ضمانت مل جاتی ہے۔

کشمیر میں شراب کیلئے مزید لائسنس کا اجرا ناقابل برداشت

متحدہ مجلس علما جموں و کشمیر کا ایک انتہائی اہم اور غیر معمولی اجلاس، مجلس کے بانی صدر اور ممتاز عالم دین مولانا رحمت اللہ میر القاسمی ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کی صدارت میں مرکزی جامع مسجد سرینگر کے صدر دفتر پر منعقد ہوا۔ اجلاس میں اس بات پر انتہائی حیرت اور تعجب کا اظہار کیا گیا کہ ایک طرف حکومت جموں و کشمیر میں منشیات کی روک تھام اور انسداد کے حوالے سے بڑے بڑے دعوے کر رہی ہے اور دوسری طرف شراب جیسی ام الخبائث اور لعنت کو عام کرنے کے لئے مزید لائسنسوں کا اجرا کیا جارہا ہے۔ اجلاس میں یہ بات زور دے کر کہی گئی کہ اس طرح کے اقدامات کشمیری عوام کے لئے کسی بھی قیمت پر قابل قبول نہیں ہیں۔ اس لئے حکومت کو اس طرح کے فیصلے فوری طور پر واپس لینا چاہئے۔ اجلاس میں کشمیری معاشرہ کی ہمہ جہت اصلاح اور بہتری کے لئے مجلس علما کے زیراہتمام، ریاست گیر سطح پر ایک مہم چلانے کی پرزور وکالت کی گئی اور کہا گیا کہ مجلس کا اجلاس ہر ماہ پابندی سے بلایا جائے تاکہ زمینی صورتحال کا جائزہ لے کر اصلاح معاشرہ کی مہم میں تیزی لائی جاسکے۔ اجلاس میں جامع مسجد سرینگر کو مقفل رکھنے اور میرواعظ کشمیر کی پرامن دینی، دعوتی اور سماجی سرگرمیوں پر قدغنوں کیخلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ آج جبکہ آثار شریف درگاہ حضرت بل، روحانی مرکز خانقاہ معلیٰ، آستانہ عالیہ چرار شریف، مرکزی امام باڑہ بڈگام اور دیگر تمام مقامات عبادت و ریاضت کیلئے کھول دیئے گئے ہیں معراج النبیؐ، شب برات اور مقدس ماہ رمضان المبارک کی آمد کے پیش نظر جامع مسجد کھول دینے کے ساتھ ساتھ میرواعظ کی فوری رہائی یقینی بنائی جائے۔ اپنی صدارتی خطاب میں مولانا رحمت اللہ قاسمی نے پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ کشمیری معاشرہ کی زبوں حالی اور اصلاحی کوششوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس یقین کا اظہار کیا کہ ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ہمیں اپنی مثبت اور اصلاحی کوششوں میں مزید تیزی لانے کی ضرورت ہے۔

کھیل کی دنیا
مجھے ریٹائرمنٹ کا مشورہ دیا گیا: ساہا

مہندر سنگھ دھونی کے ریٹائرمنٹ کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ساہا کو ٹیسٹ ٹیم سے مکمل طور پر باہر کیا گیا ہے۔ کچھ عرصے سے ساہا اور رشبھ پنت ٹیسٹ کرکٹ میں ٹیم انڈیا کی وکٹ کیپنگ کی ذمہ داری نبھا رہے تھے، تاہم پچھلے دو سالوں سے پنت نے ساہا پر برتری لے لی تھی۔ ٹیم سے ڈراپ ہونے کے بعد ساہا نے کرکٹ انفو سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں کبھی ناراض نہیں ہوتا ہوں اور نہ ہی اب ہوں۔ مجھے سلیکشن کے اس فیصلے سے جنوبی افریقہ میں ہی آگاہ کر دیا گیا تھا لیکن میں نے اس بارے میں کسی کو نہیں بتایا۔ انھوں نے بتایا کہ جنوبی افریقہ سیریز کے بعد راہل بھائی (راہل دراوڑ، ہیڈ کوچ) نے مجھے کمرے میں بلایا اور کہا کہ روہی! میں نہیں جانتا کہ یہ کیسے کہنا ہے، لیکن سلیکٹرز اور ٹیم مینجمنٹ اب ایک نئے چہرے کی تلاش میں ہیں۔ چونکہ آپ ہمارے پہلے وکٹ کیپر نہیں ہیں اور آپ پلیئنگ الیون میں بھی نہیں ہیں اس لیے اب ہم کسی نوجوان وکٹ کیپر کو ٹیسٹ ٹیم میں رکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا او کے کوئی بات نہیں۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ اگر آپ سری لنکا کے خلاف ٹیم میں منتخب نہیں ہوتے ہیں تو حیران نہ ہوں۔ تب تک اگر آپ کوئی اور فیصلہ لینا چاہتے ہیں تو لے سکتے ہیں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ میں ریٹائرمنٹ کے بارے میں نہیں سوچ رہا ہوں۔ میں نے کرکٹ کھیلنا اس لیے شروع کیا کیونکہ مجھے یہ کھیل پسند ہے اور کھیلوں گا جب تک مجھے اچھا لگے گا۔

دس بارہ دنوں کے بعد مجھے چیتن شرما (چیف آف سلیکشن) کا فون آیا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کیا تم رنجی ٹرافی میں کھیل رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ پھر انھوں نے وہی بات دہرائی جو راہل بھائی نے کہی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ صرف اس سیریز کے لیے ہے یا آسٹریلیا اور انگلینڈ کی سیریز کے لیے بھی؟ تو انھوں نے کہا کہ اب آپ کو انتخاب کے لیے آگے کبھی کنسیڈر نہیں کیا جائے گا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ میری کارکردگی اور فٹنس کی وجہ سے ہے یا میری عمر کی وجہ سے؟ انھوں نے کہا کہ فارم اور فٹنس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اب ہم ٹیم میں نئے چہرے دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ آپ کو ڈراپ کیے بغیر ممکن نہیں۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ اگر آپ رنجی ٹرافی کھیلنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کا فیصلہ ہے۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کو ریٹائر ہونے پر مجبور کیا گیا؟ تو انھوں نے کہا کہ جب سلیکٹرز اور کوچ نے مجھے بتایا کہ وہ اس کے بارے میں سوچ رہے ہیں، یہ تب ہی مجھے محسوس ہو گیا تھا کہ یہ صرف ایک یا دو لوگوں کا فیصلہ نہیں ہے، اس میں صدر، نائب صدر اور دیگر عہدیدار بھی شامل ہیں۔ میرے لیے سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ جب میں نے نیوزی لینڈ کے خلاف کانپور میں زخمی ہونے کے باوجود رن بنائے تو دادا (گنگولی) نے مجھے میسیج کیا اور مبارکباد دی اور کہا کہ جب تک وہ بورڈ میں ہیں تب تک وہ ٹیم میں رہیں گے۔ اس کے بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے ایک ہی سیریز بعد جو مجھ سے کہا گیا وہ ٹھیک اس کے برعکس تھا۔

کرس گیل کراچی کنگز کے ہیڈ کوچ بننے کے خواہاں

ویسٹ انڈیز کے مایہ ناز بیٹر کرس گیل نے آئندہ برس پاکستان سپر لیگ (پی ایس ایل) میں کراچی کنگز کا کوچ بننے کی خواہش کا اظہار کر دیا۔ سوشل میڈیا پر کرس گیل نے ایک پیغام جاری کیا جس میں انھوں نے کہا ہے کہ میں آئندہ برس کراچی کنگز کا نیا ہیڈ کوچ ہوں گا۔ انھوں نے ہیش ٹیگ یونیورس باس کے ساتھ یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس حوالے سے کسی طرح کی بحث نہیں ہوگی۔ واضح رہے کہ پی ایس ایل ۷ میں کراچی کنگز کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے۔ اس نے اب تک نو میچ کھیل لیے ہیں جبکہ صرف ایک ہی میں کامیابی حاصل کر سکی اور آٹھ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ خیال رہے کہ کرس گیل ۲۰۱۷ء کے ایونٹ میں کراچی کنگز کی نمائندگی بھی کر چکے ہیں۔

امرت راج کا ہندستانی کھلاڑیوں کو متحد ہو کر کھیلنے کا مشورہ

سابق ٹینس کھلاڑی پرکاش امرت راج نے ہندستانی ٹینس ٹیم کو ڈنمارک کے خلاف ڈیوس کپ مقابلے میں ایک یونٹ کی طرح کھیلنے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ میچ ۴؍اور ۵؍مارچ کو یہاں جمخانہ کلب میں کھیلا جائے گا۔ پرکاش نے کہا کہ جب کھلاڑی ملک کو آگے رکھتے ہیں تو مخصوص چیزیں سامنے آتی ہیں۔ یہاں آپ کو اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ پرکاش کسی زمانے میں ملک کے سب سے اونچی رینکنگ کے کھلاڑی تھے اور انھیں ٹینس کا شوق وراثت میں ملا تھا۔ وہ ٹینس کے عظیم کھلاڑی وجے امرت راج کے بیٹے ہیں۔ رام کمار رامناتھن، پرجنیش گنیشورن، دیوج شرن اور روہن بوپنا اس ورلڈ گروپ-۱ کے پلے آف میچ میں ہندستانی ٹیم کے رکن ہیں۔ ڈنمارک ٹیم میں ہولگر رونے سب سے اونچی رینکنگ (۸۸) کھلاڑی ہیں۔ اس میچ کے فاتح کو اس سال کے آخر میں ورلڈ گروپ-۱ میں کھیلنے کا موقع ملے گا۔ پرکاش نے کہا کہ بیشک ڈنمارک کی ٹیم میں کئی اعلیٰ رینکنگ کھلاڑی ہیں لیکن اس کے باوجود ہم اس مقابلے کے فیورٹ ہیں۔ کندھے کی چوٹ کی وجہ سے پرکاش کا کیریئر بہت زیادہ آگے نہیں بڑھ پایا تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ بطور اسپورٹ پرزنٹر اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

طب وصحت
روزانہ دس منٹ کی ہلکی دوڑ دماغ کو مضبوط بناتی ہے

جاپانی سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ روزانہ ہلکی رفتار سے صرف دس منٹ تک دوڑا جائے تو دماغ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ موڈ بھی خوشگوار رہنے لگتا ہے۔ ورزش اور جسمانی مشقت کے صحت پر مثبت اثرات کے حوالے سے یہ کوئی پہلی تحقیق ہرگز نہیں بلکہ اس بارے میں سائنسی تحقیقات کا سلسلہ کئی سال سے جاری ہے۔ ان تحقیقات میں ہر بار ایک منفرد انداز سے ذہنی وجسمانی صحت کے لیے ورزش اور مشقت کے فائدے سامنے آئے ہیں۔ البتہ ہر تحقیق کے بعد جسمانی مشقت/ ورزش کی شدت اور مدت کے اثرات کا اظہار الگ انداز سے ہوا۔ جاپان میں ہونے والی یہ تحقیق بھی اسی سلسلے کی تازہ کڑی ہے جس میں ۲۶ صحت مند رضا کار بھرتی کیے گئے۔ مختلف مرحلوں میں ان رضا کاروں کو دس منٹ تک ٹریڈمل پر ہلکی رفتار سے دوڑانے کے علاوہ آرام بھی دیا گیا جبکہ ہر مرحلے پر خصوصی اور حساس آلات سے ان میں خون کی روانی، بالخصوص دماغوں تک پہنچنے والے خون کا مشاہدہ کیا گیا۔ ہر مرحلے کے بعد رضا کاروں کی یادداشت، تجزیاتی صلاحیت، مزاج (موڈ) اور دوسری دماغی کیفیات جانچی گئیں۔ صرف دس منٹ تک ہلکی رفتار سے دوڑنے (جاگنگ کرنے) کے بعد رضا کاروں کی یادداشت اور ذہانت نمایاں طور پر بہتر ہوئی جبکہ ان کا موڈ بھی خوشگوار رہا۔ البتہ جب ان ہی رضا کاروں نے چند روز تک آرام کرنے کے بعد اور کسی بھی قسم کی ورزش کیے بغیر یہ تمام آزمائشیں ایک بار پھر انجام دیں تو ان کی کارکردگی بھی بہت کم دیکھی گئی۔ ورزش دوا ہے اور جس طرح مختلف دواؤں کے اثرات ان کی اقسام کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح الگ الگ ورزشوں کا اثر بھی ان کی نوعیت، مدت اور شدت کے اعتبار سے الگ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ہیڈیا کی سویا نے کہا کہ جوسوکوبا یونیورسٹی میں فیکلٹی آف ہیلتھ اینڈ اسپورٹس سائنسز کے پروفسر ہیں۔ تازہ تحقیق کی روشنی میں جاپانی ماہرین نے تجویز کیا ہے کہ اگر آپ کے پاس بہت زیادہ وقت نہیں تب بھی اگر آپ کسی طرح روزانہ صرف دس منٹ کے لیے ہلکی رفتار سے دوڑنے کی عادت بنالیں تو یہ آپ کی جسمانی صحت کے علاوہ ذہانت اور موڈ بہتر بنانے میں بھی بہت مفید ثابت ہوگا۔ □□

ایک دن میں کتنے کپ سبز چائے پی جاسکتی ہے؟

ماہرین کی جانب سے صحت کیلئے نہایت مفید قرار دیئے جانے والا قہوہ یعنی سبز چائے کی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں جن کے استعمال سے صحت پر بیشمار فوائد اور مختلف بیماریوں سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔ طبّی ماہرین کی جانب سے شوگر، ہائی بلڈ پریشر، ذہنی دباؤ، موٹاپے اور مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے لیے روزانہ کی بنیاد پر سبز چائے کا استعمال تجویز کیا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق سبز چائے جہاں ہر بیماری کی جڑ موٹاپے پر کنٹرول فراہم کرتی ہے وہیں اس میں کیفین ہونے کے سبب جسمانی اعضاء کی کارکردگی بھی بہتر ہوتی ہے۔ طبّی وغذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ سبز چائے پینے کے سبب شریانوں کی تنگی اور سختی دور ہوتی ہے۔ سبز چائے میں منفی بیکٹیریاز اور جراثیم کو ختم کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے جس کے نتیجے میں یہ جسم میں موجود مضر صحت مادّوں کے اخراج اور مجموعی صحت برقرار رکھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سبز چائے میں موجود اینٹی آکسیڈنٹس کینسر کے خطرات کو کم کرتے ہیں۔ اس کا استعمال جسم میں موجود قدرتی نظام قوتِ مدافعت کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ روزانہ سبز چائے کا استعمال کینسر کے بڑھتے ہوئے خطرات کو روکتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ سبز چائے کو اپنے روزانہ کی روٹین میں شامل کر کے بے شمار فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں مگر اس کا زیادہ استعمال مضر صحت بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ طبّی ماہرین کے مطابق ایک دن میں کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ پانچ کپ سبز چائے کا استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ سبز چائے کا استعمال انتہائی نقصاندہ ثابت ہوسکتا ہے۔ سبز چائے کی زیادتی نیند، خون میں کمی، ذہنی دباؤ، ہڈیوں کے بھربھرے پن کا سبب بنتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آپ دن میں دو سے تین کپ گرین ٹی پی رہے ہیں تو ایسی صورت میں دودھ والی چائے یا کافی کا استعمال ترک کر دیں۔ ایک دن میں ایک کپ گرین ٹی کے ساتھ دودھ والی چائے یا کافی کا استعمال کی جاسکتا ہے۔

ادبیات

یہ بندۂ عاجز ہے توحید کا دیوانہ

مولانا امام علی دانش

عالم ترا دیوانہ اے جلوۂ جانانہ
موسیٰ بھی ہوئے بے خود، پی کر ترا پیمانہ

آنکھوں میں نہیں طاقت، جو دیکھ سکیں تجھ کو
ورنہ ترے جلوؤں سے آباد ہے کاشانہ

کھاتے ہیں ترا یارب، پیتے ہیں ترا یارب
پانی بھی دیا تو نے، تو نے ہی دیا دانہ

ذرّوں کی چمک تجھ سے، پھولوں کی مہک تجھ سے
تو حاضر و ناظر ہے، گلشن ہو کہ ویرانہ

تو مالکِ جنت ہے، تو مالکِ دوزخ ہے
وہ فیض کریمانہ، یہ عدل حکیمانہ

ہر قسم عبادت کی لازم ہے فقط تیری
سجدہ ہو کہ قربانی، منّت ہو کہ نذرانہ

بندے ہیں سبھی تیرے، تو مالک وخالق ہے
کرتا ہے دعا تجھ سے، ہر شخص فقیرانہ

تو نے ہی محمد کو بخشی ہے مسیحائی
تیری ہی نوازش ہے طیبہ کا شفاخانہ

دانش کو بچا یارب! در در کی غلامی سے
یہ بندۂ عاجز ہے توحید کا دیوانہ

ہر سانس میں حق بات کا اظہار کریں گے

قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

ہر سانس میں حق بات کا اظہار کریں گے
ہم دین کے جذبات کو بیدار کریں گے

باطل کے خداؤں کی خدائی سے بغاوت
ہے جرم اگر، جرم یہ سو بار کریں گے

حق بات کے کہنے سے رکے ہیں نہ رکیں گے
”حق بات تہہ تیغ و سرِدار کریں گے“

اللہ و محمدؐ پہ ہے ایمان ہمارا
ہم ان پہ فدا جان کو سو بار کریں گے

کتنا بھی برا مانیں مذاہب کے مخالف
مذہب سے وفاداری کا اظہار کریں گے

جاتی ہے اگر جان تو سو بار چلی جائے
ہرگز نہ کبھی منّتِ اغیار کریں گے

ایمان کی دولت جنھیں اللہ نے دی ہے
ہر جھوٹی نبوت کا وہ انکار کریں گے

دھوڈالیں گے دامن سے ریاکاری کے دھبے
ہر شخص کو ہم صاحبِ کردار کریں گے

جو دیش کے دشمن بھی ہیں اور دشمنِ دیں بھی
ہم دیش کو اُن سب سے خبردار کریں گے

آزادی کے جانبازوں کا جب ذکر چھڑے گا
ہم تذکرۂ مجلسِ احرار کریں گے

مرعوب نہ ہوں گے کسی طاقت سے بھی حافظؔ
ہم اپنا قلم اور شرر بار کریں گے

اپنی شکست کا مجھے احساس ہوگا

ڈاکٹر حنیف ترین سنبھلی

نکلو ہوا کے خول سے کہتی ہے یہ زمین
لگتی ہے آسمان سے ہر شئے بہت حسین

اپنی شکست کا مجھے احساس ہوگیا
جب سرسرائی جنگ میں خود میری آستین

پہنچیں اب اس مقام پہ جنگی عداوتیں
سالم ہیں بستیاں مگر اِک بھی نہیں مکیں

خواہش کے جنگلوں سے نکلتے ہیں کالے ناگ
تنہائی چھیڑ دیتی ہے جب نیم شب میں بین

سولی پہ روز لٹکے ہے فکر و خیال کی
وہ شخص جو بلا کا ہے حساس اور ذہین

منظر جہت جہت کے ہوئے ہیں عیاں حنیفؔ
آئی ہے جب نگاہ کے ہاتھوں میں دُوربین

بیچ رستے میں یہ کمبخت دغا دیتی ہے

فاروق ارگلی فقیرؔ

عشقیہ شاعری کب درسِ وفا دیتی ہے
سادہ لوحوں کو یہ ترغیبِ زنا دیتی ہے

جب بھی کم ظرف سیاست پہ عروج آتا ہے
اپنی اوقات زمانے کو دِکھا دیتی ہے

برف سی سرد محبت کی تمازت توبہ
آگ بہتے ہوئے دریا میں لگا دیتی ہے

زندگی یوں تو سکھاتی ہے محبت کرنا
بیچ رستے میں یہ کمبخت دغا دیتی ہے

محشری شور کے پرہول سے سناٹے میں
صرف احساس کی خاموشی صدا دیتی ہے

کیسے ناداں ہیں جو خواہش کو برا کہتے ہیں
یہ تو سوئے ہوئے جذبوں کو جگا دیتی ہے

شاعری کچھ بھی نہیں پھر بھی بڑی شے ہے فقیرؔ
اپنی آواز سے دُنیا کو ہلا دیتی ہے

بکھرتا جاتا ہے شیرازہ اپنی عظمت کا

افضل شیر کوٹی

ہماری قوم میں فقدان ہے قیادت کا
بکھرتا جاتا ہے شیرازہ اپنی عظمت کا

جو مل کے بیٹھیں تو بن جائیں بگڑی تقدیریں
ہر ایک دل میں جلاؤ دیا اخوت کا

صفوں میں اپنی ہمیں اتحاد لانا ہے
کریں مظاہرہ پرجوش اپنی طاقت کا

ہو حصہ داری حکومت میں تابع داری نہیں
بناؤ غیر کو مختار تم نہ قسمت کا

ابھی نہ سمجھے تو مٹ جاؤگے مسلمانو!
سمجھئے کھیل ذرا ووٹ کی سیاست کا

بقیہ— دہلی فساد متاثرین....

دلانا ہے جن کو دہلی پولیس کی غیر ذمہ دارانہ انکوائری کی وجہ سے قید کیا گیا، تیسری طرف ہماری جدوجہد ان لوگوں کے لیے بھی ہے جن کو آج تک معقول معاوضہ نہیں ملا۔

مولانا حکیم الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند

دہلی فساد کے بعد سے ہی احقر کو فساد متاثرہ علاقوں میں کام کرنے کا موقع ملا، جمعیۃ علماء ہند کا وفد اس رات شیووہار پہنچا تھا جب شیووہار کے زیادہ مظلومین کیمپ میں پناہ لیے ہوئے تھے، جمعیۃ علماء کی کوششوں سے ان کو دوبارہ اپنے گھر واپس آنے کا موقع ملا۔ جمعیۃ علما کی ٹیم کو کئی ایسے فساد متاثرین کی خدمت کا موقع ملا جو زندہ تو رہ گئے مگر ان کی زندگی بے کیف ہوگئی، کسی کی آنکھ تیزاب سے ختم کردی گئی، کسی کا ہاتھ کٹ گیا، ایسے لوگوں کا علاج سے لے کر گھر بنانے تک اور ان کے مقدمات تک ہر سطح پر جمعیۃ نے تعاون کیا۔ اس کی مثال محمد وکیل شیووہار ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند کے کارکنان، جمعیۃ علماء دہلی کے ذمہ دار بالخصوص مولانا داؤد امینی، مولانا اخلاق قاسمی مصطفیٰ آباد، ہمارے ساتھیوں میں مولانا جمال قاسمی، مولانا غیور احمد قاسمی، مولانا عرفان قاسمی وغیرہم نے شب و روز محنت کی۔ ہم یہ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سالم رکھے اور ایسے دن دوبارہ دیکھنے کو نہ ملے۔□□

بقیہ :—— گاہے گاہے باز خواں...

گاہ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ اس لیے کہ قانون کی رو سے ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو جو مذہبی عمارتیں موجود تھیں ان کا مذہبی کردار تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند مولانا سیّد محمود مدنی ایم پی نے بڑودہ کے فرقہ وارانہ فساد کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اسے مودی حکومت کی ایک منظّم سازش قرار دیا ہے۔ مولانا مدنی نے مطالبہ کیا کہ اس فساد کی غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی جائے اور اس کے پس پشت جو عناصر کارفرما ہیں ان کی نشاندہی کر کے انھیں کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔

ہمیں انصاف کے تعلق سے مودی حکومت سے ذرہ برابر بھی کوئی امید نہیں ہے۔ ۲۰۰۷ء میں گجرات میں اسمبلی انتخابات ہونے والے ہیں۔ مودی حکومت کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ ہندو ووٹ بینک کو متحد رکھنے کی کوشش کی جاتی رہے جبکہ ۲۰۰۲ء کے گجرات فسادات کے نتیجہ میں مودی کو یہ بخوبی اندازہ ہوگیا ہے کہ ہندو ووٹ بینک کو کس طرح متحد رکھا جاسکتا ہے اس لیے مودی کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ ریاست میں فرقہ وارانہ ماحول کو گرم رکھا جائے۔ اب یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کو فرقہ وارانہ آگ سے بچانے کے لیے کیا کچھ کرتی ہے۔ سیکولر سیاسی پارٹیوں اور حقوق انسانی کی تنظیموں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ گجرات میں غیر جانبدارانہ اور پرسکون ماحول میں انتخابات کرانے کے لیے مودی حکومت کو برخاست کر کے وہاں صدر کی حکومت قائم کی جائے اور اسی کے انتظام میں اسمبلی انتخابات کرائے جائیں۔ الیکشن کمیشن بھی یہ تجویز پیش کرتا رہا ہے کہ جس ریاست میں انتخابات ہوں وہاں چھ ماہ پہلے صدر کی حکومت قائم کردینی چاہیے تاکہ غیر جانبدارانہ انتخابات ممکن ہوسکیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مرکزی حکومت گجرات سے اس کا تجربہ شروع کرے۔ امید ہے کہ اس کے بہتر اور مثبت نتائج برآمد ہوں جو آنے والے کل کیلئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

بقیہ :—— دریچہ پاکستان

انسانی تباہی سے بچنے کے لیے افغان عوام کی فوری مدد کرے۔ دورے کے دوران پاکستان نے ۶۰ بلین ڈالر کے سی پیک-۲ یعنی سی پیک کے دوسرے مرحلے کے آغاز کے لیے چین کے ساتھ ایک نئے معاہدے پر بھی دستخط کیے۔ عمران خان نے سی پیک کے تحت مختلف متنازع منصوبوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں ممالک کے لیے اسٹریٹجک اہمیت کے حامل ہیں اور عوام کو ٹھوس فوائد پہنچا رہے ہیں۔ یہ سی پیک کے بارے میں ان کے پہلے خیالات کے برعکس ہے جو اقتدار میں آنے سے پہلے سی پیک کی خفیہ نوعیت اور اس کی سرمایہ کاری پر تنقید کرتے نظر آتے تھے۔ بیجنگ میں اپنے بیانات میں خان نے چین کے صوبے سنکیانگ کے ایغور مسلمانوں اور چینی حکام کی طرف سے ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ گزشتہ سال ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا تھا کہ حکومت پاکستان سنکیانگ میں چینی پالیسی کو اچھی طرح سمجھتی ہے جو اس کے عوام کی بہتری کے لیے ہے اور وہ اپنی سرحدوں یعنی کشمیر کی صورتحال پر زیادہ فکرمند ہے، یعنی عمران خان کے بقول چین کے سنکیانگ میں ایغور مسلمانوں پر کوئی مظالم نہیں ہورہے ہیں جبکہ اسی مسئلے پر احتجاج کرتے ہوئے امریکہ کی قیادت میں کئی دیگر مغربی ممالک نے سرمائی اولمپکس میں شرکت کرنے سے انکار کردیا تھا یعنی جو ملک اپنے آپ کو مسلمانوں کا مسیحا تسلیم کرانا چاہتا ہے وہ تو ایغور مسلمانوں کی حالت زار پر کچھ بولنے سے قاصر ہے اور مغربی ممالک اسی مسئلے پر چین کی تنقید کرتے نظر آرہے ہیں۔

ہم یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ عمران خان جو پہلے سی پیک کے ناقد تھے، وہ اب اس کی تائید کیوں کررہے ہیں؟ شاید وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سی پیک کے ذریعے چین پاکستان کے راستے افغانستان میں اپنے قدم جمانا چاہتا ہے، کیونکہ زیادہ تر چینی کمپنیاں جو کہ سی پیک کے مختلف پروجیکٹس میں شامل ہیں، وہ کان کنی، انفرااسٹرکچر کی ترقی، معدنیات اور کان کنی ٹیکنالوجی سے وابستہ ہیں اور ان کے پاس ہوسکتا ہے کہ افغانستان کے معدنی ذخائر کو کس طرح استعمال کیا جائے، اس کا منصوبہ و خاکہ پہلے سے ہی موجود ہو جو کہ تقریباً ۳ء۱ ٹریلین ڈالر بتائے جاتے ہیں اور اگر ان کا استعمال واقعی میں افغان عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کیا جائے تو اگلے بیس سال میں افغانستان ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں شامل ہوسکتا ہے جو کہ درحقیقت ایک خواب ہی لگتا ہے۔

دنیا کا عظیم ترین
سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول
نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست
طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:
09212358677, 09015270020

بقیہ— بدمزاجی انسانی رشتوں کیلئے زہر قاتل

لوگوں کو معاف کر دینا یا انہیں محبت کے ذریعہ قریب کرنا بھی ایک حل ہے، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اگر آپ کے اندر قوت برداشت ہے تو صبر بھی کرسکتے ہیں۔ لیکن یہ بدمزاج شخص کے لیے دوا کا نہیں مرض بڑھانے کا سبب بن سکتا ہے۔

ماہر نفسیات نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ بدمزاجی کی بڑی وجہ دوسروں پر غالب آنے کی بے جا ہوس ہوتی ہے، بدمزاج آدمی اپنی زوردار آواز اور بُرا بھلا کہہ کر دوسروں کو مغلوب کرنا چاہتا ہے، عام طور پر سامنے والا چوں کہ بدمزاج نہیں ہوتا؛ اس لیے وہ خاموش رہ جاتا ہے، جس سے بدمزاج انسان کا حوصلہ بڑھتا ہے، وہ اپنی منوانے پر مصر ہوتا ہے۔ آپ ایسے لوگوں کی بات مانتے مانتے اپنی شخصیت کھو دیتے ہیں، آپ کی فکر اور سوچ بھی کہیں گم ہوجاتی ہے، اور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہونے لگتا ہے؛ جس کی کوئی اپنی فکر نہیں ہوتی۔ آپ کی خاموشی کو لوگ آپ کی بزدلی سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں۔ اپنی شخصیت کی حفاظت کے لیے دباؤ کے اس ماحول سے نکلنا بھی ضروری ہے، ورنہ آپ دوسروں کی دیکھا دیکھی اور دباؤ میں بہت سارے غلط، صحیح فیصلے لینے اور قبول کرنے پر مجبور ہوجائیں گے، ایسے موقع سے ضروری ہے کہ آپ جذبات میں نہ آئیں، پرسکون رہیں، کبھی کبھی ہنسی مذاق میں ٹال سکتے ہوں تو ٹال دیجئے، اپنی بات کھل کر رکھیے اور اپنے طرز عمل سے بتا دیجئے کہ عزت نفس میرے پاس بھی ہے اور مجھے اس کی حفاظت کرنی اچھی طرح آتی ہے۔

بدمزاجی بداخلاقی کا ایک حصہ ہے، اور بداخلاقی شریعت میں انتہائی مذموم ہے۔ بدمزاجی کبھی تو خود پرستی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی دوسروں کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے، ایک اور وجہ اپنے مقصد اور منصوبوں میں ناکامی ہوا کرتی ہے، آپ نے اپنا ایک ہدف بنا رکھا ہے، اس ہدف تک پہنچنے میں اگر آپ ناکام ہوجاتے ہیں، یا اس میں تاخیر ہورہی ہے تو آپ کے اندر بدمزاجی پیدا ہوجاتی ہے، بدمزاج آدمی کے پاس سر تو ہوتا ہے لیکن اس میں غور و فکر کرنے والا دماغ کمزور پڑ جاتا ہے، ایسے میں بدمزاج آدمی اندر ہی اندر جلتا رہتا ہے، سلگتا رہتا ہے، اس جلنے اور سلگنے کا نقصان دوسروں کو تو پہنچتا ہی ہے خود اس کی اپنی ذات کو بھی پہنچ جاتا ہے، ماچس کی تیلی کو آپ نے دیکھا ہے اس کے پاس سر ہوتا ہے، دماغ نہیں ہوتا اس لیے ذرا سی رگڑ سے جل اٹھتا ہے اور اپنے جسم کو خاکستر کر دیتا ہے، بدمزاج آدمی کا دیر سویر یہی حال ہوتا ہے۔

بدمزاجی اپنے ساتھ بہت سارے منفی رویوں کو بھی ساتھ لاتی ہے، بدمزاجی کی وجہ سے حسد، جلن، بغض و عداوت، چغل خوری وغیرہ انسانی زندگی میں گھر کرلیتے ہیں، یہ رویہ انسانی رشتوں کے لیے زہر قاتل ہوتا ہے۔ اس کا علاج اپنے رویے میں تبدیلی ہے، جب تک رویوں میں تبدیلی نہیں آئے گی، بدمزاجی ختم نہیں ہوگی۔□□

بقیہ— کیٹرنگ....

(۸) کوشش کریں کہ کھانا تازہ ہو، باسی کھانا کھانے سے پرہیز کریں۔ یہ فوڈ پوائزننگ اور فوڈ انفیکشن جیسی بیماریوں کو پروان چڑھاتا ہے جو آپ کے کاروبار کو کافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

لائیسنس

کسی بھی کاروبار کو شروع کرنے کے لیے لیگل ورک کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۱) اپنی کمپنی کے نام کو فوراً رجسٹر کریں تاکہ کوئی اور آپ کی کمپنی کا نام استعمال نہ کرسکے۔ (۲) اس کے علاوہ Food Safety and Standard Authority (FSSA) کا سرٹیفکیٹ تیار کروائیں۔ (۳) ہوسکتا ہے کہ آپ کے خانساماں کے پاس آپ کی ذاتی کھانے کی تراکیب ہو اور آپ اسے مارکیٹ میں بتانا نہیں چاہتے۔ اس کے لیے Nondisciosure Argument تیار کروائیں۔ کسی بھی فرد کو عملے میں داخل کرنے سے پہلے لیگل ورک کریں تاکہ آئندہ کے مسئلوں سے حفاظت ہو۔

مارکیٹ کی پہچان اور اشتہارات

(۱) ذاتی طور پر ایک کاروباری ہونے کی حیثیت سے آپ جس مارکیٹ میں کام کرنے جارہے ہیں یا کررہے ہیں اس کی معلومات اور پہچان ہونا بہت ضروری ہے۔ (۲) کون سے وقت میں کون سی شے آپ کو فائدہ نقصان دے سکتی ہے، اس پر گہری نظر ہو۔ (۳) مارکیٹ میں کس قسم کے کھانوں کی مانگ زیادہ ہے، کس طرح کے ذائقے پسند کیے جارہے ہیں؟ کونسی نئی ترکیب آپ اپنے تجربے اور ہنر کے ساتھ تیار کرکے مارکیٹ میں پیش کرسکتے ہیں، بہت معنی رکھتا ہے۔ (۴) کاروبار کے دوران ہمیشہ نشیب و فراز کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، اس کے لیے خود کو نفسیاتی طور پر تیار کریں۔ (۵) اس کے علاوہ سب سے اہم چیز اپنے کاروبار کے لیے اشتہارات تیار کروایئے۔ (۶) آن لائن و آف لائن پلیٹ فارم اس کے لیے بہترین ہے۔ ڈیجیٹل مارکیٹنگ پر توجہ دیں۔ اپنے کاروبار کے نام کی ویب سائٹس بنائیں۔ سوشل میڈیا، فیس بک، انسٹا گرام، ٹوئیٹر پر اپنے اکاؤنٹ بنائیں۔ (۷) اپنے یہاں تیار کردہ کھانوں کی بہترین اور پیشہ ورانہ تصاویر ساتھ ہی لوگوں کی رائے (فیڈ بیک) اپنے اکاؤنٹ کے ذریعے لوگوں تک پہنچائیں۔

گھروں میں ہونے والی چھوٹی دعوتوں، پارٹیوں سے لے کر شادی اور ولیمہ کی تقریبات میں بھی کھانا رسد کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہوٹلوں میں بھی کیٹرنگ کا کاروبار کافی مقبول ہے۔ ایک بہترین پلان اور منزلِ مقصود سامنے رکھ کر چھوٹے چھوٹے آرڈر سے شروعات کی جائے۔ دھیرے دھیرے قدم جمائیں اور کام کو بڑے پیمانے پر کرنے کی کوشش کریں۔□□

بقیہ— انٹرویو: تشار گاندھی...

کا ایک حربہ ہے؟

ج: باپو نے اپنی زندگی جی لی اور ملک کے لئے سپنے بھی دیکھ لئے۔ اب ہمارے سامنے بڑے مسائل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کی بجائے گاندھی کو گالیاں دینا نہایت ہی آسان کام ہے، تاکہ ملک کے عوام کا دھیان اصل مسائل کی طرف سے ہٹایا جائے۔ گاندھی جی کو بدنام کرکے اور ان کے خلاف تضحیک آمیز بیان بازی کے ذریعے ملک کا دھیان اصل مسائل سے ہٹانے کی کوششیں کی جارہی ہے جبکہ آج ہمیں کئی مسائل درپیش ہیں۔ بے روزگاری، غربت، معاشی مسائل، فرقہ پرستی اور نئی نسل بے راہ روی کا شکار ہے۔ انجینئرنگ کے طالب علم بلی بائی ایپ کے ذریعے مسلم خواتین کی بولیاں لگا رہے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ نئی نسل ذہنی سطح پر کہاں کھڑی ہے اور کیا ہمارے بچوں کی پرورش صحیح نہج پر ہورہی ہے یا نہیں، یہ سوالات ہمارے اور ہمارے مستقبل کے لئے کافی اہم ہیں۔ اندھی تو مرگئے ہیں ان کو دوبارہ مارنے کا کیا مطلب ہے۔ لاش کو گالی دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، لیکن گاندھی جی کو گالی دے کر اور انہیں ذلیل کرنے سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ملک کے اصل مسائل حل کئے جائیں۔ گاندھی جی کو برا بھلا کہہ کر اصل مسائل سے چشم پوشی خطرناک امر ہے جس کا خمیازہ ہمیں مستقبل میں بھگتنا پڑسکتا ہے۔

س: گاندھی ہمارے راشٹریہ پتا ہیں، ان کے خلاف ہونے والی بیان بازی پر قدغن لگانے کے لئے حکومت کتنی سنجیدہ ہے؟

ج: جو افراد گاندھی کے وچار اور ان کی شخصیت کو مجروح کررہے ہیں وہی حاکم مرکز میں برسرِ اقتدار ہیں۔ گاندھی جی کے خلاف ہونے والے بیان پر وزیراعظم نریندر مودی لوک سبھا میں کہہ دیں گے کہ انہیں بہت دکھ ہوا۔ لیکن اسی ایوان میں بیٹھے ہوئے بی جے پی کے دوارا کین پارلیمان جو گاندھی جی کو برا بھلا کہنے میں ذرا بھی عار محسوس نہیں کرتے اور گوڈسے کی تعریف کرتے رہتے ہیں ان کے متعلق مودی خاموش رہیں یہ عمل کیسے قابل قبول ہوسکتا ہے۔ اصل میں جو لوگ مرکزی حکومت میں ہیں انہیں لوگوں کی آئیڈیالوجی نے باپو کا قتل کروایا تھا اور یہی لوگ باپو کے خلاف ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی امید نہیں ہے کہ وہ لوگ باپو پر تہمت لگانے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے۔□□

بقیہ— منظر پس منظر

کی سوچ کیا ہے۔

الیکشن کمیشن اگر حقیقت میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بناتا ہے تو اسمبلی چناؤ کے نتائج سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عوام کی فکر و سوچ میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ بدقسمتی سے اکثر پولنگ مراکز پر پولنگ کے آخری اوقات میں غلبہ رکھنے والی پارٹی اور اس کے حواریوں کی من مانی چلتی ہے اور اس کے علاوہ جمہوری عمل کو روکنے کے خلاف پوری سنجیدگی اور نیک نیتی سے کوشش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کانگریس لیڈر کمل ناتھ کا کہنا ہے کہ ہر چناؤ کی اہمیت ہوتی ہے اور اس کا انحصار چناؤ کا سامنا کرنے کے لیے اختیار کی جانے والی حکمت عملی پر ہے۔ چناؤ سے بہت سے سبق ملیں گے۔ کمل ناتھ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس مرتبہ چناؤ نتائج حیرت انگیز ہوں گے۔ کیونکہ ووٹرس میں شعور بیدار ہوا ہے۔ دس بیس سال پہلے جو حالات تھے اب اس میں نمایاں تبدیلیاں دیکھی جارہی ہیں۔ اس وقت سماج کا ہر طبقہ پریشان ہے، کوئی خوش نہیں ہے جبکہ عوامی بھلائی کے لیے نریندر مودی حکومت کے ڈھیر سارے پروگراموں اور اسکیموں پر عمل آوری کی بنیاد پر بھارتیہ جنتا پارٹی کو اپنی کامیابی کا یقین ہے لیکن آزاد ہندستان کے انتخابات کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود اور ملک کی ترقی اور کامرانی کے لیے کئی کارنامے انجام دینے والی پارٹی کانگریس کو ایک سے زائد مرتبہ مرکز اور بیشتر ریاستوں میں انتخابات میں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

ملک و قوم کے لیے اندرا گاندھی اور راجیو گاندھی کی جان قربان ہونے کے باوجود ملک کے عوام نے کانگریس کا اقتدار مسلسل برقرار نہیں رکھا۔ ملک کی بعض ریاستوں میں علاقائی پارٹیوں کا غلبہ ہے۔ قومی سطح پر اصل مقابلہ تو بھارتیہ جنتا پارٹی اور کانگریس میں ہی رہے گا۔ اترپردیش میں اندیشہ ہے کہ مخالف بی جے پی ووٹ تقسیم ہوں گے اور اس کا فائدہ بی جے پی کو ہوگا۔ اگر کانگریس، سماجوادی پارٹی اور بہوجن سماج پارٹی چناؤ تال میل کی حکمت عملی اختیار کرلیتی ہیں تو بی جے پی کو دھکا دینا ممکن ہوتا۔ کانگریس کے ممتاز لیڈر کمل ناتھ نے اترپردیش کے دورہ کے بعد یوپی میں پرینکا گاندھی کی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا اور کہا کہ پرینکا نے کانگریس کے ورکرس میں جوش و خروش پیدا کردیا ہے۔□□

جدید طلبہ داخلہ امتحان کیلئے رمضان المبارک میں دارالعلوم کا سفر نہ کریں

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی بنارسی کا اعلان

عالمی شہرت یافتہ دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ نے داخلہ کی خواہش رکھنے والے طلبہ کو بڑی خوشخبری دی ہے۔ دوسال کے توقف کے بعد آخرکار دارالعلوم دیوبند نے جدید داخلوں کا اعلان کردیا ہے۔ آئندہ سال (بعد رمضان) سبھی جماعتوں میں دارالعلوم دیوبند کی مجلس تعلیمی نے جدید داخلے لینے کا فیصلہ لیا ہے۔

اس سلسلے میں باضابطہ طور پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی بنارسی نے اعلان جاری کرتے ہوئے طلبہ کو یہ خوشخبری دی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی جانب سے کیے گئے اعلان کے بعد طلبہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی بنارسی کی جانب سے جاری کردہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ حسب تجویز مجلس تعلیمی انشاء اللہ تعلیمی سال ۴۴-۱۴۴۳ھ کے لیے جدید طلبہ کا داخلہ لیا جائے گا۔ داخلہ کے لیے آنے والے جدید طلبہ مندرجہ ذیل ہدایات کے مطابق دارالعلوم دیوبند کا سفر کریں۔ جدید طلبہ امتحان داخلہ کے لیے رمضان المبارک میں دارالعلوم کا سفر نہ کریں بلکہ اپنے مقام پر ہی رہ کر امتحان کی تیاری مکمل کریں۔

امتحان داخلہ حسب سابق ۷؍شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ مطابق ۹؍مئی ۲۰۲۲ء بروز پیر شروع ہوگا۔ فارسی برائے اوّل عربی تا سوم برائے چہارم عربی کے لیے درخواست داخلہ کی تقسیم ۲؍شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ مطابق ۴؍مئی ۲۰۲۲ء بدھ سے ۵؍شوال المکرّم مطابق ۷؍مئی ۲۰۲۲ء ہفتہ تک ہوگی۔ چہارم برائے پنجم عربی تا ہفتم برائے دورہ حدیث شریف کے لیے درخواست داخلہ کی تقسیم ۲؍شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ مطابق ۴؍مئی بدھ سے ۶؍شوال المکرّم ۱۴۴۳ھ مطابق ۸؍مئی ۲۰۲۲ء اتوار تک ہوگی۔ واضح رہے کہ گزشتہ دو سالوں سے کووڈ کے سبب دارالعلوم دیوبند میں جدید داخلے نہیں ہوئے ہیں۔ ۲۰۱۹ء کے بعد اب ۲۰۲۲ء میں جدید داخلے ہوں گے۔ حالانکہ درمیان کے دو سالوں میں سبھی تعلیمی اداروں میں زبردست تعلیمی نقصان ہوا ہے لیکن حالات کے سبب انتظامیہ نے حکومت کی گائڈ لائن کے مطابق بدرجہ مجبوری یہ فیصلہ لیا تھا لیکن اب ایک مرتبہ پھر ادارے کی مجلس تعلیمی کی طرف سے یہ خوشخبری سنادی گئی ہے جو جدید طلبہ کے لیے ایک سنہری موقع ہے۔

جمعیۃ اوپن اسکول اور ملت فنڈ کے قیام کیلئے جمعیۃ علماء کے اعلیٰ سطحی وفد کا دورہ

نسل نو کو دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم سے روشناس کرانا وقت کا تقاضا

جمعیۃ علماء کے قومی جنرل سیکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی کا اظہارِ خیال

نوح، میوات (بلال بجرولوی): جمعیۃ اوپن اسکول اور ملت فنڈ کے قیام کے لیے جمعیۃ علماء کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے آج میوات کا دورہ کیا اور لوگوں کو بتایا کہ نونہالانِ ملت کو عصری علوم سے روشناس کرانا عہد حاضر کا تقاضا ہے۔ اسی مناسبت سے علاقہ کے مشہور دینی ادارہ مدرسہ ابی بن کعب گھاسیڑہ میں منعقد تقریب کی صدارت جمعیۃ کے قومی جنرل سیکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی اور نظامت مولانا شریف محمد امینی نے کی۔ اس موقع پر مولانا حکیم الدین قاسمی نے کہا کہ بہتر ملت اور بہتر قوم وہی کہلاتی ہے جو نسل نو کو جدید زمانہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھے۔ انھوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسی تقاضے کی تکمیل کے لیے جمعیۃ اوپن اسکول کے نظام اور ملت فن کے قیام کے عمل کو آگے بڑھا رہی ہے۔ تقریب کا آغاز قاری خالد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا حکیم الدین نے مزید کہا کہ الحمد للہ! اوپن اسکولی نظام پورے ملک میں چل رہا ہے اور جمعیۃ اس نظام سے مدارس کے طلبہ کو وابستہ کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس نظام کے تحت ذہین طلبہ کو پرکھ کر ان کو آن لائن اس کی تیاری کرائی جاتی ہے اور پھر امتحانات دلائے جاتے ہیں۔ اس طرح ہمارے بچے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی باقاعدہ وابستہ ہوجاتے ہیں۔ اس موقع پر عبدالماجد نے طلبہ کو درپیش مسائل سے آگاہ کیا۔ مولانا عطاء الرحمٰن میواتی نے ملت فنڈ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ مفتی سلیم ساکرس اور مفتی سلیم گڑگاؤں نے بھی خیالات کا اظہار کیا۔ وفد میں مولانا احتشام الحق قاسمی اور مولانا ولی اللہ قاسمی بھی شامل تھے۔ تقریب کے شرکاء میں ماسٹر قاسم، قارا سلم، مولانا ظفرالدین، مفتی لقمان، مولانا حکیم الدین اشرف، مولانا عثمان، مفتی تعریف سلیم ندوی جیسے اہل علم کے نام قابل ذکر ہیں۔ مولانا یحییٰ کریمی کی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ملت فنڈ و دینی تعلیمی بورڈ کے قیام کے لئے جمعیۃ علماء ہاپوڑ کی میٹنگ

ہاپوڑ: ملت فنڈ و دینی تعلیمی بورڈ کے قیام کے لئے جمعیۃ علماء ضلع ہاپوڑ کی ایک اہم میٹنگ آئی ایم آئی ٹی کالج ہاپوڑ میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ کی صدارت مولانا فخرالدین صدر جمعیۃ علماء ہاپوڑ نے کی۔ میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے مولانا احتشام نے پروجیکٹر کے ذریعہ سے بہت اچھے انداز میں ملت فنڈ کے بارے میں جانکاری دی اور دینی تعلیمی بورڈ کے آرگنائزر مولانا محمد شعیب عالم نے بھی پروجیکٹر کے ذریعہ سے سبھی حضرات کو اچھے طریقے سے دینی تعلیمی بورڈ کے بارے میں سمجھایا۔

اس موقع پر مہمان خصوصی مولانا حکیم الدین قاسمی جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ہند نے ملت فنڈ کے بارے میں بڑی تفصیل سے سمجھایا اور بتایا کہ جمعیۃ علماء ہند و جمعیۃ یوتھ کلب کے ذریعہ جو لاک ڈاؤن میں خدمت کی گئیں اس کا تخمینہ تقریباً ۵۴ کروڑ روپے ہے۔ ملت فنڈ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی میں طے پایا کہ ایسا کام کیا جائے کہ جس جگہ سے چندہ جمع کیا جائے اس جگہ پر ہی خرچ کیا جائے اور چندہ دینے والے حضرات کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے تعاون سے یہ کام عمل میں آیا۔ ملت فنڈ کے ذریعے سے جو رفاہی کام ہم کرسکتے ہیں ان سے روشناس کرایا۔ اس موقع پر نواسہ شیخ الاسلام مولانا مفتی مفتی محمد عفان منصورپوری صدر دینی تعلیمی بورڈ اترپردیش نے سامعین کو دینی تعلیمی بورڈ کی اہمیت و افادیت کے بارے میں جانکاری دی اور کہا کہ آج کے پرفتن دور میں ہم کو اپنے بچوں کے عقائد پر زور دینا چاہیے اور دینی تعلیمی بورڈ کے ذریعہ مکاتب کا قیام عمل میں لایا جائے۔ مولانا قاری شوکت علی رکن مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند نے بھی خطاب کیا۔ مولانا فخرالدین صدر جمعیۃ علماء ہاپوڑ کی دعا پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔ نظامت مولانا علاء الدین جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ضلع ہاپوڑ نے کی۔

میٹنگ میں قاری محمد عاصم نائب صدر جمعیۃ علماء ہاپوڑ، مولانا محمد نسیم نائب صدر جمعیۃ علماء ہاپوڑ، مولانا محمد شبیر احمد صدر جمعیۃ علماء تحصیل گڑھ مکتیشور، مولانا محمد افتخار صدر جمعیۃ علماء تحصیل گڑھ مکتیشور، قاری محمد عثمان خازن جمعیۃ علماء تحصیل گڑھ مکتیشور، مولانا محمد معراج سکریٹری جمعیۃ علماء ہاپوڑ، حافظ محمد زاہد، مولانا محمد ایوب جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء تحصیل گڑھ مکتیشور، حافظ محمد اکرم، قاری محمد کامل، مولانا حسین احمد مظاہری، مفتی محمد فراہیم، مولانا محمد ناظم، مولانا اشرف قاسمی، قاری محمد کمال، حافظ محمد راحت، مولانا محمد قاسم، قاری محمد زبیر سمیت دیگر افراد شریک ہوئے۔

ائمہ مساجد کا دھلی وقف بورڈ کے باھر تنخواہ کیلئے دھرنا

نئی دہلی: دہلی وقف بورڈ کے تحت آنے والی مسجدوں کے ائمہ کرام اور موذنین جن کو اپنی اپنی مسجدوں میں ہونا چاہئے تھا وہ آج دہلی وقف بورڈ کے دفتر کے باہر گیارہ ماہ سے تنخواہ نہ ملنے پر دھرنے پر بیٹھ گئے ہیں۔ اس بابت اماموں نے بتایا کہ دریا گنج پر واقع وقف بورڈ کے دفتر کے چکر لگاتے لگاتے ہم تھک چکے ہیں لیکن وقف بورڈ کے ملازمین نے ہمیں دفتر میں داخل تک ہونے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کے روز بھی وقف دفتر پر جمع ہوکر چیئرمین امانت اللہ خان سے ملاقات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب انہیں پتا چلا ائمہ اور موذنین بڑی تعداد میں ہیں تو انہوں نے دفتر آنا ہی چھوڑ دیا۔ تاہم اب حالات یہ ہے کہ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ مسلم معاشرے میں امام کا ایک معزز اور قابل احترام منصب ہے اور اس پر فائز رہنے والے لوگوں کو ہر کس و ناکس اور ہر طبقہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن آج ائمہ کی جو توہین کی جارہی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ اپنے درد کو بیان کرتے ہوئے مسجد چونے والی کے امام و خطیب معراج القاسمی نے کہا کہ گیارہ ماہ سے ہمیں تنخواہ نہیں ملی ہے جس کے سبب قرض لے کر ہم اپنے بچوں کی کفالت کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں دو لاکھ کا قرض دار ہوا اگر ہمیں تنخواہ نہیں ملی تو میں مزید قرضہ میں آجاؤں گا۔ انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ جب چیئرمین امانت اللہ خان سے ہم کہتے ہیں ہمیں تنخواہ دی جائے تو ان کا جواب ہوتا ہے ابھی تو وظیفہ دیا ہے اگر ہمارے پاس پیسہ ہوگا تو آپ کو دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کورٹ کے آرڈر کے حساب سے ہمیں وظیفہ نہیں بلکہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ اماموں کے خیرخواہ بنتے پھرتے ہیں وہ اصل میں انہیں کے لوگ ہیں ان کو ائمہ کے مسائل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک تنخواہ نہیں مل جاتی ہم اسی طرح بیٹھے رہیں گے۔ اس معاملے پر دہلی پردیش کانگریس کمیٹی کے نائب صدر علی مہندی نے کہا کہ ہم نے دہلی کے وزیراعلیٰ اروند کیجریوال سے اس مسئلہ پر ملاقات کرنے کی کوشش کی اور لیٹر بھی دیا لیکن وزیراعلیٰ پورے ہندوستان میں گھومتے رہتے ہیں ہم سے ملاقات کرنے کا ان کے پاس وقت نہیں ہے۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

جیسا کروگے ویسا ھی بھروگے

مکرمی! یوں تو ہر انسان کے کچھ نہ کچھ ارمان ہوا کرتے ہیں ایسے ہی ایک باپ کا بھی ارمان ہوا کرتا ہے کہ میرے بیٹے کا آسماں کی بلندی پر نام ہو اور چاند کی زمیں پر اس کا مقام ہو یہ بھی حقیقت ہے کہ باپ فقیر ہوکر بھی بیٹے کے لئے بادشاہت کا خواب دیکھتا ہے باپ گھر کی چہار دیواری کا سب سے مضبوط ستون ہوتا ہے، ایک بیٹے کے لئے باپ ہی سب سے بڑا مشیر ہوتا ہے اور سرپرست بھی ہوتا ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک باپ کو اپنے بیٹے سے بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اسے امید بھی ہوتی ہے کہ میرا بیٹا بڑا ہوکر جہاں ایک طرف ڈاکٹر، انجینئر آفیسر بنے گا، عالم دین اور خطیب بنے گا تو خاندان کا نام روشن ہوگا، سماج کا نام روشن ہوگا، علاقے کا نام روشن ہوگا وہیں ماں کے گلے کا ہار بنے گا اور باپ کی لاٹھی بنے گا جب باپ چلنے پھرنے سے مجبور ہوگا تو بیٹا سہارا دے گا، جب ضعیفی کے عالم میں دماغ کمزور ہوگا تو بیٹا بہترین مشورہ دے گا ایک باپ اپنے آنکھوں میں یہ سارے خوابوں کو سجا کر اپنے بیٹے کے ہم سفر کی تلاش میں نکلتا ہے، آخرکار ایک خاندان میں رشتہ طے ہوجاتا ہے اور باپ خوشی خوشی اپنے گھر آتا ہے ماں باپ دونوں خوش ہیں کہ اب ہمارے بیٹے کے سر پر سہرا سجے گا اور ہمارے گھر میں ایک حسین وجمیل دلہن آئے گی بالآخر وہ گھڑی آہی جاتی ہے باپ نے اپنے بیٹے کے سر پر سہرا سجایا بارات لے کر گیا نکاح ہوا اور بیٹے کی دلہن آگئی باپ بیٹے دونوں کے دوست احباب آئے ہوئے ہیں، عزیز واقارب آئے ہوئے ہیں، دور ونزدیک کے سارے رشتہ دار آئے ہوئے ہیں، سارے لوگ باپ اور بیٹے دونوں سے ملاقات کررہے ہیں دعاؤں سے نواز رہے ہیں، مبارکباد پیش کررہے ہیں ولیمے کا عالیشان اہتمام کیا گیا ہے باپ اور بیٹے دونوں سارے مہمانوں سے ولیمے میں شریک ہونے کی گزارش کررہے ہیں اور سبھی لوگوں نے شرکت بھی کی سارے مہمانوں کی شام کو واپسی کا سلسلہ شروع ہوگیا باپ اور بیٹے دونوں نے مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

باپ نے بیٹے کو سمجھایا کہ بیٹا دیکھ اپنی بیوی کا خیال رکھنا، اسے سمجھانا کہ گھر میں سب سے مل جل کر رہے تیری بہنیں اس کی نندیں ہیں ان سے بھی مل کر اسی طرح رہے جیسے گل کانٹوں میں کھل کر رہا کرتے ہیں، بہو اس گھر کو جگمگائے اس گھر کو خوشیوں سے سجائے پورے گھر کی در و دیوار مسکرائے یہ تیری ذمے داری ہے کچھ دنوں تک تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک چلتا رہا لیکن دھیرے دھیرے بیوی کا رنگ بدلنے لگا، گھر میں سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹا چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پسنے لگا کبھی ماں کی آنکھوں میں آنسو تو کبھی باپ کے چہرے پر اداسی تو کبھی بہنوں کے ماتھے پر پسینہ آخر وہ کرے تو کیا کرے ایک دن صبح کا وقت تھا بیٹا روزانہ کی طرح آفس جانے سے پہلے اچھے لباس میں ملبوس ہوکر اس کمرے میں آتا ہے جہاں اس کی بیوی کپ میں چائے لیکر اس کا انتظار کررہی تھی بیٹا جب اس گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی نے چائے کا کپ اس کے ہاتھوں میں تھمایا اور وہ ابھی دو چار گھونٹ ہی چائے پی تھی کہ باپ گھر میں داخل ہوتا ہے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے بیوی کہتی ہے لو جی بوڑھے میاں ٹپک پڑے مگر بیٹے نے پوچھا ابو جان آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں باپ بولتا ہے کہ میرا چشمہ ٹوٹ گیا ہے بیٹے میرے لئے نیا چشمہ بنوادے اخبار ورسائل، کتب ودیگر کاغذات کو دیکھنے و پڑھنے میں بڑی پریشانی ہوتی ہے بیٹے نے کہا کہ ابو جان پریشان نہ ہوں میں آپ کا چشمہ بنوادوں گا ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ بیوی کے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا اور بول پڑی کہ کیا ضرورت ہے نئے چشمے کی آخر جب پورا دن چارپائی پر بیٹھ کر گذارنا ہے ویسے ہی تنخواہیں کٹ کر ملتی ہیں کیا آپ کچھ عرصہ کے لئے اخبار ورسائل وجرائد کا مطالعہ بند نہیں کرسکتے، کہاں آپ کو ملک چلانا ہے یا کہیں جواب دینا ہے آخر ٹائم پاس ہی تو کرنا ہے چشمہ ابھی نہیں بنے گا بیٹے نے باپ کا چہرہ دیکھا اور بیوی کے چہرے پر نظر دوڑائی اور سوٹ کیس اٹھایا آفس کے لئے روانہ ہوگیا۔

بیٹا آفس پہنچے کے بعد اداس ہے آفس کے کاموں میں دل نہیں لگ رہا ہے دوری پر بیٹھا ہوا اس کا ایک دوست اس کی پریشانیوں کو محسوس کیا اور قریب آکر حال دریافت کیا تو اس نے سارا ماجرا بیان کیا اب وہ دوست کہتا ہے کہ دیکھ باپ کا اعتماد بھی تجھے حاصل کرنا ہے اور بیوی کا بھی تو ایک کام کر کہ اپنے ابو جان کے لئے نیا چشمہ لیکر شام کو گھر جا اور ابو سے کہنا کہ جب تنہا رہیں تو نیا چشمہ استعمال کریں اور باقی وقت میں ٹوٹے ہوئے چشمے سے کسی طرح کام چلائیں کچھ دنوں تک ایسا ہی کریں بیٹے کو یہ مشورہ پسند آیا اور اپنے دوست کے مشورے پر عمل کیا لیکن افسوس کہ شام کو گھر پہنچتے ہی ہنگامے کا سامنا کرنا پڑا باپ کے ہاتھوں میں چشمہ دیا اور دوست کی بتائی ہوئی بات بھی کہی اتنے میں بیوی بھی اس کمرے میں داخل ہوگئی اور اس نے چشمہ دیکھ لیا اور دیکھتے ہی آگ بگولہ ہوگئی شوہر اور سسر دونوں پر برس پڑی آخرکار بیٹے سے برداشت نہیں ہوا اس نے بیوی کے چہرے پر ایک تھپڑ مار دیا جیسے ہی بیٹے نے بیوی کے چہرے پر تھپڑ مارا تو باپ نے بھی بیٹے کے چہرے پر ایک تھپڑ جڑتے ہوئے کہا کہ تو ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے میں نے تو تجھے کبھی ایسی تعلیم نہیں دی ایسی تہذیب نہیں سکھائی باپ کی زبان سے نکلے ہوئے یہ جملے نے جہاں بیٹے کو کچھ سوچنے پر مجبور کیا وہیں بیوی کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور وہ سسر سے معافی مانگ بیٹھی اور یہ عہد کرلیا کہ اس گھر کو سجانا ہے اور سنوارنا ہے بیوی اپنے شوہر سے بولی کہ آج مجھے احساس ہوگیا کہ یہ گھر میرا گھر ہے میری ڈولی کہیں سے آئی لیکن جنازہ یہیں سے اٹھے گا کوئی جنم کا ساتھی ہے تو کوئی کرم کا ساتھی ہے، قارئین کرام اسے صرف بے حقیقت افسانہ نہ سمجھیں، اسے ناول نما کہانی نہ سمجھیں بلکہ بروز قیامت جب جہنم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگی تو کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں کی بھوکی ہوں بیشک اللہ ربّ العالمین جانتا ہے کہ وہ تینوں قسم کے لوگ کون ہیں اس کے باوجود بھی جہنم سے پوچھے گا تو جہنم کہے گی کہ وہ لوگ جو دنیا میں اپنے ماں باپ کو ستایا کرتے تھے اور ان کی نافرمانیاں کیا کرتے تھے ان لوگوں کو میرے حوالے کیا جائے میں ان کی بھوکی ہوں وہ میری خوراک ہیں معلوم ہوا کہ ماں باپ کا نافرمان جہنم کی خوراک ہے اسی قرآن کا اعلان ہے کہ و بالوالدین احسانا اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو، احسان سے مراد نیکی ہے، اپنے ماں باپ کی ضروریات کو پورا کرو ان کی خدمت کرو، قرآن نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تمہارے ماں باپ کسی کام کے لئے کہیں تو تم اف! تک نہ کرو، یہ مقام ومرتبہ ہے والدین کا، والدین کو بھی چاہئیے کہ وہ بچوں کی اسلامی طور طریقوں کے مطابق تربیت و پرورش کریں اور یہ سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ، کما تدین تدان، جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

جاوید اختر بھارتی

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI
Publishing Date: **25 February 2022** Posting Days **MON. TUE.** at **N.D.P.S.O.** New Delhi
Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
R.N.I. 38985/82

منظر پس منظر

م-ع-ج

فضائی آلودگی سے ستر لاکھ افراد کی موت

کرناٹک بن گئی ہندوتو کی نئی تجربہ گاہ

اپوزیشن کا اتحاد ضروری کیوں؟

فضائی آلودگی سے ستر لاکھ افراد کی موت

عالمی ادارہ صحت کے ایک تخمینے کے مطابق ایک سال میں فضائی آلودگی کے نتیجے میں عالمی سطح پر ستر لاکھ افراد اپنی زندگی سے محروم ہوگئے ہیں۔ عالمی تنظیم نے اس سلسلے میں جو تحقیقات کی ہیں اس سے معلوم ہوا ہے کہ فضائی آلودگی اور امراضِ قلب، سانس کے عوارض اور کینسر میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں ہونے والی ہر آٹھ اموات میں ایک کا سبب فضائی آلودگی ہے۔ اس لحاظ سے صحت کے لیے اسے دنیا کا سب سے بڑا واحد ماحولیاتی خطرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ صحت سے متعلق عالمی ادارے نے کہا ہے کہ فضائی آلودگی سے ساٹھ لاکھ افراد جنوب مشرقی ایشیا اور مغربی بحر الکاہل کے علاقے میں ہلاک ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۳۳ لاکھ افراد کی موت گھر کے اندر فضائی آلودگی سے ہوئی جبکہ ۲۶ لاکھ افراد بیرونی آلودگی کے اثرات سے موت کا شکار ہوئے۔ یہ اموات ان خطوں کے بالخصوص ان ملکوں میں ہوئیں جو کم یا متوسط آمدنی والے ممالک سمجھے جاتے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ایک ڈائریکٹر ڈاکٹر ماریا نیرا نے بتایا کہ فضائی آلودگی سے انسانی صحت کو جو خطرات لاحق ہوئے ہیں وہ ماضی کے اندازوں اور تصورات سے کہیں زیادہ ہیں۔ خاص طور پر دل کی بیماریوں اور فالج کے امکانات فضائی آلودگی سے بہت زیادہ ہوسکتے ہیں۔ عالمی صحت کو آج فضائی آلودگی سے جو خطرہ درپیش ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم مل کر اس کثیف ہوا کو صاف کرنے کی کوشش کریں جس میں ہم سانس لیتے ہیں۔ اگر ہم فضائی آلودگی کم کرنے میں کامیاب ہوگئے تو اس کے نتیجے میں لاکھوں جانیں بچائی جاسکیں گی۔ عالمی صحت تنظیم کی ایک اور ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر فلیویا بسٹریو نے کہا ہے کہ جس ہوا کو ہم سانس کے راستے جسم میں داخل کرتے ہیں، اگر اسے آلودگی سے پاک کردیا جائے تو اس سے نہ صرف ایک سے دوسرے کو نہ لگنے والی بیماریوں سے بچاؤ ممکن ہوگا بلکہ کمزور افراد مثلاً عورتوں، بچوں اور بزرگوں کے بیمار پڑنے کے امکانات بھی کم ہوجائیں گے۔ غریب خواتین اور بچوں کو گھر کے اندر کی فضائی آلودگی کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ کیونکہ انھیں گھروں میں زیادہ وقت گزارنا پڑتا ہے جہاں کھانا پکانے کے لیے ایسے چولہے استعمال کیے جاتے ہیں جن میں بطور ایندھن کوئلہ یا لکڑی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے جلنے سے جو دھواں خارج ہوتا ہے وہ گھر کے اندر ہی رہتا ہے کیونکہ اس کے اخراج کا معقول انتظام نہیں ہوتا اور مکینوں کو اسی آلودہ فضا میں سانس لینا پڑتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے تخمینوں سے معلوم ہوا ہے کہ فضائی آلودگی سے زیادہ تر اموات کا تعلق قلبی شریانی امراض سے تھا۔ بیرونی فضائی آلودگی کے باعث ۴۰ فیصد افراد امراض قلب میں، ۴۰ فیصد فالج میں، ۱۱ فیصد سانس کی نالیوں میں رکاوٹ کی بیماری میں، ۶ فیصد پھیپھڑے کے سرطان میں اور ۳ فیصد بچے سانس کی ذیلی نالیوں کے انفیکشن میں مبتلا ہونے کے بعد چل بسے ہیں۔ اسی طرح گھر کے اندر کی فضائی آلودگی کے باعث ۳۴ فیصد افراد فالج یا اسٹروک میں، ۲۶ فیصد امراض قلب میں، ۱۲ فیصد بچے سانس کی ذیلی نالیوں کے انفیکشن میں اور چھ فیصد پھیپھڑوں کے سرطان میں مبتلا ہوکر انتقال کرگئے۔ ان اعداد وشمار سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ فضائی آلودگی کتنی خطرناک ہے اور دنیا کو صاف ستھرے ماحول کی کتنی ضرورت ہے۔

کرناٹک بن گئی ہندوتو کی نئی تجربہ باہ

کرناٹک میں بی جے پی کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے ہندوتوا کی حامی انتہا پسند تنظیموں کے حوصلے کافی بلند ہوچکے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ انھیں حکومت کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے، بلکہ خود حکومت، سیاسی مفاد کے لیے اپنے اقدامات اور فیصلوں کے ذریعہ ہندوتوا کے حامیوں کے اجتماعِ ضمیر کو تسکین پہنچا رہی ہے۔ انسدادِ تبدیلی مذہب اور گئوکشی قوانین اس کی مثالیں ہیں۔ بالخصوص تبدیلی مذہب کے خلاف قانون سازی کا مقصد ریاست کی مسلم اور عیسائی آبادی کو نشانہ کیا جاتا ہے جن پر ہندو آبادی کا مذہب جبراً تبدیل کروانے کا من گھڑت الزام عرصہ دراز سے عائد کیا جارہا ہے۔ اس قانون سازی کے لیے مہم چلانے والے بی جے پی رکن اسمبلی گولی ہٹی شیکھر کا دعویٰ ہے کہ عیسائی مشنری نے ان کی ماں کو جبراً عیسائی بنایا تھا، حالانکہ حال ہی میں ان کی ماں اور علاقہ کے دیگر افراد نے عیسائیت کو ترک کرکے دوبارہ ہندو مذہب اختیار کرلیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی تنظیم نے جبراً مذہب تبدیل کروایا تو ان کی ماں نے پولیس میں اسی وقت شکایت کیوں نہیں درج کروائی؟ ہندوتوا نواز تنظیموں کے دباؤ میں آکر حکومت کے اس طرح کے اقدامات سے ریاست میں فرقہ ارانہ یکجہتی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے اور ہندوتو طاقتیں دن بہ دن اور بے لگام ہوتی جارہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو سینا جیسی رسوائے زمانہ انتہا پسند تنظیم ریاست کی بی جے پی حکومت سے مطالبہ کررہی ہیں کہ حجاب کے لیے اصرار کرنے والی طالبات کو اسکول سے نکال دیا جائے۔ اس کی دانست میں حجاب، طالبات کو بالآخر دہشت گردی کی راہ پر لے جائے گا۔ نفرت کا یہ زہر آہستہ آہستہ پورے کرناٹک میں پھیل گیا ہے جس کی ایک جھلک بنگلورو کے ریلوے اسٹیشن پر بھی نظر آئی جہاں کے ریسٹ روم کو محض اس لیے مقفل کردیا گیا کہ کسی شر پسند نے ٹوئیٹر ہینڈل پر وہاں نماز کی ادائیگی کا دعویٰ کیا جس سے مشتعل ہوکر ایک اور انتہا پسند تنظیم ہندو جن جاگرتی سمیتی نے ریلوے کو مکتوب تحریر کرکے قلیوں کے ریسٹ روم کو کچھ مسلمانوں کی جانب سے نماز کی ادائیگی کے لیے استعمال کرنے پر اعتراض ظاہر کیا۔ حد تو اس وقت ہوگئی جب اس انتہا پسند تنظیم نے نماز کی ادائیگی کو 'قومی سلامتی کے لیے خطرہ' قرار دے دیا اور الزام عائد کیا کہ اگر یہاں نماز ادا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو آئندہ اس مقام (ریلوے اسٹیشن) کو مسجد میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ انتظامیہ کو مکتوب تحریر کرنے سے قبل مذکورہ بالا تنظیم کے کارکن اس وقت ریسٹ روم میں گھس پڑے جب کچھ مسلمان اندر نماز ادا کررہے تھے جس پر انتظامیہ نے بے بنیاد اور من گھڑت خدشات اور الزامات کے فوراً بعد ریسٹ روم کو مقفل کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا، اسے اس تنظیم سے یہ سوال بھی کرنا چاہیے تھا کہ نماز قومی سلامتی کے لیے خطرہ کیسے ہوسکتی ہے؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی ریلوے اسٹیشن میں دو مندر بھی ہیں۔ ایک پلیٹ فارم نمبر ے پر ہے اور دوسرا لوکو موٹیو شیڈ کے پاس موجود ہے۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا کمرہ بھی ہے جہاں عیسائی فرقہ عبادت کرتا ہے، مگر صرف نماز کی ادائیگی پر پابندی، انتظامیہ کے دوہرے معیار کو ظاہر کرتا ہے جو غالباً ہندوتو نواز قوتوں سے ڈر کر یا پھر اس کی سرپرست حکومت کے دباؤ میں کام کررہا ہے کیونکہ حجاب کے معاملے میں بھی حکومت طالبات کے آئینی حقوق کا دفاع کرنے کے بجائے کالج انتظامیہ کے اقدام کی مدافعت کررہی ہے جس پر طالبات کو اپنے آئینی حق کے لیے کرناٹک ہائی کورٹ سے رجوع ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور تنازع مزید گہرا ہوگیا۔

اپوزیشن کا اتحاد ضروری کیوں؟

اتر پردیش کے بشمول پانچ ریاستوں میں ہونے والے اسمبلی انتخابات ہر لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں۔ برسر اقتدار بھارتیہ جنتا پارٹی کو اپنا اقتدار برقرار رکھنے کا چیلنج درپیش ہے تو کانگریس کو اپنی بقا کی لڑائی لڑنا ہے۔ محض نعروں اور تقاریر سے چناؤ نہیں جیتے جاسکتے۔ عام طور پر پنچایت سے پارلیمنٹ تک ہونے والے انتخابات میں دھاندلیاں ہوتی رہی ہیں، خاص کر پولنگ کے آخری گھنٹوں میں جو پارٹی اثر و رسوخ زیادہ رکھتی ہے وہ زیادہ دھاندلیاں کرتی ہیں اور بوگس ووٹنگ کے ذریعہ کامیابی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ دولت کا بے دریغ استعمال اور پانچویں کالم کے افراد کی یلغار کسی بھی پارٹی اور امیدوار کی کامیابی کو یقینی بنا دیتی ہے۔ اس وقت ملک کا سیاسی منظر بہت واضح ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کو بڑی حد تک غلبہ حاصل ہے اور اصل اپوزیشن کانگریس بہت کمزور حالت میں ہے۔ لوک سبھا انتخابات ڈھائی سال بعد ہوں گے۔ اس سے پہلے مختلف ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کے نتائج ظاہر کریں گے کہ ہوا کا رُخ کیا ہے؟ عوام

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

دارالعلوم دیوبند کے رکن شوریٰ مولانا نظام الدین خاموش کا وصال

جمعیة علماء ہند کی طرف سے اظہار تعزیت

نئی دہلی، ۲۶ رفروری ۲۰۲۲ء: جمعیة علماء ہند کے قومی صدر مولانا محمود اسعد مدنی و جنرل سکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی نے دارالعلوم دیوبند کے رکن شوریٰ مولانا نظام الدین خاموش کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ مولانا مرحوم دارالعلوم چھاپی گجرات کے بھی مہتمم تھے۔ ان کے والد محترم حضرت مولانا غلام رسول خاموشؒ دارالعلوم دیوبند کے سابق کارگزار مہتمم رہے۔ ان کا پورا خاندان دارالعلوم دیوبند، جمعیة علماء ہند اور ان کے اکابر سے تعلق رکھتا ہے اور دینی و ملی سرگرمیوں کی صف اول میں رہتا ہے۔ مولانا نظام الدین صاحب نے آج شام ممبئی کے ملت ہسپتال میں آخری سانس لی جہاں انھیں بغرض علاج لے جایا گیا تھا۔ ان کی عمر محض ۵۵ سال تھی۔ مولانا مدنی نے مولانا مرحوم کے جملہ اہل خانہ متعلقین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کی ہے اور لواحقین کو صبر کی تلقین کی ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام مرحمت فرمائے اور دینی اداروں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے (آمین) انھوں نے اس موقع پر جمعیة علماء کے احباب و متعلقین وارباب مدارس سے دعائے مغفرت وایصال ثواب کی اپیل کی ہے۔

جمعیة علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالھند حضرت مولانا قاری **سیدمحمد عثمان** صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات و خدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیة نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
اپنی پوری شان کے ساتھ منظر عام پر آچکا ھے
صفحات: ۸۱۲ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/800
رابطہ ہفت روزہ الجمعیة، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

ہفت روزہ **الجمعیة** انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: **www.aljamiat.in**
رابطہ: **9811198820** ای۔میل: **aljamiatweekly@gmail.com**

ضروری اعلان

آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِ سالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: 1 بذریعہ منی آرڈر
2 Paytm یا PhonePe کے ذریعہ
9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
3 آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: منیجر ہفت روزہ **الجمعیة** مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

Printed & Published by **Mohammad Taiyab Khan** on behalf of Jamiat Trust Society printed at Shervani Art Printers, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor **MOHD. SALIM**, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.

Designing & Composing: HUMRAN AZMI